الھدیٰ

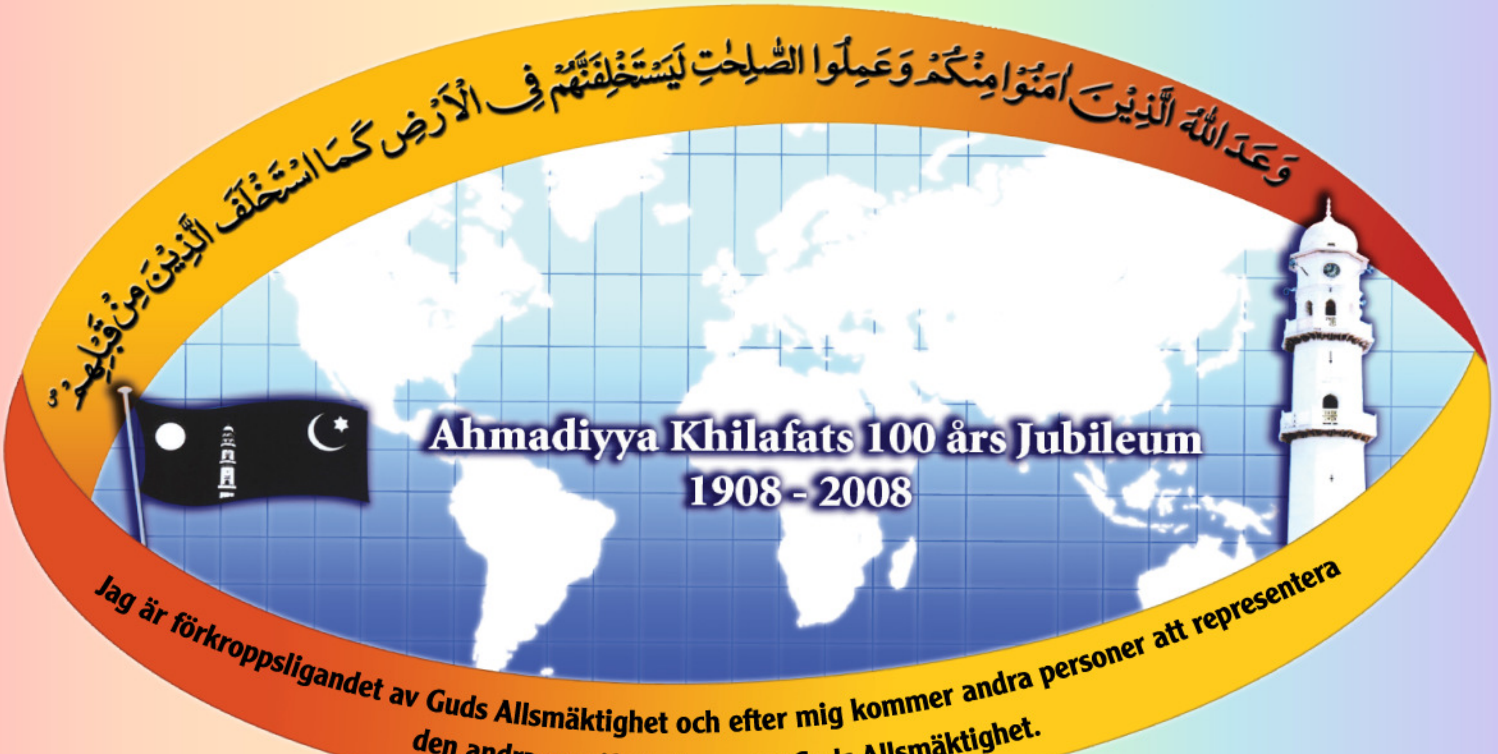

1908-2008

صد سالہ احمدیہ خلافت جوبلی نمبر

مجلس انصار اللہ سویڈن

پیغامِ تہنیت

بخدمتِ اقدس سیدنا وامامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

سیدی! آج اکناف عالم میں بوستان احمد کا ہر پھول بہت کھلا ہوا اور خوبصورت نظر آ رہا ہے۔ ہر چہرہ خدائے واحد ویگانہ کی حمد کے گیت گا رہا ہے اور مسرت وانبساط کے جوش سے شگفتہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس دنیا میں سب سے پیارا وجود اور محبوب خلیفہ لاکھوں بلکہ کروڑوں دلوں کو اندھیروں اور ذلالت کی راہوں سے پھیر کر خدا تعالیٰ کی توحید کی طرف بلا رہا ہے۔ اور صد سالہ خلافت حقہ کے دور کو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور فتح وظفر کے ساتھ پورا کر رہا ہے۔

آج آسمان پر بھی ایک جوش ہے اور خود خدائے برتر بھی خوش ہے کہ اسکے برگزیدہ خلیفہ کے ذریعہ اسکی توحید دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے۔

اے اسلام واحمدیت کے قافلہ کے سالار حضرت احمد علیہ السلام کی بشارت "اِنّی مَعَکَ یا مسرور" آپ کو مبارک ہو۔

جس کی صداقت کی ایک دنیا گواہ ہے اور خلافت حقہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے جو وعدے ہیں ان کے پورا ہونے کے نظارے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہی ہے۔ اب جبکہ خلافت حقہ کی دوسری صدی کا سورج طلوع ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قومیں خلافت حقہ یعنی حضور انور کے نفس روحانی سے برکت پائیں گی۔ اور ہر طرف یَدْخُلُونَ فِی دِینِ اللّٰہِ افواجاً کا نظارہ ہو گا۔ انشاء اللہ اے پیارے امیر المومنین! آپ کے بابرکت عہد مبارک میں جو فتوحات دین اسلام کو نصیب ہوئی ہیں ان پر ہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں۔ اور آپ جو کے ہمارے پیارے خلیفہ ہیں خدا کے سب سے زیادہ برگزیدہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اکناف عالم میں پہنچا رہے ہے۔ اور حضور کے ہاتھ سے اس عظیم الشان پیش گوئی کی صداقت کا ظہور ہو رہا ہے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

اے خدا کے مسیح کے برگزیدہ خلیفہ آپ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا ایک مجسم نشان ہیں۔خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت اور فتح وظفر کی کلید آپ کومبارک ہوکہ آپ اسلام کے انوار سے تمام عالم کومنور کررہے ہیں۔آپ کے بابرکت دور میں جماعت جہاں نظام الوصیت کی صدی منارہی ہے وہاں آپ کی قوت قدسی سے اس نظام میں موتیوں کی طرح پروئی بھی جارہی ہے۔خدا کرے کہ جماعت حضور انور کی توقعات سے بھی بڑھ کراس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق پائے اور آپ کی برکت سے خدا تعالیٰ سلسلہ کی عظمت حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اورخلافت حقہ کی شان کودنیا میں روشن کرے۔آمین

اے ہمارے آقا حضرت امیر المومنین ! آج کا دن کئی عیدوں سے بڑھ کرخوشی کا دن ہے جوہمیں ،ہماری اولادوں بلکہ اک جہاں کودیکھنا نصیب ہورہا ہےاور بےاختیار منہ سے یہ نکل رہا ہے

یہ روز کرمبارک سبحان من یرانی

آج جماعت احمدیہ کا ہرفرد اپنے مولا کے حضور خوشی ومسرت سے سجدہ ریز ہےاور حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کی قبولیت اور پیش گوئیوں کی صداقت کواپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہا ہے۔

اے ہمارے دل وجان سے پیارے امام اے ابراہیم وقت کے فرزند ہم صدق دل کے ساتھ آپ کی خدمت اقدس میں مبارک باد کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔اورحضور انور کویقین دلاتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی توحیداوراسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے آپ کے آگے بھی پیچھے بھی دائیں بھی اور بائیں بھی لڑیں گے۔

سیدی! باوجوداپنی کم علمی کم مائیگی اورنااہلی کے ہم اپنی جان مال عزت وقت اوراولاد کوپیش کرنے کے لئے ہردم تیاررہیں گےانشاءاللہ
سیدی! ہم حضور کی خاص دعاؤں کےمحتاج ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کوخلافت حقہ سے حقیقی وابستگی اور وفا کرنے کی توفیق دے اورخلافت کی غلامی کا تاج ہمیشہ چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہمارے سروں کی زینت بنارہے۔اللّٰھم آمین

والسلام
ہم ہیں حضور کے ناچیز خدام
ممبران انصاراللہ سویڈن

هُوَالَّذِی اَرْ سَلَ رَسُولَهُ بِا الھُدیٰ

خاص نمبر

الھُدیٰ

سویڈن

جلد 11 ، 1387ہجری شمسی، 1429ہجری قمری بمطابق مئی 2008, شمارہ 2

فہرست

فرمانِ الٰہی۔حدیث	3-4
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	5-11
سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ	12-17
سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ	18-23
سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ	24-29
سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	30-34
سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	35-41
مبارک صد مبارک!	42-43
خلافتِ احمدیہ مسلمہ حقہ کا پسِ منظر	44-52
خلافتِ خامسہ کی فتوحات	53-65
پیارے خلفا کی حسین یادیں	66-71
جماعت احمدیہ کے لئے خلافت کی اہمیت	72-73
خلافت کا قیام اور اس کی برکات	74-75
سکونِ قلب	76-77
تحدیثِ نعمت	78-84
نظم۔آمدِ حضور	85

زیرِ نگرانی

مامون الرشید صاحب ڈوگر

صدر مجلس انصاراللہ سویڈن

ایڈیٹر

ڈاکٹر انس احمد رشید

نائب ایڈیٹر

سجاد احمد

ڈاکٹر شریف احمد

معاونین

مبشر سعید راجہ

محمد اسحٰق ورک

داؤد احمد نوید

مجلس انصار اللہ سویڈن کا تعلیمی و تربیتی و ادبی مجلہ

مجلس انصاراللہ سویڈن مجلّہ الھدیٰ کی وساطت سے اپنے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں احمدیہ خلافت کی صد سالہ جوبلی پر دِلی مبارکباد پیش کرتی ہے۔اس موقع پر ہم خصوصیت سے اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ انشاءاللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ سے اپنی محبت، اخلاص، وفا اور اطاعت میں ہم اپنا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھائیں گے اور دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل اور کرم فرمائے اور ہمارا ہر آنے والا دن ہمیں گذشتہ دن کی نسبت اس محبت، اخلاص، وفا اور اطاعت میں پہلے سے زیادہ سرشار کر کے جائے۔ نیز ہماری یہ بھی دُعا ہے کہ، اللہ تعالیٰ جو کہ قادر و توانا ہے اور دُعاؤں کو قبولیت بخشنے والا ہے، خلافت سے عشق میں جو ترقیات وہ ہمیں عطا کرے اس سے کہیں زیادہ ہماری نسلوں میں راسخ فرمادے اور ہم میں سے ہر کوئی ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنے پیارے خلیفہ وقت کے عشق و وفا میں سرشار ہو کر اُس کی اطاعت میں ایسا ہی ہو جائے جیسا کہ نبض تنفس کی اطاعت میں۔ آمین
اسی طرح ہماری اُس رحیم و کریم خدا سے جو کہ تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے دُعا ہے کہ وہ خلافت احمدیہ کی آسمانی بادشاہت کی شان و شوکت کو ہر روز نئے طلوع ہونے والے سورج کے ساتھ ایک نئی رفعت عطا فرمائے تا وہ بھی جو کہ بینا نہیں ان عظمتوں کو اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کر لیں اور تثلیث کی صلیبوں کو خود اپنے ہاتھوں سے توڑ کر سرورِ کونین خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی اختیار کرنے میں ہی اپنی خوش نصیبی و نجات سمجھیں کیونکہ اس راہ پر قدم مارنے سے ہی اس رحیم و کریم خدا تک رسائی ہو سکتی ہے جو کہ واحد و لاشریک ہے اور اپنی صفات میں یکتا ہے اور اپنے بندوں کا ہر لحہ پُرسانِ حال ہے۔

اسی طرح ہم اپنے تمام احمدی نفوس کو بھی اس مبارک موقع پر دِلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہم سب انتہائی خوش قسمت ہیں کہ اس شفیق ذات نے ہمیں اپنی اس نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ دِن دیکھنے بھی نصیب فرمائے جو کہ نہ اس سے پہلے آئے اور نہ ہی ہماری زندگیوں میں اس کے بعد کبھی آئیں گے کم از کم ہم انصار کے۔ خدا کرے کہ ہم بھی ان نعمتوں کے جو کہ اس ذات باری تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائیں صحیح معنوں میں حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے فضل سے اس کے شکر گزار بندوں میں سے ہو جائیں۔ آمین

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ جو کہ اپنے وعدوں کا سچا اور صادق خدا ہے نے اپنے پیارے مسیح سے اور بہت سے عظیم الشان وعدوں میں سے ایک یہ بھی وعدہ فرمایا کہ "تو وہ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا"۔ یہ وعدہ کس عظیم شان سے پورا ہوا! اس کا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا لحہ لحہ گواہ ہے کہ توفیق ایزدی سے انہوںؑ نے وہ کچھ کرنے کی توفیق پائی جو کہ ہزاروں افراد مل کر بھی جدوجہد کریں تو ان رفعتوں کی گرد کو بھی نہیں پہنچ پاتے۔ یہ اس بزرگ و برتر خدا کی شان ہے کہ اُس نے اپنے اس وعدے کو صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی پاک ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ یہ وعدہ اپنی پوری شان کے ساتھ ہر خلیفہ کی زندگی میں جلوہ گر نظر آتا ہے اور درجہ بدرجہ ہر مخلص اور محبّ احمدی جو کہ خدمتِ دین کی تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ہمارے ان پیارے خلفا سے جو کارہائے نمایاں سرانجام دلوائے اور جو ترقیات عطا فرمائیں ان کو قلمبند کرنا اور مختصراً احاطہ تحریر میں لانا ایک امرِ لامحال ہے اور ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ مختصراً جو ہم نے سیرت ان پاک وجودوں کی لکھنے کی کوشش کی ہے وہ تشنگی کا احساس اپنے اندر لئے ہماری ناکامی کا اعلان کر رہی ہے اور اس کا ہمیں اعتراف کرنے میں کوئی شرمندگی نہیں کیونکہ وہ سب کچھ جو ان بزرگ ہستیوں نے خدا کی نُصرت سے کر دکھایا اس کو تو کئی ضخیم کُتب بھی ضبط تحریر میں لانے میں ناکام ہو جائیں۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ ان مضامین کی تشنگی آپ کی پیاس کو بڑھا دے گی جس کے نتیجہ میں آپ ان جنت کے سرداروں کے کارہائے نمایاں کو پہلے سے بڑھ کر دلچسپی سے تفصیلاً پڑھنے اور عمل کرنے کی جستجو کریں گے۔

آخر پر دُعا کی درخواست ہے کہ ان تمام کارکنان کو جنھوں نے اس رسالہ کی معاونت کسی نہ کسی رنگ میں فرمائی اپنی خصوصی دُعاؤں میں یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ ان کو اس کا اپنی جناب سے بہترین اجر عطا فرمائے اور نسلاً بعد نسلاً مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قال اللہ

وَ عَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ O

(النّور: ٥٦)

تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کوخلیفہ بنایا اوراُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا،ضرور تمکنت عطا کرے گا اوراُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کوشریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(اردو ترجمہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

قال الرسول الله ﷺ

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَاللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَاللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ. (مسند احمد ص ۲۷۳/۴ . مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ وَ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ.

(سنن دار قطنی باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف و ھیئتھما صفحہ ۱۸۸/۱ مطبع انصاری دھلی ۱۳۱۰ھ)

حضرت محمد بن علیؓ (یعنی حضرت امام باقرؒ) نے فرمایا پیشگوئی کے مطابق ہمارے مہدی کی صداقت کے دو (۲) نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اول یہ کہ اس کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی تیرہ (۱۳) رمضان کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس (۲۸) رمضان کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔

(نوٹ: یہ دونوں نشان 1894ء میں ظاہر ہو چکے ہیں۔)

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام

(1835-1908)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی موعود و مسیح مسعود علیہ السلام مشہور ایرانی قبیلہ برلاس کے چشم و چراغ تھے۔ آپؑ کا خاندان ایک شاہی خاندان تھا جس کے فارسی قالب کو جناب الٰہی کی طرف سے ترکی، چینی اور فاطمی خون کا لطیف امتزاج بخشا گیا تھا۔ آپؑ کے مورث اعلیٰ مرزا ہادی

بیگ تھے جو 1530ء میں اپنے خاندان کے ساتھ کش سے پنجاب میں داخل ہوئے اور قادیان کی مثالی ریاست کی بنیاد رکھی۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے بطن مبارک سے 14 شوال 1250ھ بمطابق 13 فروری 1835ء بروز جمعہ طلوع فجر کے بعد قادیان میں تولد ہوئے۔ حضرت مسیح ناصری کی طرح آپؑ کی ولادت میں بھی ندرت کا رنگ تھا۔ آپؑ کے والد ماجد کا نام حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے خانہ خدا میرا مکان، صالحین میرے بھائی، ذکر الٰہی میری دولت اور خلق خدا میرا خاندان رہا ہے۔ ایک صاحب کرامت اور ولی اللہ مولوی غلام رسول (قلعہ میہاں سنگھ) نے آپؑ کو بچپن میں دیکھا تو بے ساختہ فرمایا کہ "اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔" 6-7 سال کی عمر میں آپؑ نے قادیان میں ایک حنفی بزرگ فضل الٰہی صاحب سے قرآن شریف اور چند فارسی کتب پڑھیں۔ قریباً 10 سال کے ہوئے تو فیروز والہ کے ایک عربی خوان اہل حدیث عالم مولوی فضل احمد صاحب آپؑ کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب ایک دیندار اور بزرگ عالم دین تھے جنہوں نے بہت توجہ اور محنت سے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھائے۔ 17-18 سال کی عمر میں بٹالہ کے شیعہ عالم مولوی گل علی شاہ صاحب سے آپؑ نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروّجہ حاصل کئے۔ طبّی کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔

دوران تعلیم آپؑ نے پہلی بار عالم خواب میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابتدا سے ہی جناب الٰہی سے ایسا جذب عطا ہوا کہ خلوت نشین ہو گئے تھے اور سارا سارا دن مسجد میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھتے اور اس کے حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔ اسلام اور مسلمانوں کی خستہ حالی دن رات آپؑ کو بے چین کئے رکھتی تھی۔ غیرت رسول ﷺ کا بے پناہ جذبہ شروع سے ہی ایسا موجزن تھا کہ 16-17 سال کی عمر سے ہی عیسائیوں کے اعتراضات جمع کرنے کی مہم شروع کر دی تھی۔

جب آپؑ کی عمر پندرہ سولہ سال کی ہوئی تو آپؑ کی شادی آپؑ کے سگے ماموں کی بیٹی حرمت بی بی صاحبہ سے ہو گئی۔ یہ آپؑ کی پہلی شادی تھی اور اس بیوی سے آپؑ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو اعلیٰ سرکاری عہدوں پر کام کرتے رہے اور بالآخر جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد 1931ء میں وفات پائی۔ دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی وفات پا گئے۔

1864-1867 تک آپؑ سیالکوٹ میں والد محترم کی خواہش کے احترام میں بسلسلہ ملازمت قیام فرما رہے جہاں دفتری فرائض کے بعد آپؑ کا پورا وقت تلاوتِ قرآن، عبادت گزاری، خدمتِ خلق اور تبلیغ اسلام میں گزرتا تھا۔ عیسائیوں نے پنجاب اور خصوصاً سیالکوٹ کو عیسائیت کے فروغ کا بھاری مرکز بنا رکھا تھا۔ حضرت اقدسؑ نے یہاں تبلیغ اسلام اور ردعیسائیت کا پرجوش محاذ کھول دیا اور خصوصاً سکاچ مشن کے بڑے نامی گرامی پادری بٹلر سے آپؑ کے بڑے معرکے ہوئے۔

سیالکوٹ سے آپؑ پھر قادیان واپس تشریف لے آئے اور خدمت دین وملت کی سرگرمیاں جاری کر دیں۔ 1868ء میں آپؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی سے محض للہ مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا اور حنفیوں کی ہنگامہ آرائی کے باوجود قرآن مجید کے اقوال کو اقوال رسول ﷺ سے مقدم ہونے کا اعلان عام کر دیا تو رب ذوالجلال نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور آپؑ کو خبر دی کہ:
"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

1872ء میں آپؑ نے تائیدِ اسلام میں قلمی جہاد کا آغاز فرمایا۔منشور محمدی (بنگلور) اور دوسرے مسلم پریس میں مضامین سپرد قلم کرنے شروع کئے۔ اندازاً 1873ء میں آپؑ نے شعر وسخن کو اشاعت حق کا ذریعہ بنایا۔آپؑ اوائل میں "فرخ" تخلص فرماتے تھے۔

1875ء میں آپؑ نے خدائے عزّ وجلّ کے ارشاد پر نو ماہ تک روزوں کا عظیم مجاہدہ کی۔جس میں آپؑ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی اور گذشتہ انبیاء و صلحاء اور حضرت علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کی عین عالم بیداری میں زیارت نصیب ہوئی۔

1868ء میں آپؑ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور 1876ء میں آپؑ کے والد ماجد وفات پا گئے جس پر آپؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب نامعلوم کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو الہام ہوا:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنی: کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟

اس الہام نے آپؑ کو بہت اطمینان اور سکینت بخش دی۔ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے ہر معاملہ میں آپؑ کی مدد کی۔آپؑ براہ راست ربُّ العالمین کی آغوش میں آ گئے اور بڑے زور شور سے آپؑ پر مکالمات و مخاطبات کا نزول شروع ہو گیا۔

کچھ عرصہ تک اخبارات میں مضامین لکھے جن کا بہت چرچہ ہوا کیونکہ آپؑ نے اسلام کی سچائی ایسے زبردست دلائل سے ثابت کی کہ کوئی مخالف اسلام ان کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔اس کے بعد آپؑ براہین احمدیہ کے نام سے ایک کتاب لکھنی شروع کی جس میں آپؑ نے قرآن مجید کی اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کے زبردست دلائل دیئے۔اس کتاب کا پہلا حصہ 1880ء میں، دوسرا 1881ء، تیسرا 1882ء اور چوتھا حصہ 1884ء میں شائع ہوا۔اس کتاب کے شائع ہونے پر آپؑ کی شہرت سارے ملک میں پھیل گئی اور دوست دشمن سب آپ کی علمی قابلیت کے قائل ہو گئے۔مسلمان اس کتاب کے شائع ہونے پر اتنے خوش ہوئے کہ مسلمانوں کے ایک مشہور عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے (جو بعد میں آپؑ کے سخت مخالف ہو گئے تھے) لکھا کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔" (اشاعت السنۃ)

اسلام کے مخالفین پر اس کتاب کا یہ اثر ہوا کہ باوجود اس کے کہ آپؑ نے اس کتاب کا جواب لکھنے کا انعامی چیلنج دیا اور للکارا کہ کوئی غیر مسلم میدان میں آ کر اس کے دلائل کو توڑے لیکن کسی دشمن اسلام کو اس کا جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی البتہ وہ آپؑ کی سخت مخالفت کرنے لگے۔مختلف طریقوں سے انہوں نے آپؑ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن خدا نے آپؑ کی حفاظت فرمائی اور دشمنان کے ہر شر سے محفوظ رکھا۔

آپؑ کی دوسری شادی 1884ء میں اللہ تعالیٰ کے منشاء اور ایک خاص الہام کے ماتحت دہلی کے ایک مشہور سادات خاندان کی ایک معزز اور پاکباز خاتون حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ سے ہوئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ الہام پورا ہوا کہ:

"میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود کروں گا۔" (حیات طیبہ صفحہ 73)

آپؑ کے خسر صاحب کا نام حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ تھا جو کہ اردو کے شاعر حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور خود بھی بہت نیک اور بزرگ انسان تھے۔ 17 نومبر 1884ء کو بمقام دہلی مشہور عالم مولوی سیّد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے آپؑ کے نکاح کا اعلان کیا اور ساتھ ہی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ یہ شادی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق بہت ہی بابرکت اور کامیاب ثابت ہوئی کیونکہ اس کے

نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وہ مقدس اولاد عطا فرمائی جس کے متعلق بڑی عظیم الشان بشارتیں ملی تھیں اور یہ بشارتیں اپنے وقت پر انتہائی شان سے پوری ہوئیں۔

اس شادی سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دس بچے عطا فرمائے ان میں سے پانچ بچے تو کم عمری میں ہی فوت ہوگئے باقی پانچ بچوں کے نام درج ہیں۔حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ۔

مارچ 1882ء میں آپؑ کو ماموریت کی خلعت سے نوازا گیا۔جس کے بعد آپؑ نے 1885ء میں ایک اشتہار بیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا اور تمام مخالفین اسلام کو دعوت دی کہ اگر وہ اسلام کی سچائی کے تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتے ہیں تو میرے پاس آئیں اور آسمانی نشانات دیکھیں۔اس اشتہار میں آپؑ نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے اس زمانہ کے لئے مجدد اور مامور مقرر فرمایا ہے۔

1886ء میں بحکم الٰہی آپ نے ہوشیار پور میں چلہ کشی کی جس کے نتیجہ میں آپؑ کو اپنے مخلصین اور اپنے خاندان کی نسبت بھاری بشارتیں ملیں نیز مصلح موعود جیسے فرزند ارجمند کی خبر دی گئی جو 12 جنوری 1889ء کو سیدنا حضرت محمود المصلح موعود کے نورانی وجود کی ولادت سے پوری ہوئی۔

یکم دسمبر 1888ء کو آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان شائع کیا کہ جو لوگ سچا ایمان اور سچی پاکیزگی حاصل کرنا چاہیں وہ میری بیعت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت سی برکتیں دے۔

12 جنوری 1889ء کو آپؑ نے ایک اور اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ نے دس (10) شرائط بیعت بیان فرمائیں۔

23 مارچ 1889ء کا دن ہمیشہ تاریخ احمدیت میں ممتاز رہے گا کیونکہ اس دن حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے مکان واقع محلّہ جدید لدھیانہ میں بیعت لینے کا آغاز فرمایا اور اس طرح جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔اَوّلُ المبائعین ہونے کا فخر حضرت حاجی الحرمین الشریفین مولانا حکیم نورالدین بھیروی (خلیفۃ المسیح الاول) کو حاصل ہوا۔

1890ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دیگر نبیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور یہ عقیدہ غلط اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔چنانچہ آپ نے 1891ء کے شروع میں اعلان کیا اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ دعویٰ بھی فرمایا کہ جس مسیح اور مہدی کے آنے کی پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے فرمائی تھی وہ میں ہی ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح علیہ السلام کی صفات دے کر دنیا کی اصلاح کرنے اور دین حق کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے بھیجا ہے۔

اس اعلان اور دعویٰ کے نتیجہ میں جہاں ہر طبقہ کے بہت سے نیک فطرت لوگ آپؑ پر ایمان لے آئے وہاں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھی۔اپنے اور بیگانے سبھی آپؑ کے دشمن ہو گئے۔مولویوں نے آپؑ پر کفر کے فتوے لگا دیئے اور دوسری طرف عیسائیوں نے بھی آپؑ کی سخت مخالفت شروع کر دی کیونکہ وفاتِ مسیح کے اعلان سے عیسائیت کی بنیادیں ہل جاتی تھیں اور ان کا خدا مردہ ثابت ہو جاتا تھا۔

27 دسمبر 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔پہلا جلسہ سالانہ نماز ظہر کے بعد قادیان میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف آسمانی فیصلہ پڑھ کر سنائی اور جلسہ ختم ہوا۔اس پہلے تاریخی جلسہ میں 75 مخلصین نے شرکت فرمائی۔اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت ڈالی کہ شرکاء کی تعداد بڑھتے بڑھتے لاکھوں تک پہنچ گئی اور اب ہر

اہم ملک میں جماعت کے جلسہ سالانہ ہوتے ہیں۔

1892ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاہور، سیالکوٹ، کپورتھلہ، جالندھر اور لدھیانہ کا سفر اختیار کر کے حق کی آواز پنجاب بلکہ ملک کے کونہ کونہ تک پہنچا دی۔ اگلے سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی غرض سے فیروز پور بھی تشریف لے گئے نیز امرتسر میں عیسائیوں سے ایک فیصلہ کن مباحثہ کیا جس کی بازگشت انگلستان میں بھی سنائی دی گئی۔ چنانچہ لارڈ بشپ نے پادریوں کی عالمی کانفرنس میں اس خطرہ کا اظہار کیا کہ اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں اور ہندوستان کی برطانوی مملکت میں محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔

1893ء میں آپؑ نے آئینہ کمالات اسلام کے نام سے ایک پُر معارف کتاب لکھی جس میں ملکہ وکٹوریہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف جیسے اہل اللہ نے خراج تحسین ادا کیا۔

فروری 1894ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "حمامتہ البشریٰ" شائع کی جو کہ مرکز اسلام میں خصوصاً اور دوسرے بلاد عربیہ میں عموماً کثرت سے بھجوائی گئی اور ہر طبقہ میں آپؑ کا ذکر پہنچ گیا۔ ایک خدائی تصرف یہ ہوا کہ انہی دنوں میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق رمضان میں مجوزہ تاریخوں پر چاند اور سورج کو گرہن ہوا جس نے سعید روحوں میں زبردست جنبش پیدا کر دی۔ 1895ء میں مغربی دنیا نے بھی یہ نشان دیکھا اور آپؑ کی سچائی پر آسمانی مہر لگ گئی۔ اس نشان کو کسوف وخسوف کا نشان کہتے ہیں جس کے ظاہر ہونے کا قرآن شریف میں سورۃ القیامۃ میں بھی اشارہ ہے اور انجیل میں بھی یہ ذکر موجود ہے کہ مسیحؑ کی دوسری بار آمد کے وقت چاند اور سورج تاریک ہو جائیں گے۔ الغرض یہ ایک عظیم الشان نشان تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا۔

1895ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے تین ایسے علمی انکشافات فرمائے جن سے اسلام کی فتح کے نقارے بجنے لگے۔ چنانچہ آپؑ نے زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ:۔ 1; عربی زبان اُمُّ الالسنہ ہے۔ 2; حضرت مسیحؑ کی قبر محلّہ خانیار سری نگر کشمیر میں ہے۔ 3; سکھ تحریک کے بانی گورونانک مسلمان تھے۔

دسمبر 1896ء کے آخری ہفتہ میں لاہور کے اندر مذاہب عالم کانفرنس ہوئی جس میں تمام مذہبوں کے نمائندوں کو یہ دعوت دی گئی کہ وہ اس میں شامل ہو کر اپنے اپنے مذہب کی تعلیم اور خوبیاں بیان کریں تاکہ لوگوں کو ایک ہی وقت میں مختلف مذہبوں کی تعلیم جاننے اور پرکھنے کا موقع مل سکے۔ اس موقع پر مختلف مذہبوں کے چوٹی کے نمائیندوں نے تقاریر کیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے عنوان سے ایک بصیرت افروز مضمون لکھا جسے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے نہایت خوش بیانی سے سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتادیا کہ آپؑ کا مضمون بالا رہے گا جس کا اعلان آپؑ نے قبل از وقت بذریعہ اشتہار فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا اور دین حق کو آپؑ کے ہاتھوں فتح عظیم نصیب ہوئی۔ جس کا اعتراف اردو اور انگریزی پریس نے بھی کیا۔

1898ء کی ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام سے ایک اسکول جاری فرمایا جس کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ مقرر ہوئے۔ اس اسکول کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی کہ احمدی بچے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی حاصل کریں اور بڑے ہو کر سچے مسلمان اور حقیقی احمدی بنیں اور اسلام کی خدمت کرنے والے ثابت ہوں۔

18 مئی 1903ء کو قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہوا۔ 1905ء میں مدرسہ احمدیہ کی داغ بیل رکھی گئی۔

جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار "الحکم" 1897ء میں جاری ہوا۔ اس کے ایڈیٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تھے۔ اس کے بعد 1906ء میں ایک اور اخبار "البدر" جاری ہوا جس کے ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تھے۔ ان دونوں اخباروں کو حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست و باز وقرار دیا۔حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات،تقاریر،گفتگواور سلسلہ احمدیہ کی ابتدائی تاریخ کے اہم واقعات کومحفوظ کرنے میں ان دونوں اخباروں نے خاص حصہ لیا۔ 1902ء میں آپؑ کے حکم سے اردواور انگریزی میں رسالہ "ریویوآف ریلیجنز " جاری کیا گیا جس سے مغربی دنیا میں تبلیغ کا نیادور شروع ہوا۔یکم مارچ 1906ءکوحضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے حضرت مرزا بشیرالدین محموداحمد صاحبؓ(خلیفۃ المسیح الثانی) نے ایک اردورسالہ " تشحیذ الاذہان" کے نام سے احمدی نوجوانوں کی تربیت کے لئے جاری کیا۔

28 مئی 1900ءکوحضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریمﷺ کی ایک حدیث کی منشاء کے مطابق قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ایک مینار تعمیر کرنے کی تحریک جماعت کوفرمائی۔1903ء میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مینارہ کی بنیادرکھی۔

1901ء میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اشتہار کے ذریعہ اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" تجویزفرمایا۔

ان دنوں امریکہ میں ڈوئی اور یورپ میں پگٹ نے دعویٰ پیغمبری کر رکھا تھا۔حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل از وقت ان کی تباہی کی خبر دی جوایسی شان سے پوری ہوئی کہ پوری عیسائی دنیادنگ رہ گئی۔ڈوئی پر فالج کا حملہ ہوااورآپؑ کی آنکھوں کے سامنے بڑے دکھ اور حسرت سے دنیا سے کوچ کر گیا۔ اسی طرح پگٹ بھی کچھ عرصہ گوشہ گمنامی میں رہ کر اپنی ناکامی کا عبرت ناک نظارہ دیکھ کر ہمیشہ کے لئے معدوم ہوگیا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کواکتوبرودسمبر 1905ء میں بذریعہ رویاوالہامات یہ خبردی گئی کہ آپؑ کا زمانہ وفات قریب ہے۔جس پر آپؑ نے دسمبر 1905ء میں رسالہ الوصیت رقم فرمایااوراپنی جماعت کواہم نصائح فرمائیں۔اس رسالہ میں آپؑ نے خاص طور پر خبردی کہ قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا نظام میرے بعد قیامت تک قائم رہے گی۔رسالہ الوصیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؑ نے ایک بہشتی مقبرہ بھی قائم فرمایااوراس کی آمد کواشاعت دین کی اغراض پر خرچ کرنے کے لئے صدرانجمن احمدیہ کی بنیادرکھی اور سلسلہ کی مالی اور انتظامی خدمات اس کے سپرد کیں۔

15مارچ 1905 کو "حقیقۃ الوحی"شائع ہوئی۔ جماعت احمدیہ کا حلقہ تبلیغ دن بدن وسیع ہونے کے سبب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستمبر 1907میں وقف زندگی کی پہلی عام تحریک فرمائی جس پر متعددنوجوانان احمدیت نے کمال ذوق وشوق سے لبیک کہا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل وعیال 27اپریل1908ءکولاہورتشریف لے گئے وہاں پرحضورؑ نے تقاریرفرمائیں۔مختلف مذاہب کے لوگوں کوشرف ملاقات بخشا۔ایک رسالہ پیغام صلح کے نام سے تحریرفرمایا۔غرض دن رات تبلیغ وتربیت کے کاموں میں مصروف رہے۔اسی دوران متواترحضورؑکواپنی وفات کے بالکل قریب آجانے کے متعلق الہامات بھی ہوتے رہے۔چنانچہ 20مئی1908 کوالہام ہوا:۔

"اَلرَّحِيْل ثُمَّ الرَّحِيْل وَالْمَوْتُ قَرِيْب"یعنی کوچ کاوقت آگیااورموت قریب ہے۔

25اور26مئی1908 کی درمیانی رات گیارہ بجے کےقریب حضورؑ بیمار ہوگئے باوجود ہرممکن علاج کے حالت سنبھل نہ سکی۔آخر 26مئی کو ساڑھےدس بجے کےقریب حضورؑ وفات پاکراپنےحقیقی مولا کے پاس پہنچ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَيْہِ رٰجِعُوْن

آخری وقت میں آپؑ کی زبان مبارک سے جوالفاظ سنے گئے وہ یہ تھے:"اللہ!میرے پیارے اللہ!"

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ بذریعہ ریل بٹالہ لایا گیا جہاں سےاحباب اپنے کندھوں پراٹھا کرقادیان لائے۔27مئی1908 کو نماز جنازہ سےقبل جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پرحضرت مولاناحکیم نورالدین صاحبؓ کوخلیفۃ المسیح الاول منتخب کیااورآپؓ کے ہاتھ پر بیعت کرکے پھرایک ہاتھ پرجمع ہوگئی۔اس طرح رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت کی جوخوشخبری دی تھی وہ پوری ہوگئی اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شایدیہ جماعت اب ہمیشہ کے لئےختم ہوجائے گی ان کا خیال سراسرغلط ثابت ہوا۔خلافت کےانتخاب کے بعدحضرت خلیفہ اولؓ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ پڑھائی۔احباب نے جوکہ ہزاروں کی تعدادمیں آئے ہوئے تھےاپنے محبوب اور پیارے آقا

کا آخری دیدار کیا جس کے بعد حضورؑ کے جسد اطہر کو مقبرہ بہشتی قادیان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔اس طرح وہ مقدس اور عظیم الشان وجود ہمیشہ کے لئے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جس کی بشارت خود آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو دی تھی اور جس کے ذریعہ اس مبارک زمانہ میں اسلام کی ترقی مقدر ہے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ (آپؑ کے برادر نسبتی) فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود اپنے اخلاق میں کامل تھے۔یعنی آپؑ نہایت رؤف۔رحیم تھے۔سخی تھے۔مہمان نواز تھے۔ . . ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپؑ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔عفو،چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری،صبر وشکر، استغناء، حیاء . . . محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادبِ الٰہی، ادبِ رسولؐ و بزرگان دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے عہد، چستی، ہمدردی . . . وقار، طہارت، زندہ دلی، اور مزاح، ہمت، اولوالعزمی، خودداری . . . خدا اور اس کے رسولؐ کا سچا عشق، کامل اتباعِ رسولؐ۔ یہ مختصراً آپؑ کے اخلاق و عادات تھے . . . . میں نے آپؑ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپؑ میری آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا۔مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپؑ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپؑ سے زیادہ بزرگ، آپؑ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپؑ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح کہہ سکتے ہیں کان حب محمد و اتباعہ۔"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اور اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اَشرف واَولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین
خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
(1908ء تا 1914ء)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک دل پراز نورِ یقین بودے

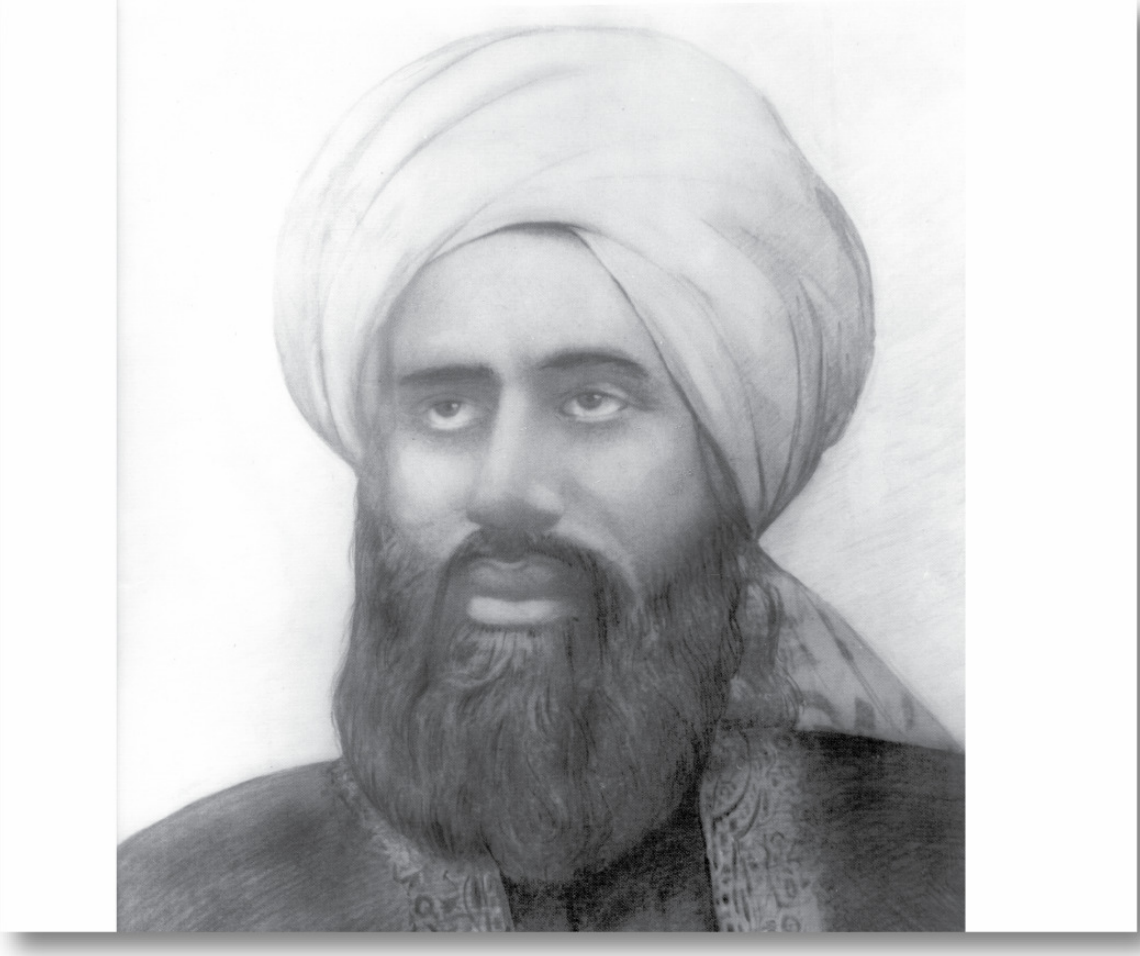

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپؓ نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اپنا سب سے محبوب اور سب سے مخلص اور اعلیٰ درجہ کا صدیق دوست قرار دیا اور ان کی قربانیوں اور ان کے نمونہ کو قابل رشک قرار دیتے ہوئے یہ لکھا کہ وہ اپنے اخلاص، محبت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں میں اول نمبر پر ہیں۔

حاجی الحرمین حضرت حافظ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ 1841ء میں بھیرہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد محترم کا نام حافظ

غلام رسول صاحب اور والدہ کا نام نور بخت صاحبہ تھا۔ 32ویں پشت میں آپؓ کا شجرہ نسب سے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔آپ کے خاندان میں بہت سے اولیا اور مشائخ گزرے ہیں۔گیارہ پشت سے تو حفاظ کا سلسلہ بھی برابر چلا آتا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اس مقدس خاندان کو ابتدا سے ہی قرآن کریم سے والہانہ شغف رہا ہے۔ابتدائی تعلیم تو ماں باپ سے حاصل کی پھر لاہور اور راولپنڈی میں تعلیم پائی۔نارمن سکول سے فارغ ہو کر چار سال تک پنڈ دادنخاں میں سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے پھر ملازمت ترک کر دی اور حصول علم کے لئے رامپور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر اختیار کئے۔ان ایام میں آپؓ نے چوٹی کے علما سے عربی، فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے مروجہ علوم سیکھے۔اس زمانہ میں بھی آپؓ کو اللہ تعالیٰ پر اتنا بھروسہ تھا کہ مالی ضروریات اور رہائش وغیرہ کا کبھی فکر نہ کیا۔اللہ تعالیٰ خود ہی غیب سے ہر جگہ آپ کے لئے معجزانہ رنگ میں انتظام فرما دیتا تھا۔ایک مرتبہ ایک رئیس زادہ کا علاج کیا تو اس نے اس قدر روپیہ دیا کہ آپؓ پر حج فرض ہو گیا۔چنانچہ آپؓ مکہ اور مدینہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، حج بھی کیا اور کئی اکابر علما اور فضلا سے حدیث پڑھی۔اسوقت آپؓ کی عمر چوبیں پچیس برس تھی۔قرآن کریم سے قلبی لگاؤ تھا اور اس کے معارف آپؓ پر کھلتے رہے۔

وطن واپس آ کر بھیرہ میں درس و تدریس اور مطب کا آغاز کیا۔مطب کی شان یہ تھی کہ مریضوں کیلئے نسخے لکھنے کے دوران احادیث وغیرہ بھی پڑھاتے۔طب میں آپ کی شہرت اتنی بڑھی کہ دور دراز سے لوگ آپؓ کی خدمت میں علاج کے لئے حاضر ہوتے تھے حتیٰ کہ کشمیر کے مہاراجہ کی درخواست پر آپؓ وہاں تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک خاص شاہی طبیب کے طور پر دربارِ جموں و کشمیر سے وابستہ رہے۔اس عرصہ میں آپؓ مطب کے علاوہ ریاست میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بھی کوشاں رہے اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی پہلی شادی تیس برس کی عمر میں بمقام بھیرہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی کی صاحبزادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے ہوئی۔آپؓ کی یہ اہلیہ 1905ء میں وفات پا گئیں۔دوسری شادی 1889ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پر لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ان کی وفات 1955ء میں بمقام ربوہ ہوئی۔

88-1887ء میں آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پر عیسائیت کے رڈ میں ایک کتاب فصل الخطاب شائع فرمائی۔پھر 1890 میں حضورؑ کی زیر ہدایت پنڈت لیکھرام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے جواب میں ''تصدیق براہین احمدیہ''لکھی۔حضرت حاجی الحرمین مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم سے جو غیر معمولی عشق اور اس کے علوم کے ساتھ جو فطری مناسبت تھی اس کا ذکر امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد تصانیف میں فرمایا ہے۔آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:''میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقان مجید کی محبت سے لبریز ہے۔''(ترجمہ از عربی)اسی طرح آپؓ کی تصانیف کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''جو شخص قرآن کریم کے عمیق مطالب کو حل کرنے اور ربِّ جلیل کی کتاب کے اسرار جاننے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ آپ کی کتب کا مطالعہ کرے۔''(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۸۴)

آپؓ کو قرآن کریم سے جو محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ خود فرماتے ہیں:

''مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا کی ہی کتاب پسند آئی۔''(بدر ۱۸ جنوری ۱۹۱۲ء)

1892ء میں ریاست جموں و کشمیر سے آپؓ کی ملازمت کا سلسلہ ریاست میں قرآن کریم کے درس و تدریس اور تبلیغ دین حق کی وجہ سے ختم ہوا۔آپ وہاں سے واپس بھیرہ تشریف لائے اور وسیع پیمانے پر ایک شفاخانہ قائم کرنے کا ارادہ کیا اور عالیشان مکان کی تعمیر شروع کروا دی۔1893ء جبکہ مکان کی تعمیر ابھی جاری تھی آپؓ کسی کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے وہاں پر آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا خیال آیا۔چنانچہ آپؓ

قادیان تشریف لے گئے۔حضورؑ نے فرمایا اب تو آپ ملازمت سے فارغ ہیں۔ یہاں رہیں۔حضرت مولوی صاحب نے سمجھا کہ دو چار روز اور ٹھہر لیتا ہوں۔ایک ہفتہ بعد حضورؑ نے فرمایا: آپ اکیلے یہاں رہتے ہیں اپنی بیویوں کو بھی یہیں منگوالیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے دونوں بیویوں کو بلوالیا۔پھر ایک دن حضورؑ نے فرمایا: آپ کو کتابوں کا شوق ہے اپنا کتب خانہ بھی یہیں منگوالیں چنانچہ کتب خانہ بھی بھیرہ سے قادیان آ گیا۔ چند دنوں کے بعد حضورؑ نے فرمایا: مولوی صاحب! اب آپ وطن کا خیال چھوڑ دیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ’’میں نے وطن کا خیال ایسے چھوڑ دیا کہ کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔‘‘

یہاں اپنے آقا علیہ السلام کے قدموں میں رہ کر دن رات خدمت دین میں مصروف اور حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایت اور حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار رہتے۔مریضوں کو دیکھتے،قرآن وحدیث کا درس دیتے،نمازیں پڑھاتے،وعظ ونصیحت کرتے۔حضورؑ کی کتب کے پروف پڑھنے اور حوالے نکالنے کا کام کرتے تھے۔ جب کالج جاری ہوا تو اس میں عربی پڑھاتے تھے۔ جب صدر انجمن احمدیہ قائم ہوئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا۔ پھر غرباء کی امداد اور ہمدردی کا بھی ہمیشہ خیال رکھتے۔غرض قادیان آ کر حضرت مولوی صاحبؓ نے اپنی زندگی دین کے لئے بالکل وقف کر دی۔ پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے مکانات کے قریب ہی اپنا کچا مکان تعمیر کرا کے رہائش اختیار کر لی۔بیماروں کے علاج سے جو آمدنی ہوتی اس کا بھی زیادہ تر حصہ چندہ کے طور پر حضورؑ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولانا حافظ حکیم نورالدین صاحبؓ کو مورخہ 27 مئی 1908ء میں جماعت احمدیہ کا امام اور حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا خلیفہ منتخب کیا۔تمام احمدیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اپنی وفات 13 مارچ 1914ء تک بحیثیت خلیفۃ المسیح اوّل جماعت کی رہنمائی کرتے رہے۔آپؓ کے ان گنت کارہائے نمایاں میں سے چند کا تذکرہ:

باوجود چند سرکردہ افراد کی شدید مخالفت کے نظام خلافت کی بنیاد رکھی۔

آپؓ ہی کے دور خلافت میں قرآن کریم کا پہلی مرتبہ انگریزی میں ترجمہ کیا گیا۔

برطانیہ (لندن) میں پہلا مشن برائے تبلیغ اسلام قائم کیا گیا۔

مسجد اقصیٰ اور تعلیم السلام ہائی سکول نیز ان سے مسلک رہائشی عمارت کی توسیع کا کام کیا گیا۔

نور ہسپتال اور نور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

جماعت کی تبلیغی مساعی میں وسعت کی خاطر متعدد رسائل وجرائد جاری کئے گئے جن میں سرفہرست قادیان سے الفضل اور نور جبکہ دہلی سے الحق اور لاہور سے پیغام صلح ہیں۔

مندرجہ ذیل نئے اخبارات ورسائل کا اجرا ہوا۔اخبار نور،اخبار الحق،رسالہ احمدی،احمدی خاتون،اخبار پیغام صلح،اخبار الفضل (یہ اخبار حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے 18 جون 1913ء کو جاری فرمایا۔اس کا نام حضرت خلیفہ اوّل نے خود تجویز فرمایا)۔

آپکی زندگی نصرت الٰہی کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔1913ء میں جلسہ سالانہ میں تقریر کے دوران آپ ایک واقعہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: "طالب علمی کے زمانے میں ایک مرتبہ میں نے نہایت عمدہ صوف لے کر دو صدریاں بنوائیں اور انہیں الگنی پر رکھ دیا مگر ایک کسی نے چرا لی۔میں نے اس کے چوری جانے پر خدا کے فضل سے اپنے دل میں کوئی تکلیف محسوس نہ کی بلکہ میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر بنا دینا چاہتا ہے۔تب میں نے شرح صدر سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھا اور صبر کے شکریہ میں دوسری کسی حاجتمند کو دے دی۔ چند روز ہی اس واقعہ گزرے تھے کہ شہر کے ایک امیر زادہ کو سوزاک ہوا۔اور اس نے ایک شخص سے جو میرا بھی آشنا تھا کہا کوئی ایسا شخص لاؤ جو طبیب مشہور نہ ہو اور کوئی ایسی

دوا بتا دے جسکو میں خود بنالوں۔ وہ میرے پاس آیا اور مجھے اسکے پاس لے گیا۔ میں نے سن کر کہا یہ کچھ بھی نہیں۔ میں جب وہاں پہنچا تو وہ اپنے باغ میں بیٹھا تھا۔ میں اسکے پاس کرسی پر جا بیٹھا۔ تو اسنے اپنی حالت بیان کر کے کہا کہ ایسا نسخہ بیان کر دیں جو میں خود ہی بنالوں۔ میں نے کہا۔ ہاں ہوسکتا ہے جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں کیلا کے درخت تھے۔ میں نے اسکو کہا کہ کیلا کا پانی ۵ تولا لے کر اسمیں ایک ماشہ شورہ قلمی ملا کر پی لو۔ اسنے جھٹ اسکی تعمیل کر لی۔ کیونکہ شورہ بھی موجود تھا۔ اپنے ہاتھ سے دوا بنا کر پی لی۔ میں چلا گیا۔ دوسرے دن پھر میں گیا تو اسنے کہا مجھے تو ایک ہی مرتبہ پینے سے آرام ہو گیا ہے اب حاجت ہی نہیں رہی۔ میں تو جانتا تھا کہ یہ موقع محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے پیدا کر دیا ہے اور آپ ہی میری توجہ اس علاج کی طرف پھیر دی۔ میں تو پھر چلا آیا۔ مگر اس نے میرے دوست کو بلا کر زر بخت کمخواب وغیرہ کے قیمتی لباس اور بہت سے روپے میرے پاس بھیجے۔ جب وہ میرے پاس لایا تو میں نے دیکھا کہ یہ وہی صدری ہے۔ وہ حیران تھا کہ صدری کا کیا معاملہ ہے۔ آخر سارا قصہ اسکو بتایا اور اسکو میں نے کہا زربفت وغیرہ تو ہم پہنتے نہیں۔ اسکو بازار میں بیچ لاؤ۔ چنانچہ وہ بہت قیمت پر بیچ لایا۔ اب میرے پاس اتنا روپیہ ہوگیا کہ حج فرض ہوگیا۔ اس لئے میں نے اسکو کہا کہ اب حج کو جاتے ہیں کیونکہ حج فرض ہوگیا ہے۔ غرض اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ ہاں اس میں دنیا کی ملونی نہیں چاہیے بلکہ خالصتاً لِوَجْهِ الله ہو۔ اللہ کی رضا مقصود ہو اور اسکی مخلوق پر شفقت ملحوظ ہو"۔ ۶۸

اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اپنے پیاروں کے ساتھ کیا عجیب ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ جب آپؓ حج کی غرض سے جوانی میں پہلی مرتبہ حجاز تشریف لے گئے۔ ارضِ مقدس میں آپؓ نے رؤیا میں دیکھا کہ آنحضرتﷺ نے آپؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ

"تمھارا کھانا تو ہمارے گھر میں ہے لیکن نبی بخش کا ہمیں بہت فکر ہے"۔ ۸۲

اس رؤیا کے بعد نبی بخش کو آپؓ نے بہت تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکے۔ بہت دنوں کے بعد جب ملاقات ہوئی تو ان سے پوچھا کہ آپ کو کوئی تکلیف ہو تو بتائیں اور ضرورت ہو تو میں آپکو کچھ دام دے دوں۔ کہا کہ مجھ کو بہت شدت کی تکلیف تھی۔ مگر آج مجھ کو چونا اٹھانے کی مزدوری مل گئی ہے اور پیسے مزدوری کے ہاتھ آ گئے ہیں۔ اس لئے ضرورت نہیں"۔ ۸۴

اپنے پہلی مرتبہ حج کے سفر کو بیان کرتے آپ فرماتے ہیں: آپؓ نے کسی روایت کے ذریعہ سن رکھا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت جو دعا بھی کی جائے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپ نے یہ دعا کی کہ

"الٰہی! میں تو ہر وقت محتاج ہوں، اب میں کون کونسی دعا مانگوں۔ پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ جب میں ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اسکو قبول کر لیا کر"۔ ۸۵

آپؓ فرماتے ہیں: "روایت کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہی ہوگئی، بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا۔ اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی"۔ ۸۶

مولانا دوست محمد شاہد صاحب تاریخ احمدیت صفحہ ۱۰۰ پر آپکی ایک رؤیا کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپ جموں میں ایک کریانہ کی دوکان کے سامنے کھڑے تھے۔ جہاں ایک لکڑی کے تختے پر آنحضرتﷺ تشریف فرما تھے۔ آپﷺ نے حکیم صاحب کو دوکان کے سامنے سے گزرتے اپنی جانب بلایا۔ "آٹا ہم سے خرید لو"۔ اسکے بعد آنحضرتﷺ نے لکڑی کے ترازو میں آٹا تولا، اس آٹے کی مقدار تقریباً ایک فرد کے لئے کافی ہوگی۔ حکیم صاحب نے یہ آٹا اپنی قمیض کی جھولی میں ڈلوا لیا۔ جب آنحضرتﷺ نے تمام کا تمام آٹا ترازو سے آپکی قمیض میں اونڈیل دیا تو ترازو کو جھٹکا دیا تا اسمیں موجود بقیہ تمام کا تمام آٹا آپکی جھولی تک پہنچ جائے۔ اسکے بعد حکیم صاحب نے آنحضرتﷺ سے سوال کی کہ آیا آنحضرتﷺ نے حضرت ابوھریرہؓ کو کوئی خاص گُر سکھایا تھا تاوہ آپکی احادیث کی باریک سے باریک تفاصیل کو زبانی حفظ کر سکیں۔ آنحضرتﷺ نے فرمایا "

ہاں ''۔پھرحکیم صاحب نے التجاء کی کہ وہ بھی یہ گُر سیکھنا چاہتے ہیں تا کہ وہ بھی تمام کی تمام احادیث یاد رکھ سکیں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''ہم یہ گُر آپکے کان میں کہنا چاہتے ہیں''۔چنانچہ حکیم صاحب نے اپنا کان آنحضرت ﷺ کے قریب کر دیا۔جس پر انھوں نے اپنے ہونٹوں کو حکیم صاحب کے کان سے لگا دیا۔اسی دوران خلیفہ نورالدین جمونیؓ نے حضرت حکیم صاحبؓ کو بیدار کر دیا۔اس سے حضرت حکیم صاحبؓ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ احادیث پر عمل ہی احادیث کو یاد رکھنے کا بہترین طریقہ ہے اور اس نتیجہ کی مزید تائید اس طرح ہوئی کہ آپکو نیند سے بیدار بھی نورالدین ہی نے کیا۔

حضرت مولوی حکیم نورالدین کا حافظہ بچپن سے ہی غضب کا تھا۔1881ء میں حکیم صاحب راجہ کے ہمراہ ایک ہاتھی پر سوار ہو کر ایک شہزادے کی شادی میں شمولیت کی غرض سے ایک طویل سفر پر نکلے۔اس سفر سے واپسی پر آپ ڈولی میں ہاتھی کے اوپر بیٹھے تھے کہ چوٹ آ گئی اور سفر کا بقیہ حصہ گھوڑے پر سواری سے طے کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر چوٹ ایسی تھی کہ یہ بھی ممکن نہ رہا۔چنانچہ آپ گھوڑے سے بھی اتر گئے۔اس دوران وہاں ایک پالکی آن پہنچی۔حضرت حکیم صاحب کو پالکی میں بیٹھا دیا گیا تا کہ سفر جاری رکھا جائے۔اب ایک ماہ کا سفر بقیہ تھا مولوی حکیم صاحب نے پالکی میں بیٹھے بیٹھے قرآن شریف کے 14 سپارے حفظ کر لئے اور بقیہ ماندہ قرآن بھی بعد ازاں مکمل حفظ کر گئے اور یوں آپکی بھیرہ واپسی بحیثیت حافظ قرآن ہوئی۔

پھر وہ وقت آ گیا کہ جب حکیم صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعارف با قضائے الٰہی مقرر تھا۔جموں میں ایک روز ایک دہریہ شخص نے مولوی صاحب کو اپنی جانب بلایا۔وہ نہایئت منہ پھٹ اور مشتعل شخص تھا مولوی صاحب سے کہنے لگا ''پرانے وقتوں میں لوگ کم تعلیم یافتہ اور کم علم تھے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انبیاء نے انکی اس کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور انھیں باور کرایا کہ خدا ان سے مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے۔آج کوئی اس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ لوگ تعلیم یافتہ ہو چکے ہیں اور ان سب چکروں کو سمجھ چکے ہیں۔اور یہ ممکن ہی نہیں کہ دورِ حاضر میں کوئی شخص یہ دعویٰ کر جائے کہ خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے''۔یہ بیان داغنے کے بعد یہ شخص مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مولوی صاحب اب چت ہو گئے ہیں وہاں سے چل دیا۔اس دوران حکیم صاحب کی منگوائی ہوئی دوا عطاؔر نے بھجوا دی۔اتفاق سے جس بوتل میں یہ دوا موصول ہوئی اسکے گرد کاغذ لپیٹا گیا تھا اور یہ کاغذ کا ٹکڑا درحقیقت براہین احمدیہ کا ایک پھٹا ہوا ورق تھا۔حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ نے کاغذ کے اس ٹکڑے کو غور سے پڑھا۔اس تحریر کے لکھنے والے کا دعویٰ تھا کہ خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے نیز یہ کہ وہ اسلام کی سچائی کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت کر سکتا ہے۔حکیم صاحب نے فوراً اس وقت تک چھپنے والے براہین احمدیہ کے تمام حصے منگوا لئے۔جونہی آپ نے براہین احمدیہ کا مطالعہ مکمل کر لیا آپ اس تصنیف اور اسکے مصنف دونوں پر فدا ہو گئے۔حکیم صاحب کو وہ مشعل راہ نظر آنی شروع ہو گئی جسکا آپکو انتظار تھا۔اس واقع کی بناء حکیم صاحب کا دورہ قادیان طے پایا۔حضرت حکیم صاحبؓ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سے ملاقات کی روداد بیان کرتے ہوئے فرمایا: (یہ سرگزشت الحکم 22 اپریل 1908ء میں اس طرح درج ہے)

جونہی مجھے حضرت مرزا غلام احمدؑ کا دستی رقعہ ملا میں نے فوری قادیان کی راہ لی تا کہ اس امر کی مزید تحقیق کر سکوں۔روانگی سے قبل اور سفر کے دوران میری بڑی خواہش تھی کہ قادیان کی ایک جھلک میسر آ جائے۔چنانچہ جونہی میں قادیان کے قریب پہنچا تو میرے جذبات کی یہ کیفیت ہو گئی کہ مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور میں دعاؤں میں محو ہو گیا۔جونہی میرا یکہ رکا میں نے پاس ہی ایک شخص کو چارپائی پر بیٹھے دیکھا۔میں نے یکہ بان سے حضرت مرزا غلام احمد کے گھر کا دریافت کیا۔اسنے قریب گھر کے دروازے میں کھڑے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔جونہی میری نظر اس شخص کے پورے چہرے پر پڑی مجھ پر عجیب اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی۔میں نے یکہ بان سے ٹھہرنے کو کہا کیونکہ میں تحقیقات کے بعد واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔جب میں اندر گیا اور اس شخص سے دریافت کیا تو اسکا چہرہ دیکھنے پر میرے دل پر عجب کیفیت طاری ہو گئی۔میں نے اسے سلام تک نہ کیا اور اپنے پر تعجب ہو رہا تھا کہ آخر میں یہاں کیونکر آیا۔ابھی میں اس حالت میں ہی تھا کہ اس مرزا (مرزا امام دین) نے مجھ سے پوچھا ''تم کہاں سے آئے ہو''۔ان پہاڑوں کی جانب سے، میں نے خشگی سے جواب دیا۔اسکے بعد اسنے

مجھ سے پوچھا ''کیا تمھارا نام نورالدین ہے اور کیا تم جموں کی ریاست سے مرزا غلام احمد کو ملنے آئے ہو؟'' یہ سننے کے بعد میری پریشانی میں تخفیف ہوئی کہ یہ ''مرزا'' نہ تھے۔ مجھے اس شخص کے بارے ذرا بھی پرواہ نہ تھی کہ وہ کون تھا پس اس سے اتنا پوچھا کہ مرزا صاحب کا گھر کہاں واقع ہے۔ اسکے بعد اس شخص نے حضور کی خدمت میں ایک قاصد کو بھیجا اور میری آمد کے بارے اطلاع دی۔ حضور کی جانب سے پیغام آیا کہ مولوی صاحب عصر کی نماز کے بعد ان سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ یہ مارچ 1885ء کا مہینہ تھا اور اسوقت حکیم صاحب 43 برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ مولوی شیر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ نے اپنی تصانیف میں کہیں یہ دعا کی تھی:

''اے خدا مجھے بھی ایسا مددگار عطا کر جیسا تو نے حضرت موسیٰ کو ہارون کی شکل میں عطا کیا تھا''

جونہی حضرت مرزا غلام احمدؑ نے حکیم نورالدینؓ کو دیکھا انھیں یقین ہو گیا کہ انکی دعا خدا کے حضور منظور ہو گئی ہے۔ درحقیقت دونوں ممتاز شخصیتوں کو جس کی تلاش تھی انہوں نے اُسے پالیا۔ اپنی حضورؑ سے پہلی ہی ملاقات کے دوران حکیم صاحبؓ نے انکی بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؑ نے انھیں یہ کہہ کر مہلت چاہی کہ ابھی خدا کی طرف سے بیعت لینے کا حکم نہیں ملا۔ یکم دسمبر 1888 میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبز اشتہار کے ذریعہ جب خدائی حکم کے تحت بیعت لینے کا اعلان کیا تو حضرت حکیم صاحبؓ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے حضور کے ہاتھ بیعت کی۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ حضرت اقدس اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

'' میں رات دن خدائے تعالیٰ کے حضور چلاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا............اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے.........جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو میں نے اسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اسی دعا کا نتیجہ ہے۔ جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے اور میں لوگوں کی مدح کرنا اور ان کے شمائل کی اشاعت کرنا اس خوف سے برا سمجھتا تھا کہ مبادا انہیں نقصان پہنچائے مگر میں اسے ان لوگوں سے پاتا ہوں جن کے نفسیاتی جذبات شکستہ اور طبعی شہوات مٹ گئی ہیں اور ان کے متعلق اس قسم کا خوف نہیں کیا جا سکتا.........وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتا ہے اور میرا کلام سننے کے لئے اس پر وطن کی یاد بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے'' (آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارت)

۞۞۞۞۞

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تم اس حبل اللہ کو آپ مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رَسن ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ میں موعود ہے اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہو گا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔" (اخبار "بدر" یکم فروری 1913 جلد 11 نمبر 18-19۔ صفحہ 3)

۞۞۞۞۞

حضرت الحاج مرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفة المسیح الثانی المصلح موعود رضی الله عنه

(1914ءتا1965)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت اس لحاظ سے ممتاز اور نمایاں ہے کہ اس کے بارے میں سابقہ انبیاء وصلحا کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔
اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بیشمار نشانات اور اس کی پیہم تائیدات نے یہ ثابت کر دیا کہ آپؓ ہی وہ موعود خلیفہ ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے 20 فروری 1886ء کو ایک مسیحی نفس لڑکے کی پیدائش کی خبر دی جو دل کا حلیم اور علوم وظاہری و

باطنی سے پُر کیا جانا تھا اور بتلایا گیا کہ وہ نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مورخہ 12 جنوری 1889ء بروز ہفتہ قادیان میں حضرت اُم المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے۔ الہام الٰہی میں آپؓ کا نام محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر بھی رکھا گیا اور کلمۃُ اللہ نیز فخرِ رُسل کے خطابات سے نوازا گیا۔ آپؓ کے بارے میں الہاماً یہ بھی بتایا گیا کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا، خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا، وہ جلد جلد بڑھے گا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ آپؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کی پیدائش پر ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہوئے حضورؑ نے دس شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد 1889ء میں ہی بمقام لدھیانہ پہلی بیعت کا آغاز کیا گیا۔ گویا حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش اور جماعت احمدیہ کا آغاز ایک ہی وقت میں ہوئے۔

جب آپؓ تعلیم کی عمر کو پہنچے تو مقامی سکول میں آپکو داخل کر دیا گیا۔ مگر طالب علمی کے زمانہ میں چونکہ آپکی صحت اکثر خراب رہتی تھی اور نظر کی تکلیف بھی اس راہ میں حائل تھی جس کی وجہ سے آپؓ کی تعلیمی حالت اچھی نہ رہی۔ آپؓ ہر جماعت میں رعایتی ترقی پاتے رہے۔ مڈل اور انٹرنس (میٹرک) کے سرکاری امتحانوں میں فیل ہوئے اس طرح دنیوی تعلیم ختم ہوئی۔ جب آپؓ کے استاد آپؓ کی تعلیمی حالت کا ذکر کرتے تو حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ اس کی صحت اچھی نہیں ہے جتنا یہ شوق سے پڑھے اسے پڑھنے دو زیادہ زور نہ دو۔ دراصل اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت تھی۔ اگر آپؓ تعلیم میں ہوشیار ہوتے اور ظاہری ڈگریاں حاصل کرتے تو لوگ خیال کرتے کہ آپؓ کی قابلیت شاید ان ڈگریوں کی وجہ سے ہے مگر اللہ تعالیٰ تو خود آپؓ کا استاد بننا چاہتا تھا اس لئے ظاہری تعلیم تو آپؓ حاصل نہ کر سکے اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے مطابق خود آپؓ کو ظاہری و باطنی تعلیم دی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ کسی علم میں بھی دنیا کا کوئی عالم آپؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

بچپن سے ہی آپؓ کی طبیعت میں دین کی طرف رغبت تھی۔ دعا میں شغف تھا اور نمازیں بہت توجہ سے ادا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہی آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خاص تربیت میں لے لیا۔ چنانچہ قرآن شریف و احادیث کی بعض کتابیں آپؓ نے حضرت مولوی صاحبؓ سے ہی پڑھیں اور آپؓ نے انکی صحبت اور فیض سے بہت فائدہ اٹھایا۔ قرآنی علوم کا انکشاف تو موہبت الٰہی ہوتی ہے مگر یہ درست ہے کہ قرآن کریم کی چاٹ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ہی لگائی۔

1906ء میں جب آپؓ کی عمر 17 سال تھی صدر انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کو مجلس معتمدین کا رُکن مقرر فرمایا۔ اسی سال آپؓ نے حضورؑ کی اجازت سے ایک انجمن تشحیذ الاذہان کے نام سے قائم کی اور اس نام کا ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ 26 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا گئے اس وقت آپؓ صرف انیس برس کے تھے۔ آپؓ پر غم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ غم اس بات کا تھا کہ سلسلہ کی مخالفت زور پکڑے گی اور لوگ طرح طرح کے اعتراضات کریں گے۔ تب آپؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسدِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنے رب سے عہد کیا کہ:

"اگر سارے لوگ بھی آپؑ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔" اس عہد کے بعد ستاون برس تک حضورؓ زندہ رہے۔ آپؓ کی زندگی کا ایک ایک دن اس امر کا گواہ ہے کہ آپؓ نے جو عہد کیا تھا اُسے کس شان سے پورا کر دکھایا۔

1911ء میں آپؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ایک انجمن "انصار اللہ" کے نام سے قائم فرمائی اور اس کے ذریعے تبلیغ و

تربیت کے کئی کام کئے۔1912ء میں آپؓ نے حج کیا۔1913ء میں اخبار "الفضل" جاری کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ میں آپؓ نے کئی تبلیغی سفر کئے جن میں آپ کی تقاریر کو لوگ خاص طور پر پسند کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی خلافت کے ابتدائی ایام میں ہی آپؓ نے جماعت میں پیدا ہونے والے خلافت کے منکرین کے فتنہ کو بھانپ لیا اور سخت مخالفت کے باوجود صحیح راستہ پر ڈٹے رہے اور بہت بہادری سے اُن کا مقابلہ کیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت اس فتنہ سے بڑی حد تک بچی رہی۔حالانکہ یہ فتنہ پیدا کرنے والے لوگ وہ تھے جو کہ جماعت میں ذی علم اور تجربہ کار سمجھے جاتے تھے۔وہ خود کو صدر انجمن احمدیہ کے مالک سمجھتے تھے اور حضورؓ کو کل کا بچہ کہہ کر پکارتے تھے۔دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ بالآخر یہی کل کا بچہ کامیاب وکامران رہا۔

آپؓ نے سات شادیاں کیں جن سے 23 بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات مورخہ 13 مارچ 1914 کے بعد آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جانشین منتخب ہوئے اور آپ کا دور خلافت 8 نومبر 1965ء کو آپکی وفات سے اختتام پذیر ہوا۔اکاون برس پر محیط آپکے دور خلافت کے دوران اسلام اور سلسلہ نے جو ترقی کی اسکی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی تصنیف سوانح فضل عمر جلد دوم میں صفحہ 30 پر نظام جماعت کی تشکیل و ترویج کے تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایک پہلو سے جماعت احمدیہ میں خلیفۃ المسیح کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں دل کو ہوتی ہے۔اور ایک دوسرے پہلو سے اس کی مثال دماغ کی سی ہے۔باقی تمام نظام سلسلہ انہی دو مرکزی قوتوں سے متحرک رہتا ہے اور اپنی طبعی تشکیل کے مقاصد سر انجام دیتا ہے اور انہی کی رہنمائی میں مختلف روحانی اغراض کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اسی رہنما اصول کی روشنی میں تمام نظام جماعت کی تشکیل کی اور یہ سلسلہ ہمیشہ آپ کی رہنمائی میں ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔آپ کا طریقہ یہ تھا کہ جب بھی ذہن میں کوئی انتظامی تدبیر آتی تو اس کے مماثل پر نظر دوڑاتے اور دنیا میں رائج ایسے نظاموں کا بھی مطالعہ فرماتے جو کسی نہ کسی پہلو سے آپ کی زیر غور تجویز پر روشنی ڈال سکتے۔اس سلسلہ میں مکرم ومحترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک دلچسپ روایت پیش ہے جو آپ نے راقم الحروف کے سامنے متعدد بار بیان کی۔مکرم ڈاکٹر صاحب کو ایک لمبا عرصہ حضور کے ذاتی معالج کی حیثیت سے حضور کے قریب رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اور بتایا کہ آپ نظام جماعت میں اصلاحی تبدیلیاں کرنے پر غور فرما رہے ہیں لہذا چاہتے ہیں کہ انسانی جسم کے نظام کا مطالعہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو ایک کامل نظام کی شکل میں پیدا کیا ہے اور اس کے مطالعہ سے بہت سی مفید رہنمائی حاصل ہو سکے گی چنانچہ آپ نے Anatomy اور Physiology وغیرہ کی مختلف کتب حاصل کر کے ان کا مطالعہ فرمایا اور بہت سے مفید نتائج اخذ کئے۔غالباً اسی تحقیق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے ایک مرتبہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے نظام جسم میں ہنگامی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے بکثرت متبادل راستے تجویز کر رکھے ہیں مثلاً اگر ایک شریان بند ہو جائے تو اسکی جگہ دوسری شریان نیا راستہ مہیا کر دیتی ہے۔لہذا انسان کو کسی نظام کی تشکیل کے وقت اس رہنما اصول کو مدنظر رکھنا چاہئے۔''

اسی طرح آپ کی تقاریر میں بکثرت ایسے حوالے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نظام سلسلہ کی تشکیل کے وقت نہ صرف تاریخ عالم کا گہرا مطالعہ فرمایا بلکہ دنیا میں رائج الوقت سیاسی نظاموں (Political Systems) پر بھی نظر ڈالی لیکن اہم جماعتی امور میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے آپ محض علمی تحقیق پر انحصار نہ فرماتے بلکہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ آخری فیصلہ سے پہلے صائب الرائے احباب جماعت سے مشورہ حاصل کیا کرتے۔اسکے بعد دعاؤں اور استخاروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرتے اور جس امر پر اللہ تعالیٰ آپ کو شرح صدر عطا فرما دیتا اسے

اختیار کر لیتے۔آپ کے عہد کے بے شمار کارناموں میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

تبلیغ اسلام کا وسیع نظام: احمدیت دنیا میں اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ چنانچہ ایک طرف تو آپ نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ وتفسیر تیار کرنے کا کام نئے سرے سے شروع کرا دیا تا کہ اس کے ذریعہ یورپ میں اسلام کی تبلیغ ہو سکے اور دوسری طرف سے آپ نے مبلغین تیار کرنے اور پھر انہیں دنیا کے مختلف ملکوں میں بھجوانے کا انتظام کیا۔ یہ انتظام بعد میں انجمن تحریک جدید کے سپرد کر دیا گیا۔سب سے پہلے ماریشس کے جزیرہ میں احمدیہ مشن قائم کیا گیا اور پھر یہ سلسلہ دنیا کے تمام براعظموں تک پہنچ گیا۔اسکے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر بھی جماعت احمدیہ کا طُرۂ امتیاز بنا جو کہ اب تک ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ بن چکا ہے۔

منارۃ المسیح کی تکمیل: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارشاد الٰہی اور بمطابق منشاء حدیث نبوی 13 مارچ 1903ء اس مینار کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھوں سے رکھا مگر مالی گنجائش نہ ہونے کے باعث اسکی تکمیل نہ ہوسکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 27 نومبر 1914ء کو اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر دوبارہ کام شروع کروایا جو ابتداء 1916ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

محکمہ قضاء: جماعت کے لوگوں میں آپس میں جو جھگڑے ہو جاتے تھے ان کے فیصلے کرنے کے لئے حضور نے 1925ء میں محکمہ قضاء قائم کیا جو کہ قرآن کریم کے حکموں اور اسلامی تعلیم کے مطابق تمام جھگڑوں کا فیصلہ کر دیتا ہے اور احمدیوں کو عدالتوں میں اپنے مقدمے نہیں لے جانے پڑتے۔

جماعت احمدیہ میں قوت عمل کو بیدار رکھنے کیلئے آپ نے جماعت میں ذیلی تنظیمیں بنائیں۔ان میں سب سے پہلے 1911ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اجازت سے مجلس انصار اللہ قائم کی۔ 1919ء میں حضور نے صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا نظام قائم کیا۔ اس کے بعد 1922ء میں لجنہ اماء اللہ کی ذیلی تنظیم کی بنیاد رکھی۔اسکے بعد 1938ء میں خدام الاحمدیہ، 1940ء میں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔

مجلس مشاورت: 1922ء میں حضور نے مجلس مشاورت قائم فرمائی اس مجلس میں سال میں ایک دفعہ خلیفہ وقت کے حکم سے تمام احمدی جماعتوں کے نمائندے مرکز میں جمع ہوتے ہیں۔اور جماعت کے متعلق جو معاملات خلیفہ وقت کی طرف سے مشورے کیلئے پیش کئے جائیں انکے متعلق یہ نمائندے اپنی رائے اور مشورے پیش کرتے ہیں۔

ارتداد ملکانہ اور جماعت احمدیہ کی جدوجہد: ہندوستان کے صوبہ یوپی میں آباد ملکانہ قوم سے تعلق رکھنے والے مسلمان مخالفین اسلام کی سازشوں کا نشانہ بن کر بڑی تعداد میں مرتد ہوتے جا رہے تھے۔حضور نے ایک خاص تنظیم کے ماتحت اس علاقے میں احمدی مبلغوں کا ایک جال پھیلا دیا۔اور دشمنان اسلام کی یہ تحریک بری طرح ناکام بنادی اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان مرتد ہونے سے بچالئے گئے۔

پہلا سفر لندن: 1924ء میں لندن میں منعقد ہونے والی Wembley Exhibition میں شرکت کی دعوت پر آپ لندن تشریف لے گئے۔اس موقع پر ایک کانفرنس بھی ہوئی جس میں مختلف مذہبوں کے نمائندوں کو اپنے اپنے مذہب کو پیش کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔اس کانفرنس میں آپؓ کا لکھا ہوا مضمون حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانؓ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔اس موقع پر آپ نے 19 اکتوبر 1924ء کو لندن میں پہلی احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھی۔اس مسجد کا افتتاح 1926ء میں کیا گیا۔

ملکی معاملات میں مسلمانوں کی رہنمائی: 1928ء میں آپ نے سیرۃ النبیؐ ﷺ کے جلسوں کی تحریک فرمائی۔یعنی سال میں ایک بار کوئی تاریخ مقرر کر کے اس میں جلسہ کرنے کا پروگرام بنایا جائے۔اس جلسہ میں نہ صرف یہ کہ مسلمان آپکی سیرت پر تقاریر کرتے بلکہ شریف غیر مسلموں سے بھی تقریریں کروائی جاتیں جسکی وجہ سے کئی غیر مسلموں کے دلوں میں جو مسلمان مخالف تعصب تھا وہ دور ہوا۔

جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب: حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے ملکی فضا کو بہتر بنانے کے لئے یہ تحریک فرمائی کہ جملہ مذہب کے پیشوایان کی عزت و تکریم کی جائے۔حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس معاملہ پر مزید توجہ دی اور 1939ء میں جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت میں یہ طے پایا کہ ہر سال پیشوایان مذاہب کا دن منایا جائے۔یہ تحریک مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنے کیلئے مفید ثابت ہوئی ہے۔

درویشان قادیان: 1947ء میں انگریزوں کی غلامی سے آزادی کے بعد دو ملک معرض وجود میں آئے مگر ساتھ ہی یہاں کے لوگوں کے مابین خطرناک فسادات شروع ہو گئے۔قادیان بھی فسادات کی لپیٹ میں آ گیا۔چنانچہ جماعت کی بیشتر آبادی کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔مگر چونکہ قادیان میں بہت سے شعائر اللہ اور مقدس مقامات اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا مزار مبارک ہے اسلئے انکی نگہداشت کیلئے ضروری تھا کہ کچھ احمدیوں کو اس کام کیلئے قادیان ہی میں رکھا جائے۔اس نازک مرحلہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک معقول تعداد افراد کو قادیان میں ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا اور قادیان میں ہی انہیں آباد رکھنے کا نہایت اعلیٰ انتظام فرمایا۔انہیں کو ''درویشان قادیان'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ربوہ کا قیام: قادیان سے ہجرت کرنے کے بعد پاکستان میں جا کر ربوہ جیسی عظیم الشان بستی آباد کر لینا اور جماعت احمدیہ کا مرکز قائم کرنا حضور کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔حضور نے حکومت پاکستان سے زمین حاصل کر کے 20 ستمبر 1948ء جماعت احمدیہ کے نئے مرکز کی بنیاد رکھی۔

ارض ربوہ جسکی شاہد ہے وہ معمولی نہ تھا　　خون فخر المرسلیں تھا شیرِ اُم المؤمنیں

جماعت کے خلاف فتنوں کا مقابلہ: حضور کے دور خلافت کے دوران پاکستان میں کئی ایک خطرناک فتنے ظاہر ہوئے۔مگر حضور نے ہر فتنے کا انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا۔ان میں اندرون جماعت اور بیرون جماعت دونوں قسم کے فتنے تھے۔منکرین خلافت،منافقین نیز احراریوں کا فتنہ اور اسی طرح پاکستان میں 1953ء کے خطرناک فسادات شامل ہیں۔

تحریک جدید: 1934ء میں حضور نے احراریوں کے فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک تحریک کا اعلان فرمایا جس کا نام حضور نے تحریک جدید رکھا۔اس تحریک میں حضور نے جماعت کے سامنے 19 مطالبے سامنے رکھے۔ان مطالبات میں یہ مطالبے بھی شامل تھے۔

1۔تبلیغ دین کے لئے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں۔

2۔احمدی ایک خاص چندہ میں حصہ لیں جس کے ذریعے اسلام کی بیرونی ممالک میں اشاعت کی جائے گی۔اس چندہ کو چندہ تحریک جدید کہتے ہیں۔

3۔تمام احمدی سادہ زندگی اختیار کریں۔حتی الامکان ایک کھانا کھائیں۔سادہ لباس پہنیں۔کوئی احمدی سینما نہ دیکھے۔کوئی احمدی بیکار نہ رہے۔ان باتوں کی اصل غرض یہ تھی کہ ہم اپنے اخرجات کو کم کر کے زیادہ سے زیادہ رقم جمع کر کے چندہ میں دے سکیں۔یہ تحریک بڑی بابرکت ثابت ہوئی اور اس وقت دنیا بھر میں اسی تحریک کے تحت تبلیغ اسلام کے بڑے بڑے معرکے انجام دیئے گئے اور دیئے جا رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ: جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے رکھی۔1891ء میں سب سے پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا جسمیں 75 افراد نے شرکت کی۔خلافت ثانیہ کے دور میں یہ تعداد سرعت کے ساتھ بڑھتی چلی گئی۔ہجرت سے پہلے آخری جلسہ سالانہ 1946 میں یہ تعداد بڑھ کر 33 ہزار ہوگئی۔

تفسیر کبیر،تفسیر صغیر اور انگریزی ترجمہ القرآن: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ حضور نے قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی تفسیر ایسے رنگ میں بیان فرمائی جو موجودہ زمانہ کے لحاظ سے بہت اعلیٰ اور بے نظیر ہے۔پھر حضور کی نگرانی میں قرآن کریم کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ مع تفسیر شائع ہوا۔اردو میں قرآن مجید کا سادہ اور بامحاورہ ترجمہ مختصر تفسیری نوٹوں کے ساتھ تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔اور قرآن مجید کے بڑے حصہ کی تفصیلی تفسیر ''تفسیر کبیر'' کے نام سے کئی جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے

پیارے حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات کو بہت بہت بلند کرے جنہوں نے یہ تفسیریں لکھ کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔

وقف جدید: 1958ء میں حضور نے ملک کے دیہاتی علاقوں میں لوگوں تک حق کا پیغام پہنچانے اوران کی تعلیم و تربیت کرنے کے لئے ایک تحریک فرمائی جس کا نام وقف جدید ہے۔اس تحریک کے ماتحت حضور نے کم تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں کو تحریک فرمائی کہ وہ دیہات میں رہ کر لوگوں کو تبلیغ کرنے اور انکی تعلیم وتربیت کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ یہ حضور کی آخری تحریک تھی جواب بھی بفضل خدا بہت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے اوراسکے ذریعہ ملک کے وسیع دیہاتی علاقہ میں نہایت مفید کام ہورہا ہے۔

ہجری شمسی کیلنڈر: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ نگرانی 1940ء میں ہجری شمسی کیلنڈر رائج کیا گیا جو کہ حضور کا ایک خاص کارنامہ ہے۔اس میں کیلنڈر کی بنیاد شمسی حساب پر رکھی گئی۔مگر اسکی ابتداء حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی بجائے حضرت محمد ﷺ کی ہجرت سے کی گئی۔اس لحاظ سے 2008ء میں 1387ء ہجری شمسی ہے یعنی شمسی لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت پر 1387 برس گزر چکے ہیں۔ اسی طرح اس کیلنڈر کے بارہ مہینوں کے نام تاریخ اسلام کے خاص خاص واقعات کی بناء پر رکھے گئے جیسے پہلا مہینہ صلح تاریخی نقطہ نظر سے صلحہ حدیبیہ سے تعلق میں رکھا گیا۔اسی طرح دوسرا مہینہ تبلیغ اسلامی تاریخ میں وہ مہینہ ہے جب آنحضرت ﷺ نے خطے کے مختلف بادشاہوں کی جانب تبلیغی خطوط ارسال فرمائے اور انکو دعوت اسلام پہنچائی۔

حضورؓ نے جماعت کے نام وصیت کے رنگ میں کئی پیغام تحریر فرمائے۔ایک پیغام کا کچھ حصہ ہم درج میں ذیل کرتے ہیں جو حضورؓ نے اگست 1947ء میں ہجرت کے موقع پر تحریر فرمایا تھا۔ہمیں چاہئے کہ اسے بار بار پڑھیں، یادرکھیں اوراس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔حضورؓ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ وناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے۔سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔اسلام کی آواز پست نہ ہو۔خدا کا نام ماند نہ پڑے۔قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوسروں سے عمل کراؤ۔زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں ہوتے رہیں .... خلافت زندہ رہے اوراس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن اور تقویٰ تمہارا لباس ہو۔خدا تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔آمین!" (الفضل 11 نومبر 1965ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالی قوم کے اس عظیم مصلح اور بہادر جرنیل کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ہمیں آپؓ کے کاموں کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

۞۞۞۞۞

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پس تم خوب یادرکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اوراسے قائم نہ رکھا، وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اوراسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابل بالکل ناکام ونامراد رہے گی۔"

(حقائق القرآن مجموعہ القرآن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ سورۃ النور زیرِ آیت استخلاف۔صفحہ 73)

۞۞۞۞۞

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

(1965ء تا 1982ء)

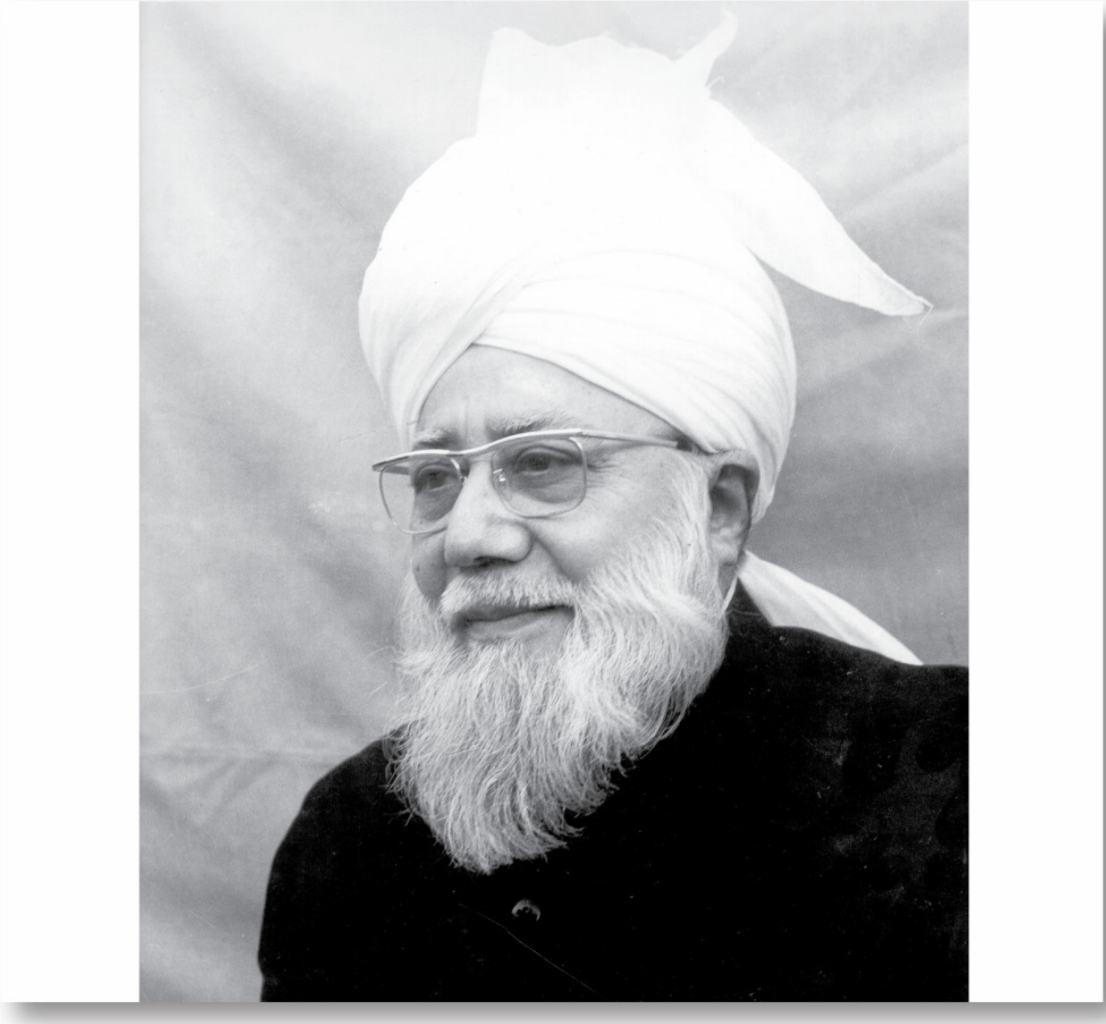

حضرت مسیح موعودؑ کواللہ تعالیٰ نے نافلہ کے بارہ میں کئی بشارات سے نوازا جن میں سے ایک درج ذیل ہے۔
"اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا ہم ایک لڑکے کی بشارت تجھے دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرا پوتا ہوگا۔" ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا: اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَکَ ۔ ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فرزند کی بشارت دی تھی۔ چنانچہ آپؓ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:
"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا۔"
غرض حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ایک رنگ میں موعود خلیفہ تھے اور الٰہی بشارات کے مطابق 16 نومبر 1909ء کو بوقتِ شب قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی مقدس دادی سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کی آغوشِ محبت میں بچپن گزارا اور تربیت پائی۔ آپ نے اپنے مقدس والد حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کامل اطاعت اور تربیت میں جوانی بسر کی۔ آپ حضرت عثمانؓ کی طرح مجسم شرم وحیا تھے۔ تیرہ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی تکمیل کی توفیق ملی۔ بعدازاں حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحبؓ سے عربی اور اُردو کی تعلیم پائی پھر مدرسہ احمدیہ میں دینی علوم کی تحصیل کے لئے باقاعدہ داخل ہوئے اور جولائی 1929ء میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے پنجاب یونیورسٹی سے "مولوی فاضل" کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد میٹرک کا امتحان دیا اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو کر 1934ء میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ اگست 1934ء میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شادی ہوئی۔ 6 ستمبر 1934ء کو بغرضِ تعلیم انگلستان کے لئے روانہ ہوئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کر کے نومبر 1938ء واپس تشریف لائے۔ یورپ سے واپسی پر جون 1939ء سے اپریل 1944ء تک جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ فروری 1939ء مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر بنے۔ اکتوبر 1939ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بنفسِ نفیس خدام الاحمدیہ کی صدارت کا اعلان فرمایا تو نومبر 1954ء تک بحیثیت نائب صدر مجلس کے کاموں کو نہایت عمدگی سے چلاتے رہے۔ مئی 1944ء سے لے کر نومبر 1965ء (یعنی تا انتخابِ خلافت) تعلیم الاسلام کالج کی پرنسپلی کے فرائض سرانجام دیئے۔ جون 1948ء سے جون 1950ء تک فرقان بٹالین کشمیر کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اس بٹالین کی انتظامی کمیٹی کے ممبر تھے۔ 1953ء میں پنجاب میں فسادات ہوئے اور مارشل لا کا نفاذ ہوا تو اس وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح سنت یوسفی کے مطابق آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو کچھ عرصہ قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔ 1954ء میں مجلس انصاراللہ کی زمامِ قیادت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی۔ مئی 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو صدر انجمن احمدیہ کا صدر مقرر فرمایا۔ کالج کی پرنسپلی کے ساتھ ساتھ صدر انجمن احمدیہ کے کاموں کی نگرانی بھی تا انتخابِ خلافت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہی سپرد رہی۔ تقسیم ملک سے قبل باؤنڈری کمیشن کیلئے مواد فراہم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور حفاظت مرکز قادیان کے کام کی براہِ راست نگرانی فرماتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سانحہ ارتحال کے بعد 7 نومبر 1965ء کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مقرر کردہ مجلس انتخاب کا اجلاس زیرِ صدارت حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ منعقد ہوا جس میں حسبِ قواعد ہر ممبر نے خلافت سے وابستگی کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ راشد منتخب ہوئے۔ اراکین مجلس انتخاب نے اسی وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی جس کے بعد آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا اور پھر تمام موجود احباب نے جن کی تعداد اندازاً پانچ ہزار تھی رات کے ساڑھے دس بجے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی۔ اگلے روز مورخہ 9 نومبر کو قریباً پچاس ہزار سوگوار احباب جماعت کے ساتھ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ چھ تکبیرات کہیں اور تدفین کے بعد لمبی پُرسوز دعا کروائی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 24 اگست 1945ء کے خطبہ جمعہ میں جو حضورؓ نے ڈلہوزی کے مقام پر ارشاد فرمایا تھا 1965ء میں ایک انقلاب انگیز دور شروع ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی خبر ان الفاظ میں دی فرمایا:
"میں خوش ہوں اور آپ کو بھی یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ وہ بچہ 1965ء میں بخیر و عافیت زندہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپؓ نے کہا تھا۔ میرے دل میں یہ ڈالا

گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ، پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ 1965ء میں پیدا ہو چکا ہے۔اب 1965ء سے ایک دوسرا دور شروع ہو گیا اور یہ دور خوشیوں کے ساتھ، بشاشت کے ساتھ، قربانیاں دیتے ہوئے، آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا ہے۔"اسی لئے خلافت ثالثہ کے آغاز پر ہی اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے عظیم الشان نشان ظاہر ہونے لگے۔خلافت کے بالکل ابتدائی زمانہ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 1868ء کا ایک الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پہلی مرتبہ پورا ہوا۔حضرت مصلح موعودؓ کے تعلق باللہ کے نتیجہ میں جماعت اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھنے کی عادی ہو چکی تھی۔حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں بھی اللہ تعالیٰ جلوہ نما ہوا۔اور خلافت ثالثہ کے آغاز کے ساتھ ہی عظیم الشان پیشگوئیاں اور غیر معمولی نشانوں کا سلسلہ شروع ہوا جو خلافت ثالثہ کے پورے دور میں پوری شان کے ساتھ جاری رہا اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو جس مقام تک حضرت مصلح موعودؓ نے پہنچایا تھا۔حضرت خلیفہ ثالث نے اس میں بلندی، وسعت اور تیزی پیدا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو سترہ سال تک منصب خلافت احمدیہ کی گراں بار اور جلیل القدر ذمہ داریاں نبھانے کی سعادت نصیب فرمائی۔آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے کئی توسیعی منصوبے جاری فرمائے جن کی کل تعداد 85 سے زائد ہے۔آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سارے منصوبوں کا محور اور مرکز خدمتِ قرآن اور اشاعتِ قرآن تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی بابرکت تحریک **"فضل عمر فاؤنڈیشن"** کا قیام ہے۔1965ء کے تاریخی جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ جج عالمی عدالت نے 19 دسمبر کو احباب کے سامنے حضرت مصلح موعودؓ کے بے مثال کارناموں اور عظیم الشان ان گنت احسانوں کی یادگار کے طور پر 25 لاکھ روپے کا ایک فنڈ قائم کرنے اور اس میں بڑھ چڑھ کر رقوم پیش کرنے کی تحریک کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کے نام ایک پیغام میں تحریر فرمایا: فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک محبت و عقیدت کے اس چشمہ سے پھوٹی ہے جو احباب کے دل میں اپنے پیارے آقا المصلح موعودؓ کے لئے موجزن رہی اور رہے گی۔۔۔"

اس تحریک کے اہم مقاصد میں کلمہ اسلام کی اشاعت میں سرعت پیدا کرنا، جید عالم پیدا کرنا اور بعض ایسے کام کرنا جن سے حضرت مصلح موعودؓ کی خاص دلچسپی تھی۔جس مقدس وجود کی یاد میں "فضل عمر فاؤنڈیشن" قائم کی گئی تھی اس کی سوانح پر کسی مستند کتاب کا ہونا ضروری تھا چنانچہ یہ کام فاؤنڈیشن نے اپنے ذمہ لیا اور ایک نگران بورڈ کے مشوروں سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (جو بعد میں خلافت رابعہ کے منصب جلیلہ سے سرفراز ہوئے) نے لکھنی شروع کی۔یہ دو حصص میں شائع کی گئی۔اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کی بے شمار تقاریر و خطبات کی تدوین و اشاعت کا کام "خطباتِ محمود" کے نام سے فاؤنڈیشن کر رہی ہے۔اسی طرح تصانیف "انوار الاسلام" کے نام سے سیٹ کی شکل میں شائع کی گئیں۔اسی فاؤنڈیشن کے تحت ایک جدید لائبریری **"خلافت لائبریری"** کا قیام عمل میں لایا گیا۔ہر سال علمی تحقیقی انعامی مقالہ جات لکھوانے کا سلسلہ، سرائے فضل عمر، ٹرانسلیشن بوتھ، لٹریری کمیٹی، تعلیم وظائف وغیرہ کے علاوہ اور بھی بہت سے متفرق کام اس فاؤنڈیشن کے تحت کئے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلیفہ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام تعلیم القرآن ہی ہے اور ان کی خواہش تھی کہ جماعت کا ایک بھی فرد ایسا نہ رہے جو کہ قرآن کے فیض سے فیضیاب ہونے والا نہ ہو۔اس مقصد کے حصول کے لئے **وقف عارضی اور تعلیم القرآن** کی تحریکات جاری فرمائیں فرمایا: "میں نے سوچا کہ ہم ایک منصوبہ کے ماتحت جماعت کے بچوں اور اس کے نوجوانوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھائیں پھر اس کا ترجمہ اور اس کے معانی ان کو سکھا دیں۔" وقفِ عارضی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: "میں جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ

بھجوایا جائے وہاں اپنے خرچ پر جائیں اوران کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے بجالانے کی پوری کوشش کریں۔"

قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مساعی فرمائیں۔ پچیس مختلف زبانوں میں تراجم کا کام نیز اشاعت کا کام ان کے بابرکت دور میں ہوا۔ قرآن کریم کی جو غیر معمولی اور کامیاب اشاعت ہوئی اس کے اعداد وشمار جمع کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

اس سلسلہ میں **مجلس موصیان** کا قیام ہے۔ موصیوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں تعلیم القرآن کا انتظام کریں اور نگرانی کریں کہ کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ جو قرآن کریم نہ جانتا ہو۔

اس کے علاوہ **چندہ وقف جدید اطفال** و **بد رسوم کو ترک** کرنے کی تحریک ہے۔ صد سالہ جوبلی کے روحانی پروگرام کی تحریک فرمائی۔ **نصرت جہاں ریزروفنڈ** کی تحریک ہے جس کا مقصد افریقہ میں اسلام کا قیام و استحکام تھا۔ اس منصوبہ کے تحت افریقہ کے ممالک میں تعلیمی سینٹرز اور طبی مراکز قائم کئے گئے۔

"صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" کے عظیم منصوبے کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ پر فرمایا جس کا مقصد جماعت ہائے بیرون کی تربیت، اشاعت اسلام کے کام کو تیز تر کرنا، غلبۂ اسلام کے دن کو قریب سے قریب تر لانا اور نوع انسان کے دل خدا اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کیلئے جیتنا تھا۔ ہماری یہ خوبصورت مسجد ناصر اسی سلسلہ کی پہلی کڑی تھی۔ اس کے علاوہ 1978ء میں انگلستان کے شہر لندن میں ایک **عالمگیر کسر صلیب کانفرنس** کا انعقاد جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود شمولیت فرمائی۔

9 اکتوبر 1980ء بروز جمعرات **سپین میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد** رکھا۔ جو کہ سات صدیوں کے بعد سپین میں بننے والی پہلی مسجد ہے۔

1974ء کا پرآشوب دور: یہ سال ایک عظیم ابتلاء اپنے ساتھ لے کر آیا۔ اس وقت کی حکومت کی شہ پر پاکستان میں احمدیوں کے قتل وغارت اور لُوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ معاندین نے احمدیوں کی مساجد، قرآن کریم کے نسخے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیوں کے گھر نذر آتش کئے، احمدیوں کی دکانیں اور کاروبار تباہ کر دیئے گئے، فیکٹریوں کو آگ لگائی گئی، کئی احمدی شہید کر دیئے گئے، غرضیکہ احمدیوں کو بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو پہلے تحقیقاتی ٹربیونل میں بیان دینے کے لئے لاہور طلب کیا گیا اور پھر جرح کے لئے پاکستان قومی اسمبلی میں اسلام آباد بلایا گیا، کئی روز کی جرح کے دوران حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے عقائد کی خوب ترجمانی فرمائی۔ جماعت کے لئے یہ بہت نازک وقت تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ جماعت کی دلداری فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل کئی کئی راتیں جاگ کر مناجات کرتے رہے اور مخالفت اور ظلم وتشدد کے طوفان عظیم کے آگے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہو گئے اور اپنی دعاؤں اور اُولوالعزمی سے اس طوفان کا رخ موڑ دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے جماعت احمدیہ کو آئینی اغراض کی خاطر غیر مسلم قرار دیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا: "وَسِّعْ مَكَانَكَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ" کہ اپنے مکان وسیع کرو۔ میں ان استہزا کرنے والوں کے لئے کافی ہوں۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو بھی مصیبت زدہ احمدی ملاقات کے لئے آتا حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے مل کر وہ تمام دُکھ بھول جاتا اور تعلق باللہ اور توکل اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بشارتوں کے نتیجہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرے پر جو بشاشت تھی وہ ملاقات کے بعد ان کے چہروں پر بھی منتقل ہو جاتی اور وہ ہنستے مسکراتے باہر جاتے اور جو قربانیاں اللہ تعالیٰ ان سے لے رہا تھا ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

چنانچہ تمام دنیا نے جلد ہی دیکھ لیا کہ ان استہزا کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے جلد پکڑ کی اور وہ سربراہ حکومت جو اس نوے سالہ مسئلے کا حل بہانگ دہل

اپنے سر لگا تار ہا کس طرح تختہ دار پر لٹک کر اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس دشمن احمدیت کے متعلق پہلے سے ہی خبر کرتے ہوئے یہ بشارت بھی دے دی تھی کہ وہ اپنی عمر کے باون سال نہیں پورے کر سکے گا۔ چنانچہ خدائی وعدوں کے مطابق ایسا ہی ہوا اور وہ اپنی عمر کے باون سال پورے نہ کر سکا۔

دوسری طرف اس شدید ابتلاء میں جماعت کی عظیم قربانیوں کو بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت پانے کی جزا کے طور پر خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے نشانات پر نشانات اس طرح دکھائے گویا اس کی تائید کی ہوا ایک آندھی کی صورت حاصل کر گئی۔ احمدیت کا پیغام و شہرت دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئی اور اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے ان قربانیوں کے نتیجہ میں عظیم الشان پھل بھی عطا فرمائے۔ عیسائیت کے مرکز یعنی لندن میں ایک عظیم الشان کسرِ صلیب کانفرنس کے نتیجہ میں چرچ نے ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ سپین کی ارض زمین پر سات سو سال کے بعد خدا تعالیٰ کا گھر بنانے کی توفیق ملی۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو عظیم الشان بشارات سے نوازا۔ سویڈن کے شہر یوتھے بوری میں مسجد ناصر کی تعمیر جو کہ اس ملک کی تاریخ میں بننے والی پہلی مسجد ہے جہاں رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اعلیٰ تعلیمات کو روشناس کروانے کی سعادت اس رسول ﷺ کے سچے غلاموں کے نصیب میں ہی آئی۔ اس مسجد کے سنگ بنیاد اور تقریب افتتاح کے بابرکت موقع پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاص تضرات سے دعائیں کیں۔ یہ وہ پہلی مسجد ہے جو کہ بہت جلد حضرت رسول اکرم محمد ﷺ کے نام لیواؤں نمازیوں سے اس طرح چھلکنے لگی کہ تنگ پڑ گئی اور 25 سال کے مختصر عرصہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر اس کو منہدم کر کے تعمیر نو کی گئی۔ تعمیر نو کے بعد کچھ عرصہ تک کے لئے اس مسجد کو یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔" (تجلیات الٰہیہ)

حضور علیہ السلام کی یہ پیشگوئی مختلف رنگوں میں بار بار پوری ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوتی رہے گی۔ خلافت ثالثہ کے مبارک دور میں اس کا ایک عظیم الشان نشان ظہور اس طرح ہوا کہ جماعت کے ایک نامور اور انتہائی مخلص فرزند محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو دنیا کا سب سے بڑا اعزاز حاصل ہوا یعنی فزکس کے شعبہ میں "نوبل پرائز" ملا۔ آپ دنیا بھر کے وہ پہلے احمدی اور پہلے پاکستانی ہیں جنہیں یہ اعلیٰ انعام حاصل ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ 9 جون 1982ء کو "بیت الفضل" اسلام آباد میں ایک مختصر بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ 10 جون 1982ء کو حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیشرو خلیفہ نافلہ موعود کی نماز جنازہ پڑھائی اور تقریباً ایک لاکھ احمدی نماز جنازہ میں شامل ہوئے اور تدفین کے بعد دُعا میں شمولیت کی توفیق پائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطاب فرمودہ جلسہ سالانہ برطانیہ 5 اکتوبر 1980ء میں فرمایا:

"میں نے اپنی عمر میں سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم کا نہایت تدبر سے مطالعہ کیا ہے اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو کہ دنیاوی معاملات میں ایک مسلم اور غیر مسلم میں تفریق کی تعلیم دیتی ہو۔ شریعت اسلامی بنی نوع انسان کے لئے خالصتاً باعث رحمت ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے لوگوں کے دلوں کو محبت، پیار اور ہمدردی سے جیتا تھا۔ اگر ہم بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے

سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں

Love For All; Hatred For None

یہی طریقہ ہے دلوں کو جیتنے کا۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔"

یہ پیار بھرا پیغام ایک پیارے وجود کی یاد دلاتا ہے جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا اور حضرت مصلح موعودؓ کا فرزند اکبر تھا یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ نے اپنوں بیگانوں کے دکھوں کو اپنا دکھ بنایا۔ دکھوں پر دکھ اٹھائے لیکن زبان پر کبھی شکوہ نہ آیا۔ آپ کا دل خدا کی حمد سے بھرا رہتا تھا۔ آپ بہت نورانی چہرے والے اور ہمیشہ مسکرانے والے تھے۔ آپ کی محبت بھری یاد دلوں سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی۔ آپ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبل از وقت بشارات دی گئیں جو کہ آپ کی ذات میں پوری ہوئیں اور بعد میں بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپؒ کا بزرگ وجود ایک نافع الناس وجود تھا جو نوع انسانیت کے لئے شفقت و پیار سے لبریز تھا۔ آپؒ ناصر دین تھے۔ آپ آیت اللہ تھے اور اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان۔ خدا تعالیٰ آپؒ کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور اعلیٰ علیین میں بلند مرتبہ عطا فرمائے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" تو میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہونگی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا۔ لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آ جائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔" (خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 494 خطبہ جمعہ 18 نومبر 1966ء)

حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

(1982ءتا2003ء)

ہمارے پیارے امام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے حرم ثالث حضرت سیدہ اُمِ طاہر مریم بیگم صاحبہ کے بطن سے 18 دسمبر 1928ء (5 رجب 1347ھ) کو پیدا ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نانا حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کلر سیداں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور سید خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بڑے عابد وزاہد اور مستجابُ الدعوات بزرگ تھے جنہوں نے 1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

آپؒ کی والدہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بھی ایک نہایت پارسا اور بزرگ خاتون تھیں جو اپنے اکلوتے بیٹے کی تعلیم وتربیت کا بے حد خیال رکھتی تھیں اور اسے نیک، صالح اور عاشق قرآن دیکھنا چاہتی تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1944ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک پاس کیا۔ اسی سال آپؒ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی کی۔ آپ نے 1953ء میں جامعہ احمدیہ سے نمایاں کامیابی کے ساتھ شاہد کی ڈگری لی۔ 1955ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یورپ تشریف لے گئے اور لندن یونیورسٹی کے اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کی جہاں سے اکتوبر 1957ء میں واپس آئے۔ مورخہ 5 دسمبر 1957ء کو حضرت مصلح موعود نے آپ کا نکاح حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ سے پڑھا۔ ان کے بطن مبارک سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹیاں عنایت فرمائیں۔ واپسی کے بعد دینی خدمات میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ نومبر 1958ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپؒ کو وقفِ جدید کی تنظیم کا ناظم مقرر فرمایا۔ آپ نے بے حد محنت کی جس کے نتیجہ میں اس تنظیم نے تیز رفتاری سے ترقی کی۔ نومبر 1960ء سے 1966ء تک آپؒ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ رہے۔ 1960ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی مرتبہ خطاب فرمایا اور اس کے بعد تاحیات سالانہ جلسوں میں خطاب فرماتے رہے۔ 1961ء میں افتاء کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ 1966ء سے 1969ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ رہے۔ 1970ء میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں جماعت کا مئوقف بتانے والی ٹیم کے ممبر تھے۔ 1979ء میں آپؒ صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہوئے اور خلیفہ منتخب ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

10 جون 1982ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں زیر صدارت حضرت مرزا مبارک احمد صاحبؒ وکیل الاعلیٰ تحریک جدید منعقد ہوا جس میں آپؒ کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کیا گیا اور تمام حاضرین مجلس نے انتخاب کے معاً بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا حلف اٹھاتے ہوئے جو خطاب فرمایا اس تاریخ ساز عہد کی تاریخ گواہ ہے کہ آپؒ نے اس عہد کے لفظ لفظ کو کس اعلیٰ وارفع انداز میں پورا فرمایا۔ حلف کے الفاظ یہ تھے:

"میں اپنے حاضر وناظر حیؐ قیوّم خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کو اپنا جزو ایمان مانتا ہوں اور ان تمام لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں گمراہ یقین کرتا ہوں۔ جہاں تک میرا بس ہے میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ خلافت احمدیہ بتسلسل کے ساتھ قیامت کے دن تک قائم رہے۔ نیز میں پوری قوت ارادی کے ساتھ یہ کوشش بھی کروں گا کہ اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ جائے۔ میں یہ بھی عہد کرتا ہوں اور یہ میرے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ تمام لوگوں کے حقوق کی حفاظت کروں گا۔ بلا لحاظ اس سے کہ ان کا دنیاوی لحاظ سے مقام ومرتبہ کیا ہے۔ وہ امیر ہیں یا غریب یا مسکین، مرد ہیں یا عورت۔ میں یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ کہ دلی خلوص، جذبے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ، جماعت کے تعاون اور مدد سے قرآن کریم، محمد ﷺ کی احادیث، علم وعرفان اور برکات کو دنیا بھر کے لوگوں تک پہنچانے کی سعی کرتا رہوں گا۔"

عشق محمد ﷺ میں غرق انسان جسکی اکیس سال پر محیط خلافت کی تاریخ اپنی ذات میں ایک انجمن ہے۔ ایک ایسی بلند پایہ شخصیت جس نے اس تمام عرصہ چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجایا اور اس کرۂ ارض پر بسنے والے کروڑوں احمدیوں کے دلوں پر حکومت کی۔ قدرت ثانیہ کے مظہر رابع حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی باوقار شخصیت ہر طرح منور، ہمہ گیر اور عظیم الشان صفات کی حامل ہے کہ اس پائے کے وجود

صدیوں کے بعد دنیا کے پردے پرطلوع ہوا کرتے ہیں۔آپؒ کے اس عہدزریں میں بے حدوحساب نئی برکات کاظہور ہوا کہ انسان کی روح اورزبان خداتعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے لگتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دورخلافت میں تاریخی نوعیت کے بے مثال کام ہوئے ان میں سے چندایک کارہائے نمایاں کاذکر یہاں انتہائی مختصراًدرج ذیل ہے۔

1982ء کے دورہ یورپ کے دوران آپ نے مسجد بشارت پیدروآباد،سپین کا تاریخ ساز افتتاح کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ احمدیت کا پیغام امن وآتشی کا پیغام ہےاورمحبت وپیار سے اہل یورپ کے دل اسلام کے لئے فتح کئے جائیں گے۔مختلف ممالک سے آئے ہوئے نمائندگان اورقریباً دو ہزار کے قریب اہالیان سپین نے شرکت کی۔ریڈیو،ٹیلی ویژن اوراخبارات کے ذریعے مسجد بشارت کے افتتاح کا سارے سپین بلکہ دوسرے ممالک میں بھی خوب چرچا ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورخلافت کے آغاز سے ہی مساجد کی تعمیر میں غیرمعمولی دلچسپی لی۔اسی سال امریکہ میں پانچ نئی مساجداور پانچ مشن ہاؤسز کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب امریکہ میں بیت الرحمٰن میری لینڈ سمیت مساجد کی تعداد چالیس ہوچکی ہے۔جرمنی میں آپؒ نے سومساجد کامنصوبہ دیا جس پر تیزی سے عمل ہورہا ہے۔اسی طرح بیت الفتوح کے نام سے مورڈن لندن میں یورپ کی سب سے بڑی مسجد کی تعمیر آپ کے عہد میں ہوئی۔ ہجرت کے انیس سالوں میں دنیا کےمختلف ممالک میں5´1306 مساجد کی تعمیر کی گئی۔مشن ہاؤسزاورمراکز کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔ یورپ میں148،امریکہ میں36،کینیڈامیں10اورافریقہ میں656مراکز قائم ہوچکے ہیں۔

1982ءہی میں آپ نے ''بیوت الحمد'' سکیم کا اعلان فرمایا۔سپین میں خدا کا پہلا گھر مسجد بشارت بنانے کی خوشی میں شکرانے کےطور پر غریب اورضرورتمندلوگوں کے لئے مکان بنانے کی اسکیم کا اعلان فرمایا۔آپؒ کے عہد خلافت میں 87 کشادہ اورآرام دہ مکان بن چکے تھے۔500افرادکوگھر کی حالت بہتر بنانے یاوسعت دینے کے لئے رقم دی گئی۔قادیان میں بھی37بیوت الحمدتعمیر کئے گئے جہاں درویشانِ قادیان کےخاندان یااُن کی بیوائیں رہائش پذیر ہیں۔

1983ء میں مشرق بعید کے دورہ کے دوران آپ نے سنگاپور،فجی اور آسٹریلیا میں مساجدکا سنگ بنیاد رکھا۔ 26اپریل1984ءکوایک پاکستانی صدر نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس پرعمل کرنے کی صورت میں احمدی کسی طرح بھی اپنے عقائدکااظہارنہیں کرسکتے تھے۔خلیفۂ وقت کا کام تواحمدیت کی ترقی،پھیلاؤاورتربیت ہے۔اس حکمنامے سے یہ کام کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذاحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وطن سے ہجرت اختیار کی اور30اپریل1984ءکواللہ تعالیٰ کی خاص تائیدونصرت کے ساتھ لندن پہنچ گئے۔حضورؒاور جماعت کے لئے یہ بڑاکڑاوقت تھامگراللہ تعالیٰ نے ترقیات کے نئے نئے سامان پیدافرمائے۔حضورؒ بنفس نفیس واپس ربوہ نہ آسکےمگرMTAکے ذریعے دنیامیں ہرجگہ آپؒ کادیدارکیاجاسکتا تھا۔

1984ءکوخلیفہ وقت کی سرپرستی میں پہلاجلسہ سالانہ برطانیہ میں منعقدکیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت احمدیہ کے قیام پرسوسال گذرنے کےشکرانے کےطور پر "صدسالہ جشن تشکر" کاایک پروگرام ترتیب دیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں انتہائی جوش وخروش اورروحانی مسرتوں کے ساتھ سوممالک میں تقریبات منعقد ہوئیں۔ معزز مہمانوں کو بلایا گیا۔ نمائشیں لگائی گئیں۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر خبریں شائع ہوئیں۔

1991ء میں صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور بنفس نفیس قادیان تشریف لے گئے۔1947ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ قادیان کی سرزمین پر خلیفۂ وقت نے قدم رکھے۔

1982ء میں خلافت رابعہ کے آغاز کے وقت جماعت 80 ممالک میں قائم تھی جبکہ2003ء میں حضور کی وفات کے وقت جماعت 175 ممالک میں مضبوطی سے قدم جما چکی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے1983 کے آغاز میں ہی اپنے متعدد خطبات جمعہ میں جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی طرف توجہ دلائی کہ موجودہ زمانہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ہر احمدی اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے میدان عمل میں اتر آئے۔

1993ء میں حضور نے عالمی بیعت کا سلسلہ شروع فرمایا اور دس سالوں میں16 کروڑ48لاکھ75ہزار605 نئے افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔دور خلافت رابعہ میں کئی ممالک نے تربیتی اور تعلیمی پروگراموں کا آغاز کیا۔اس میں سب سے اہم جلسہ ہائے سالانہ اور مجالس شوریٰ کا بہت سے ممالک میں اجراء تھا۔اس کے علاوہ کئی ممالک میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اور مجالس شوریٰ کا بھی آغاز ہوا، خدام وانصار کے یورپین اجتماعات کا آغاز ہوا۔

مورخہ 7جنوری1994ءکو حضور نے ایم ٹی اےMTA کی باقاعدہ نشریات کا اعلان فرمایا۔یکم اپریل1996 سے ایم ٹی اے کی24 گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ایم ٹی اے جہاں بڑوں کے لئے علم میں اضافے اور سکون کا باعث بنا وہاں ہر فرد بشر اور خاص طور پر احمدی بچوں کی تربیت اور خلافت سے وابستگی کا ذریعہ بنا۔اس کی وجہ سے تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ گئی۔

1995ء میں انٹرنیٹ پر احمدیہ ویب سائٹ قائم ہوئی۔

حضور کا سوئٹزرلینڈ میں خطاب بعنوان سچائی،علم اور الہام بعد ازاں یہی مضمون حضور کی عظیم الشان کتاب RevelationRationalityKnowledge and Truth کی بنیاد بنا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس دور کے سلطان القلم تھے۔آپؒ نے بیس کے قریب کتب تحریر فرمائیں۔عظیم الشان خطبات اس کے علاوہMTA کے لئے خطبات جمعہ وجلسہ جات کے علاوہ2724 پروگرام ریکارڈ کروائے۔آپ کا ایک عظیم الشان کارنامہ قرآن مجید کا آسان فہم ترجمہ ہے جو ایسا دلنشین ہے کہ صرف پڑھنے کی چیز نہیں، حرزِ جان بنانے کی چیز ہے۔حضور انورؒ کی انہی مصروفیات سے انگشت بدنداں رہ جاتے ہوئے انگلستان کے ایک مشہور رسالے سنڈے ٹائمز میگزین نے حضور انورؒ کی دن بھر کے کاموں کی تفصیل بیان کی اور ان مصروفیات کے پیش نظر اپنے سلسلہ مضمون کا نام "A day in the life of..." سے بدل کر "A life in the day of..." کردیا۔جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ امام جماعت احمدیہ ایک ایک دن میں پوری پوری زندگی جتنا کام کرتے ہیں۔

حضور نے پاکستان کے شر پسند ملاؤں اور ظالم صدر ضیاء الحق کو بار بار متنبہ کرنے کے بعد10 جون1988ء کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔اسی سال اگست میں ضیاء الحق کی عبرتناک ہلاکت کے ساتھ مباہلہ کا نشان عظیم الشان طور پر پورا ہوا۔

ہومیوپیتھی علاج بالمثل: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طریق علاج کو متعارف اور رائج کرنے میں غیر معمولی محنت فرمائی اورMTA پر مسلسل198 پروگرام دیئے جن پر مشتمل کتاب بھی شائع ہوئی۔دنیا بھر میں ہومیوپیتھک کلینک کھولنے کے انتظام فرمائے۔صرف انڈونیشیا میں سو کے قریب کلینک ہیں۔

وقف نو اسکیم: جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر 3 اپریل 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے اپنے بچوں کو پیدائش سے قبل دین حق یعنی اسلام کی خاطر وقف کرنے کا منصوبہ پیش فرمایا۔ یہ منصوبہ بہت دوررس اور فائدہ مند اثرات کا حامل تھا۔ آپؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جماعت نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے اس تحریک میں شمولیت کی تمنا میں کئی ایک بے اولاد جوڑوں کو بچے عطا ہوئے۔ کل واقفین نو تقریباً 26000 ہو چکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 88 سے زائد تحریکات فرمائیں۔ اپنی زندگی کی آخری مالی تحریک غریب بچیوں کی شادی کے اخراجات کے لئے ایک فنڈ قائم کرنے کیلئے 21 فروری 2003ء کا خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے کی تھی۔ ایک ہفتہ میں ایک لاکھ پاؤنڈ جمع ہو گئے۔ 28 فروری کے خطبہ میں آپؒ نے اس فنڈ کا نام "مریم شادی فنڈ" رکھا اور فرمایا:

"امید ہے اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔" (الفضل انٹرنیشنل 4 اپریل 2003ء)

1982ء میں خلافت رابعہ کے آغاز کے وقت جماعت 80 ممالک میں قائم تھی۔ 2003ء میں حضورؒ کی وفات کے وقت جماعت 175 ممالک میں قائم ہو چکی تھی۔ ہجرت کے 19 سالوں میں دنیا بھر میں 35358 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی انتھک محنت نے اُن کی صحت پر برا اثر ڈالا تاہم آپؒ کام، کام اور کام میں مگن رہے۔ بالآخر 19 اپریل 2003ء یہ بچوں اور بڑوں کا محبوب آقا جماعت کو سوگوار چھوڑ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔ 23 اپریل بروز بدھ آپؒ کے جسم اطہر کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں امانتاً سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا حلف اٹھاتے ہوئے جو عہد فرمایا تھا اس پر تاریخ ساز عہد کی تاریخ گواہ ہے کہ آپؒ نے اس عہد کے لفظ لفظ کو کس اعلیٰ وارفع انداز میں پورا فرمایا۔ آپؒ نے تبلیغ اسلام کا جو بیڑا اُٹھایا اس کو اس انداز میں پورا کیا کہ اس کی مثیل لانا ممکن نہیں۔ خدا اپنے اس برگزیدہ وجود کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے آمین۔

۞۞۞۞۞

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم ودائم رکھے گا، زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ وقائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا ط (ابراھیم: 26-25) کہ ایسا شجرہ کہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اُکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے۔ کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ (خطبہ جمعہ 11 جون 1982ء۔ خطبات طاہر جلد 1۔ صفحہ 3-4)

۞۞۞۞۞

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(آغاز دورِ خلافت2003ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ 15 ستمبر 1950ء کو حضرت مرزا منصور احمدؓ صاحب اور محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے پوتے اور حضرت مصلح موعودؓ کے نواسے ہیں۔ 22 اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کا مظہر خامس بنایا۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے میٹرک پاس کیا اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا۔ 1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچر اکنامکس میں حاصل کی۔ 31 جنوری 1977ء کو آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی شادی مکرمہ سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ

بنت مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب و محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ سے ہوئی۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی مکرمہ امتہ الوارث فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح احمد صاحب ڈاہری نواب شاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب سے نوازا۔

1977ء میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے زندگی وقف کی اور نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 1977ء میں غانا تشریف لے گئے۔ غانا میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کا قیام 1985ء تک رہا۔ اس دوران آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول (Essarkyir) اور احمدیہ زرعی فارم ٹمالے (Tamale) شمالی غانا کے مینجر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے غانا میں گندم اگانے کا پہلی بار کامیاب تجربہ کیا۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ 1985ء میں غانا سے پاکستان تشریف لائے اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کا تقرر ہوا۔ 18 جون 1994ء کو آپ ایدہ اللہ تعالیٰ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ مقرر ہوئے۔ 10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔ اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔ اس دوران آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت کی بھی خدمات بجالاتے رہے۔ 1994ء تا 1997ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔ اسی عرصہ میں صدر تزئین کمیٹی ربوہ بھی تھے۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔ 1988ء سے 1995ء تک ممبر قضا بورڈ رہے۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں 77-1976ء میں مہتمم صحتِ جسمانی، 85-1984ء میں مہتمم تجنید، 86-1985ء میں مہتمم مجالس بیرون اور 90-1989ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان کے طور پر خدمات انجام دیں۔ 1995ء میں انصار اللہ پاکستان میں قائد ذہانت و صحت جسمانی اور 1995ء تا 1997ء قائد تعلیم القرآن کے طور پر خدمات انجام دیں۔ 1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیرِ راہِ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ 30 اپریل کو گرفتار ہوئے اور 10 مئی کو رہا ہوئے۔

19 اپریل 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کا دلخراش سانحہ ہوا۔ 22 اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کا مظہر خامس بنایا۔ 23 اپریل کو آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی، خطاب اور عالمی بیعت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا جنازہ پڑھایا۔ جسد اطہر کو مسلسل کندھا دیا اور پھر تدفین کی پوری کارروائی کے دوران قبر کے پاس موجود رہے۔ سب سے پہلے آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبر میں مٹی ڈالی اور پھر دوسرے احباب کو موقع دیا گیا۔ لندن وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے سہ پہر قبر تیار ہونے پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ دُعا سے پہلے قبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تختی بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہی نصب فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تائید و نصرت کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں وضاحت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔

اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ

ترجمہ: اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں

مجموعہ الہامات رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جنوری 1907ء کی ایک رؤیا ان الفاظ میں درج ہے: "شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ "وہ

بادشاہ آیا"۔دوسرے نے کہا کہ "ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے"۔فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رڈ کر دے۔"(بحوالہ بدر والحکم،10 جنوری1907ء)

الہامات وکشوف کی اصل حقیقت تو اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوتی ہے۔اس رؤیا کا مضمون خلافت خامسہ کے قیام نے بہت صراحت سے عیاں کر دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارہا اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ تاریخ احمدیت کے بہت سے واقعات سو سال کے بعد پھر دوہرائے جاتے رہے ہیں۔اس پس منظر میں "تذکرہ" میں 1903ء میں مذکور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کشفی نظارہ بھی انتہائی قابل توجہ ہے۔

"ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف کے متعلق کہا تھا "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"۔ (تذکرہ صفحہ 487)

ان الفاظ کے تناظر میں بظاہر یہی مفہوم ذہن میں آتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی ذات کے متعلق ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت وخلافت کی طرف اشارہ ہے۔لیکن اہل دانش اور اصحاب معرفت پر یہ امر بالکل واضح اور روشن ہے کہ وعدے کبھی تو موعود شخص کی ذات میں اور کبھی اس کی اولاد، اتباع اور خلفاء کے وجود میں بھی پورے ہوتے ہیں۔جب حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے صاحبزادے حضرت مرزا منصور احمد صاحبؒ کا وصال ہوا تو اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ 12 دسمبر 1997ء میں فرمایا کہ:

"میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ یہ کشف حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ پر ہرگز نہیں بلکہ ان کے بیٹے حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے۔حضورؒ نے فرمایا کہ واقعات نے اس انداز کو بڑی عمدگی سے ثابت کر دیا ہے کیونکہ حضرت مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو45 بار خلیفہ وقت کی غیر حاضری میں امیر مقامی کے طور پر نیابت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر مزید یہ کہ خلافت رابعہ کے دوران تو آپ کو مسلسل14 سال امیر مقامی رہنے کا غیر معمولی اعزاز حاصل ہوا۔یہ واقعہ اس سے پہلے کبھی تاریخ احمدیت میں نہیں ہوا۔"

عجیب ایمان افروز بات یہ کہ اس قدر زور سے یہ مضمون بیان کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور پُر معرفت بات یہ فرمائی یا یوں کہنا بہتر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی زبان مبارک سے یہ بات نکلوائی جو بعد میں ایک سچی اور ایمان افروز حقیقت بننے والی تھی۔آپؒ نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا:

" اب جب کہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب کو بنایا ہے تو میرا اس الہام کی طرف بھی دھیان پھرا کہ گویا آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میری جگہ بیٹھ۔"

خطبہ جمعہ کے بالکل آخر میں مزید فرمایا:

"میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے۔"تو ہماری جگہ بیٹھ" کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔"(بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل۔30 جنوری1998ء)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 22 اپریل2003ء کو خلافت پر متمکن ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ایک نئے بابرکت دور کا آغاز ہوا اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے قدم ترقیات کی انتہائی بلندیوں پر مزید برق رفتاری سے بڑھنے لگے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت سے قبل مختصر خطاب فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کی اصلاح وترقیات نیز دنیا کو امن وآشتی کا گہوارہ بنانے کے لئے اپنے پُر معارف خطبات نیز مختلف تحریکات کے ذریعہ جماعت کو اور عنان حکومت کی ڈور سنبھالے ہوئے لیڈران کو مسلسل توجہ دلاتے رہتے ہیں جن پرعمل کے نتیجہ میں یہ کرہ ارض جنت نظیر ہو جائے۔ ان سب تحریکات کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ذیل میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور کی چند ایک بابرکت تحریکات درج کی جاتی ہیں۔

"طاہر فاؤنڈیشن" کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: "مختلف لوگوں نے توجہ دلائی ہے خود بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات ہیں اور غلبۂ اسلام کے لئے آپ کے مختلف منصوبے تھے۔ آپ کے خطبات ہیں، تقاریر ہیں، مجالس عرفان ہیں۔ ان کی تدوین اور اشاعت کا کام ہے۔ تو یہ کافی وسیع کام ہے جس کے لئے الگ ادارہ کے قیام کی ضرورت ہے۔ تو کافی سوچ کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ایک ادارہ "طاہر فاؤنڈیشن" کے نام سے قائم کیا جائے اور اس کے لئے انشاءاللہ ایک مجلس ہوگی ..... تو دعا کریں جو کمیٹی بنے گی اس کو اللہ تعالیٰ کام کرنے کی توفیق بھی دے اور ہر لحاظ سے وہ کام جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات کے ہیں جو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے ان کو مکمل کرنے کی توفیق دے۔" (الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر 2003ء)

دعوت الی اللہ کے لئے عارضی وقف کی تحریک کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جون 2004ء فرمایا: "دنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کر لے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے۔"

زیادہ سے زیادہ وصایا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم اگست 2004ء جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر فرمایا: "چونکہ 2005ء میں نظام وصیت کے سو سال پورے ہو جائیں گے اس لئے کم از کم پچاس ہزار وصایا ہو جائیں۔ اس طرح 2008ء تک خلافت جوبلی کے اظہار خوشنودی کے طور پر لازمی چندہ دہندگان میں سے کم از کم پچاس فیصد موصی ہو جائیں۔" حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب یہ تحریک فرمائی تو اس وقت تک وصیت کنندگان کی کل تعداد 38000 کے قریب تھی۔ اپنے پیارے آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوتے بہت کم عرصہ میں جماعت نے پچاس ہزار موصیان کا ہدف پورا کر لیا اور مخلصین کی ایک بڑی تعداد اس بابرکت نظام سے وابستہ ہو کر خدا کے فضلوں کی وارث بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہ مئی 2006ء تک اب وصیت کنندگان کی 58000 سے زائد کی درخواستیں آ چکی ہیں۔

صد سالہ خلافت جوبلی: 2008ء میں خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر استحکامِ خلافت اور اظہار خوشنودگی کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء میں مالی قربانی کی تحریک فرمائی اور اس صد سالہ خلافت جوبلی کے لئے ایک روحانی پروگرام عطا فرمایا۔

طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ: دل کے امراض کے علاج کے لئے ربوہ میں جدید ترین سہولیات سے آراستہ اور چوٹی کے ماہرین امراض قلب کی نگرانی میں یہ ہسپتال قائم کیا گیا جو کہ امراض قلب کا پاکستان میں بہترین ہسپتال ہے اور بہت تھوڑے عرصہ میں ملک کے طول و عرض میں شہرت پا گیا ہے۔

"نور فاؤنڈیشن" کا قیام: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علم حدیث کی ترویج اور اشاعت کے لئے 2005ء میں حاجی

الحرمین حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے نام پر نور فاؤنڈیشن قائم فرمائی۔ جو صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ نیز مسند احمد بن حنبل کا پہلے مرحلہ میں اردو ترجمہ کرے گی۔

تحریک جدید دفتر پنجم کا اجراء : 1966ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نئے آنے والوں کے لئے دفتر سوم کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ کیونکہ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں شروع ہونا چاہیئے تھا اس لئے میں اس کو یکم نومبر 1965ء سے شروع کرتا ہوں۔ پھر دفتر چہارم کا آغاز 19 سال بعد 1985ء میں خلافت رابعہ میں ہوا۔ اس اصول کے تحت (جو کہ حضرت مصلح موعودؓ نے رکھا تھا کہ 19 سالہ دور ہوگا) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر پنجم کا اجراء 2004 میں کیا اور فرمایا کہ: "آج سے دفتر پنجم کا آغاز ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب آئندہ سے جتنے بھی نئے مجاہدین تحریک جدید کی مالی قربانی میں شامل ہوں گے وہ دفتر پنجم میں شامل ہونگے۔ ایک تو جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ نئے بیعت میں شامل ہونے والوں کو احمدیت میں شامل ہونے والوں کو مالی قربانی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ ایسے تمام لوگوں کو، اب میں اس ذریعہ سے دفتر کو ہدایت کر رہا ہوں کہ چاہے جو گذشتہ سالوں میں احمدی ہوئے ہیں لیکن تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئے ان سب کو اب تحریک جدید میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کا شمار اب دفتر پنجم میں ہوگا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا اگر ان کو بتایا جائے کہ مالی قربانی دینی ضروری ہے اور ان کو بتائیں کہ تمہارے پاس جو احمدیت کا پیغام پہنچا ہے یہ تحریک جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کی وجہ سے ہی پہنچا ہے اس لئے اس میں شامل ہوتا کہ تم اپنی زندگیوں کو بھی سنوارنے والے بنو اور اس پیغام کو آگے پہنچانے والوں میں بھی شامل ہو جاؤ حصہ دار بن جاؤ۔"

تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ نیز تفسیر پڑھنے کی تلقین: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا اپنے متعدد خطبات میں احمدیوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ باریکی میں جا کر اپنی اصلاح کرنی چاہئے فرمایا کہ: "بہرحال ایک احمدی کو خاص طور یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم کو پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کرنا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2004ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 2005ء کو آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "پس اپنی اصلاح کے لئے قرآن کریم کو غور سے پڑھیں اور اس کے احکامات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انذار کے نیچے بھی آسکتے ہیں۔"

ہر احمدی دعوت الی اللہ کے لئے سال میں کم از کم دو ہفتے وقف کرے: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 جون 2004ء میں جماعت کو تحریک فرمائی کہ: "دُنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کرلے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے۔ یہ میں ایک یا دو دفعہ کم از کم اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب ایک رابطہ ہوتا ہے تو دوبارہ اس کا رابطہ ہونا چاہئے اور پھر نئے میدان بھی مل جاتے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ تمام طاقتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہر ایک کو پیش کرنا چاہئے..... ہر ایک کو اب اس بارے میں سنجیدہ ہو جانا چاہئے اگر دنیا کو تباہی سے بچانا ہے۔ ہر ایک کو ذوق وشوق کے ساتھ اس پیغام کو پہنچائیں، اپنے ہم وطنوں کو اپنے اس پیغام کو پہنچائیں اور جیسا کہ میں نے کہا دُنیا کو تباہی سے بچائیں کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے بغیر کوئی قوم بھی محفوظ نہیں۔ اس لئے اب ان کو بچانے کے لئے داعیان الی اللہ کی مخصوص تعداد یا مخصوص ٹارگٹ حاصل کرنے کا وقت نہیں ہے یا اسی پر گزارا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اب تو جماعتوں کو ایسا پلان تیار کرنا چاہئے جیسا کہ میں نے کہا کہ ہر شخص، ہر احمدی اس پیغام کو پہنچانے میں مصروف ہو جائے۔"

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو خلافت سے وابستگی اور اخلاص ہے

لیکن دعوت الی اللہ کی طرف اس طرح توجہ نہیں دی جارہی جس طرح ہونی چاہئے۔اس لئے جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں۔"(خطبہ جمعہ فرمودہ 9دسمبر2005ء)

بارٹلے پول اور بریڈفورڈ انگلستان میں مساجد بنانے کے لئے مالی قربانی کی تحریک نیز سپین میں والینسیا کے مقام پر مسجد بنانے کی عظیم الشان تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ:"میرے دل میں بڑی شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ پانچ سو سال بعد اس ملک میں مذہبی آزادی ملتے ہی جماعت احمدیہ نے مسجد بنائی اور اب اس کو بنے بھی تقریباً پچیس سال ہونے لگے ہیں اب وقت ہے کہ سپین میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی مساجد کے روشن مینار اور جگہوں پہ بھی نظر آئیں۔"(الفضل انٹرنیشنل 28جنوری2005ء)

آنحضرت ﷺ پر اعتراضات کا جواب دینے کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو خصوصی ٹیمیں تیار کرنے کی تحریک فروری2005ء میں فرمائی۔

خلافت خامسہ کے چند ایک اہم واقعات درج ذیل ہیں۔**مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد "بیت الفتوح"** کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13اکتوبر2003ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کر کے فرمایا۔قبل ازیں اس مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 19اکتوبر1999ء کو رکھا تھا۔سنگِ بنیاد میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک کی اینٹ رکھی۔اس مسجد میں کل دس ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کا قیام: کینیڈا میں پہلی بار مسی ساگا ٹورنٹو میں جامعہ احمدیہ قائم ہوا جس کا افتتاح 7ستمبر 2003ء کو ہوا۔

جامعہ احمدیہ لندن کا آغاز بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور میں ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آغاز خلافت سے ہی جماعت کی اپنے پیارے آقا کو دیکھنے اور اپنے دلوں کی پیاس بجھانے کے لئے دور دراز کے ممالک کے دورہ جات کئے اس سے جہاں دیدار کے پیاسوں کی پیاس میں کمی آتی ہے وہیں خلافت سے محبت، وفاداری اور اطاعت کے جذبات میں بے انتہا ترقی ہوتی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دورہ جات میں جس طرح جماعت کی تنظیم بندی کی اس کی مثال نہیں ملتی۔آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریباً تمام ممالک میں جماعتوں میں تیزی اور اصلاح کے لئے ان ممالک کی مجالس عاملہ بشمول مجالس عاملہ ذیلی تنظیمات کے ساتھ میٹنگز کیں اور ان کو اپنی بابرکت نصائح اور ہدایات سے نوازا۔

خلافت خامسہ کے آغاز پر جماعت احمدیہ میں پہلی بار ہونے والے واقعات:

❁ انتخاب خلافت کے متعلق اعلانات و اطلاعات ساری دنیا کے احمدیوں نے ایم ٹی اے کے ذریعے براہ راست دیکھے۔

❁ دلی طمانیت وسکون کے ساتھ ہر دل نے براہ راست بیعت کی۔

❁ پہلی بار انتخاب خلافت برصغیر سے باہر مسجد فضل لندن یورپ میں ہوا۔اس مسجد کو چار خلفا کے قدم چومنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

❁ پہلی بار کسی خلیفہ کا انتقال برصغیر سے باہر ہوا۔

❁ پہلی بار رحلت کرنے والے خلیفہ کا آخری دیدار اور تدفین کے مراحل تمام عالم میں براہ راست دیکھے گئے۔

❁ نمازِ جنازہ میں شرکت کی نئی صورت ہوئی کہ جس وقت لندن میں نمازِ جنازہ پڑھائی گئی۔ہر ملک میں مقامی طور پر مقامی امام کی اقتدا میں نماز

جنازہ پڑھی گئی۔

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوٹ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں انگوٹھیاں اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اور "مولیٰ بس" پہنی ہوئی تھیں اور

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پگڑی زیب تن کر رکھی تھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت میں بے انتہا برکت دے اور ہر لحہ اپنی خاص حفاظت میں رکھے اور ہر دم اپنی تائید ونصرت کے نت نئے نشانات دکھائے اور اشاعت دین کے کاموں میں روح القدس سے مدد فرمائے آمین۔

❁❁❁❁❁

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظامِ خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے اس اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔"

(خطبات مسرور جلد 1۔ صفحہ 256-257 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 22 اگست 2003ء)

❁❁❁❁❁

مبارك صد مبارك

جوبلی کا یہ سال دنیا کی تمام روحوں کو مبارک

مکرم ومحترم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ سلسلہ ونائب امیر سویڈن

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال خلافت احمدیہ پر سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہونے والی خلافت راشدہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریوں کے بعد تیس سال تک جاری رہنے کے بعد ختم ہوگئی، اور اب آپ کی ہی پیش خبری ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة کے مطابق قریباً چودہ سو سال کے عرصے کے بعد خلافت کی یہ نعمت ہمیں ملی ہے یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کے انتظار میں صلحاء امت اور اولیاء ملت اسلامیہ کی آنکھیں کھلی رہیں لیکن وہ یہ نعمت نہ پاسکے، اس کے لئے دعائیں کرتے کرتے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہیں۔ اور اب ہم اس دور میں جی رہے ہیں جب یہ نعمت ہم میں پھر سے جاری ہو چکی ہے اور گزشتہ سو سال کے دوران جماعت احمدیہ خلافت کی بیعت کا جوا اپنی گردن پر ڈال کر خلافت کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل میں اپنا تن، من، دھن اور وقت اور عزت کی لامتناہی قربانیاں دیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر آنے والا دن جماعت کو ترقی کی منازل پر آگے آگے سے لے جاتا رہا۔ ہم نے اس تعلقِ بیعت کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں کو اپنے اوپر ایک تسلسل کے ساتھ برستے دیکھا۔ جماعتی زندگی میں بھی اور اپنی ذاتی زندگیوں میں بھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں قائم ہونے والی یہ خلافت، خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہے۔ اس کے ساتھ تعلق بیعت کے نتیجے میں جماعت پر وہ تمام افضال خاص طور سے نازل ہوتے ہیں جو انبیاءؑ اور رسولوں کی جماعتوں کے ساتھ خاص ہیں۔ پس اگر ہم ان انعامات کو پانا چاہتے ہیں تو ہمیں دل کی کامل عزیمت کے ساتھ اپنے آپ کو خلافت کے قدموں میں لا کر ڈالنا ہوگا۔ اور اس کے دامن سے چمٹ کر سلوک کی منازل طے کرنا ہوں گی کیونکہ بجز تعلقِ خلافت، تعلق باللہ کا پیدا ہونا محال ہے۔ صلحاء امت میں سے سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ اپنی کتاب منصب امامت میں فرماتے ہیں:

امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض وہم وخیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔"

(منصب امامت صفحہ 111۔ از شاہ اسماعیل شہید مترجم حکیم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور)

خلافت کے ساتھ تعلق کے نتیجے میں ہم ایک ایسے وجود سے وابستہ ہوتے ہیں جو ہمارے لئے سراپا رحمت وشفقت ہوتا ہے جس کی شب و روز یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہم روحانی طور پر ترقی کی منزلیں طے کرتے چلے جائیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی۔ مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں، غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان

میں جنھوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔کوئی بھی فرق نہیں۔لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا' تمہاری محبت رکھنے والا' تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا' تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا' تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔

مگر ان کے لئے نہیں ہے۔تمہارا اسے فکر ہے' درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔

(انوارالعلوم جلد2 صفحہ158)

پس خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے جو ہمیں عطا ہے پس ہم جو بیعت خلافت میں ہیں ہم پر یہ فرض ہے ہم بھی اسی طرح اس وجود کے لئے دعائیں کرتے چلے جائیں، جو ہمارے لئے فکر رکھتے ہوئے اپنے مولی کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ہم بھی اس کے لئے وہی محبت رکھیں جو اس کے دل میں ہمارے لئے موجزن ہے،اور حقیقی معنوں میں اس وجود کے اسطرح حصہ بن جائیں کہ اس کو پہنچنے والا دکھ ہمارا دکھ ہو اس کی ہر خوشی ہماری خوشی ہو اور اس کا ہر غم ہمارے دلوں کو بھی غمگین کرے۔اور یہ بھی دعا کریں کہ ہماری طرف سے اس کی آنکھ ہمیشہ ٹھنڈی رہے اور خدائے ذوالمجد و العطاء وہ تمام وعدے جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں ہماری زندگیوں ہی میں پورے کردے۔پس آیئے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر یہ عہد کریں کہ آپ فرماتے ہیں ''اسلام،احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرنی ہے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے اور ان کے دلوں میں خلیفہ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے''۔

(ماہنامہ الناصر جرمنی جون تا ستمبر۲۰۰۳ء ص۱)

ہم میں سے ہر ایک کے دل کی یہی صدا ہونی چاہئے کہ

جس موڑ پر بھی تُو ہمیں آواز دے کبھی
ہم جان و مال و آبرو سب تجھ پہ وار دیں
تیری پکار پر یہ صدا بار بار دیں
لبیك یا حبیب من لبیك سیدی
لبیك یا امامنا لبیك مرشدی

خلافتِ احمدیہ مسلمہ حقہ کا پس منظر

مکرم ومحترم سید کمال یوسف صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

موجودہ دور کے بنی نوع انسان کی مذہبی تاریخ کے مطابق کم وبیش آج سے چھ ہزار سال قبل خدا تعالےٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے جس پہلے انسان کو براہِ راست اپنے الہام کے ذریعہ اپنے نمائندہ کے طور پر منتخب فرمایا اس عظیم انسان کو ایک دنیا (حضرت) آدم (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کے نامِ نامی سے جانتی اور مانتی آئی ہے۔

اس آدمِ اول کے عظیم الشان روحانی منصب کو قرآن مجید "خلیفہ" کے معنی خیز لقب سے ملقب کرتا ہے۔حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تخلیق کائنات کے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لئے، اورقضیہ زمین برسرِ زمین طے کرنے کے لئے، جو الٰہی نظام انسان کے دین اور دنیا کی بھلائی کے لئے جاری کیا گیا، اس نظام کو نظام خلافت کہا گیا۔

اس طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت اور نظام خلافت کے ذریعہ مستقبل کے "ورلڈ آرڈر" کی داغ بیل خدا تعالیٰ نے خود آج سے کم وبیش چھ ہزار سال قبل ڈال دی۔اس "ورلڈ آرڈر" یا نظام خلافت کی مختصر تاریخ کچھ یوں ہے۔

جس نہج پر حضرت آدم نے اپنی قوم کی ترقی پذیر استعدادوں کو مزید ترقی دینے کے لئے، اور اس ترقی کے نتیجہ میں جو بھی وقتی مصالح اور ضرورتوں کے تقاضے ابھرے، اس وقت کے محدود وسائل کے مطابق ان کے حل کے لئے نظام خلافت کی روشنی میں انتظامات کئے۔اور اس طرح اس وقت کا انسان پہلے سے بہتر تہذیب وتمدن کے آداب سے روشناس ہونے لگا۔

حضرت آدم کی وفات کے بعد نسل انسانی کے ارتقا کے قدم کہیں ایک جگہ رکے نہیں بلکہ حضرت آدم کے نمائندہ کے ذریعے تہذیب انسانی کے ارتقا کا سلسلہ قدم بقدم، وقفہ وقفہ کی رکاوٹوں کے باوجود پے در پے خلفا کے ظہور کے نتیجہ میں آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ ہر قوم، ملک اور زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق مختلف علاقوں میں بسنے والی اقوام میں تہذیب وتمدن کا ارتقاء اسی نہج پر جاری رہا۔اور اس طرح نظام خلافت کی روشنی میں ایک وحشی انسان سے ایک مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخلاق انسان اور بالآخر بخدا انسان بننے کے تدریجی مراحل سے گذرنے کے قابل ہوا۔

وقت کا مامور مثیل آدم جب وہ کسی مذہبی سلسلہ کی بنیاد رکھ کر وفات پا جاتا تو اسکی شخصی خلافت کے بعد کبھی ماموراور کبھی ایک غیر مامور شخص اس کی نمائندگی میں نظام خلافت کو ایک انسٹی ٹیوشن کی صورت میں جاری رکھتا چلا آیا۔

حضرت آدم اول سے لے کر ظہور اسلام سے قبل تک۔تقریباً پانچ ہزار سال کے دورانیہ میں۔قومی، علاقائی اور وقتی پیش آمدہ تقاضوں کے مطابق، ایک محدود دائرہ میں خلافت اور نظام خلافت جاری وساری رہا۔

اس نظام خلافت کے ایک "ورلڈ آرڈر" کے طور پر مستقل صورت میں، ساری دنیا کے لئے، نافذ العمل ہونے کا مرحلہ اس وقت معرض وجود میں آیا جب توراۃ وانجیل، ژندواوِسطا، ویدو گیتا وغیرہ تمام قدیم صحائف مقدسہ کی پیشگوئیوں کے حقیقی مصداق موعودِ اقوام عالم ہمارے سب سے پیارے آقا ومولیٰ سید ولد آدم سب نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور پہلی مرتبہ فاراں کے پہاڑوں سے مطلع عالم پر طلوع ہوا۔

آپ ﷺ فداہ نفسی وروحی وہ پہلے اور آخری عالمی "خلیفۃ اللہ" تھے اور اب بھی ہیں اور پھر قیامت تک آپؐ ہی کی خلافت کا دور دورہ رہے گا، آپ ﷺ ہی کی خلافت کے نور سے ظہور اسلام سے پہلے کی خلافت اکتساب نور کرتی رہی اور قیامت تک کے خلفا آپؐ ہی کے نور سے مستنیر ہوتے رہیں گے۔آپ ﷺ نے اس عالم فانی میں اس مختصر سی 23 سالہ عہد نبوت میں خدائے واحد و یگانہ کی اس

بادشاہت کو جو آپؐ کے وقت میں صرف آسمانی صحیفوں میں مذکور سمجھی جاتی تھی اور صرف آسمان تک ہی اس کا سکہ چلنا متصور کیا جاتا تھا عملاً مکمل طور پر پہلی مرتبہ پوری شان سے زمین پر قائم کرنے کا عدیم المثال معجزہ دکھایا۔ اس اولی العزم خلیفۃ اللہ نے تن تنہا اپنے وقت کے اُس انسان کو، جو اس سے پہلے کی خلافتوں کے زمانہ میں گاہے ارتقا کے بعد تنزل کا شکار ہو جایا کرتا تھا، جو اب خلافت کے زمانہ سے بُعد کی وجہ سے پھر سے قعرِ مذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب چکا تھا، اسے اس قعرِ مذلت سے نکال کر انسانیت کے اس انتہائی مقام تک پہنچا دیا جس انتہائی مقام تک پہنچنا انسان کے مقدر میں خدا تعالیٰ کے قلم نے ازل سے لکھ رکھا تھا۔

آپ ﷺ کی قوت قدسیہ، یعنی نظام خلافت، جس کے طفیل امت مسلمہ کی زندگیوں میں جو خارق عادت انقلاب آیا، نے انسان کی اعلیٰ اقدار کا ایک مکمل نظام، اور "ورلڈ آرڈر" کا ایسا خوبصورت ماڈل پیش کیا گیا ہے جو رہتی دنیا تک انسانی اقدار اور اسکی عظمت کا اعلیٰ ترین معیار سمجھا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کے وصالِ اکبر کے بعد، آپ ﷺ ہی کی قوت قدسیہ کی آغوش میں پروان چڑھے، آپؐ کے چار عظیم خلفاء راشدہ کو مزید تیس سال اس 'ورلڈ آرڈر' کے ماڈل میں رنگ بھرنے کی توفیق ملتی رہی اور خلافت راشدہ مسلمہ کا اعلیٰ ترین ماڈل تیار کرنے کے جسقدر اہداف مقدر تھے وہ سب کے سب اس تیس سالہ عہد زریں میں مکمل کر لئے گئے۔

خلافتِ راشدہ اولیٰ کا عہدِ سعید گذرنے کے بعد جب عہدِ خلافت سے بُعد ہوتا گیا تب تب بدقسمتی سے عقائد کے اعتبار سے امت مسلمہ اہل سنن اور اہل تشیع کے پہلے دو بڑے دھڑوں میں اور پھر لخت لخت فرقہ در فرقہ تقسیم ہوتی چلی گئی۔ اور جیسا کے آغاز اسلام میں امت مسلمہ کا صرف ایک ہی واجب الاطاعت خلیفہ ہوا کرتا تھا۔ اب ہر فرقہ کا اپنا اپنا دینی راہ نما اور ہر فرقہ کا علیحدہ علیحدہ مرکز عالم وجود میں آ کر وحدتِ امت کے لئے ایک مستقل چیلنج بن گیا۔ ایسے ہی سیاسی طور پر بھی امت مسلمہ کی وفاداریاں بھانت بھانت کے گروہوں میں بٹ کر رہ گئیں۔ اور اس طرح حکومت کی باگ ڈور اور مذہبی راہ نمائی ایک ہی واجب الاطاعت خلیفہ کے وجود میں مرتکز ہونے کے بجائے ہمیشہ ہمیش کے لئے سیاست کی علیحدہ اور مذہب کی علیحدہ دھڑوں میں تقسیم ہوتی چلی گئیں۔

گو عوام الناس مسلمانوں کا پُر جوش نعرہ یہی رہا کہ اسلام میں سیاست کو مذہب سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ نعرہ کی حد تک تو یہ بات ٹھیک ہے کہ سیاست کو ٹھیک سے راہ نمائی مذہب سے ہی ملنی چاہیے مگر عملاً آج کی اسلامی دنیا کی حالت یہ ہے کہ ایک مسلمان فرقہ کا مذہب ہی ایک ایسا کلمہ واحدہ ہے جو اتحاد امت کا اصل موجب ہے مگر وہی مذہب جو اتحاد کا موجب ہونا چاہئے وہ ایک دوسرے مسلمان فرقہ کے مذہب سے صدیوں سے نہ صرف مختلف بلکہ متضاد اور مسلسل محاذ آرائی کا موجب بنتا چلا آ رہا ہے اور ایسے ہی ایک مسلمان ملک کی سیاست ایک دوسرے مسلمان ملک کی سیاست سے بالکل مختلف چلی آ رہی ہے۔ جب مذہب ہی میں روح اتحاد کا فقدان ہے تو سیاست اس کے ساتھ رہے یا نہ رہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

خلافتِ راشدہ کے بعد سے اب تک کے زمانہ کے متعلق ہمارے ہادی و مرشد ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے جو بشارات اور انتباہ پیشگوئی کے رنگ میں امت محمدیہ کو دیئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ تک یعنی امت مسلمہ میں امام آخر الزمان حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے وقت تک امت مسلمہ سیاست اور مذہب کے لحاظ سے دو علیحدہ علیحدہ حصوں میں بٹی رہے گی۔

اخلاقی، مذہبی اور روحانی اقدار کے تحفظ کی قیادت و زمامت کا بیڑا مجددین وقت جو ایک ہی وقت میں کئی ملکوں آتے رہے، علماءِ امت، امامِ وقت اور صوفیا نے اٹھانا تھا سو وہ اٹھاتے چلے آئے اور سیاست و حکومت کا قلمدان اپنے اپنے ملک اور زمانہ کے اگر کبھی جابر سلاطین کے سپرد رہا اور ان کا جور و ظلم جہاں مسلمانوں کے لئے اذیت کا باعث

بنتا رہا وہاں ان کے زمانہ کے غیر مسلم بھی ان کے ظلم کا نشانہ بنتے رہے۔(اوراگر کبھی شاذ کےطور سلطانِ عادل فرماں روا ہوا تو اس کی عدل گستری سے مسلم اور غیر مسلم دونوں نے ڈھیروں فیض پایا۔) ازمنۂ وسطیٰ کے جابر سلاطین کو (گو آنحضرت ﷺ نے "ملکاً عاضاً" کا نام دیا تھا) مگر بدقسمتی سے اور کم فہمی میں وقت کے مسلمان ان کو "خلیفہ" ہی کا مقدس نام دیتے آئے اور ایسے نام نہاد خلفا کی ناروا حرکتوں نے جہاں بالعموم اسلام کو بدنام کیا وہاں "خلافت اسلامیہ حقہ" کے متعلق بھی غیر مسلموں کا تاثر انتہائی غیر مثبت رہا۔ چنانچہ آج خلیفہ یا خلافت کے نام سے ہی غیر مسلم دنیا بدکتی ہے۔ ازمنۂ وسطیٰ کے مسلمانوں نے خلافت کے نام سے جو کیا سو کیا مگر موجودہ دور کے مذہبی راہ نماؤں نے " خلافت" کے مقدس نام سے جو تحریکات شروع کی ہوئی ہیں وہ تحریکات اپنے مقاصد کے انجام کے لئے اس قدر خوفناک ہیں اگر وہ اپنی خود ساختہ پرواختہ "خلافت" کو دنیا پر ٹھونسنے میں کامیاب ہو جائیں تو ساری دنیا سے امن اٹھ جائے۔ان مختلف تحریکات کا نعرہ اور خلاصہ یہ ہے کہ:

"اسلامی ممالک کی تمام موجودہ حکومتیں سب کی سب غیر اسلامی حکومتیں ہیں۔ ہماری ہی خالص اسلامی قیادت ہے۔اسمیں شامل ہو کران سب حکومتوں کے خلاف علم بغاوت بند کر کے ان کا تختہ الٹنا اسلامی جہاد ہے۔ان حکومتوں پر بالجبر قبضہ کر کے اسلامی خلافت کو قائم کرنا ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔ (گویا نعوذ باللہ یہ نام نہاد خلیفۃ المسلمین اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے قتل عام کا بازار گرم کر کے اپنی خلافت کی دوکان چمکائیں گے) پھر جب ان غیر اسلامی حکومتوں پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا اور ہمیں "امیر المومنین "اور "خلیفۃ المسلمین" تسلیم کر لیا جائے گا تو پھر تمام غیر مسلم حکومتوں کو ایک معین عرصہ کے اندر اندر اسلام قبول کرنے کا نوٹس دینے کے بعد ان کی حکومتوں کا بھی ،اگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تو، وہی حشر ہوگا جو ان سے پہلے مسلمان حکومتوں سے ہم کرتے آئے ہیں۔"

متذکرہ بالا تحریکِ خلافت سے (ایک معمولی سی اقلیت کے سوا) دنیا کا کوئی بھی معقول انسان اتفاق نہیں کر سکتا کہ ایسی تحریک دنیا کے موجودہ مسائل کا حل ہے۔

اس وقت اسلامی دنیا کے راہ نما ہوں یا سیاسی دانشور یا غیر اسلامی دنیا کے مذہبی راہ نما ہوں یا سیاسی زُعما ہوں علیحدہ علیحدہ یا سب مل کر بھی موجودہ دنیا کے مسائل کا حل نہیں پا رہے اور نہ ہی پا سکتے ہیں۔مگر حل چاہتے ضرور ہیں۔

اسلام اور قبل از اسلام کے تمام مذاہب کے صحائف میں یہ الٰہی وعدہ موجود ہے کہ ایسے کڑے وقتوں میں جب انسانیت ابتلاؤں میں ہر طرف سے گھر جائے گی اور ان ابتلاؤں سے نکلنا انسان کے بس میں نہیں رہے گا تو خدا خود اس زمانہ میں اپنے کسی نمائندہ کے ذریعہ اسکی نجات کا سامان مہیا فرمادے گا۔وہ لوگ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ خدا یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے آئے گا یہ ہم سب کا ایمان ہے۔ صرف سوال یہ ہے اور یہی سوال اس زمانہ کا اہم ترین سوال ہے کہ وہ راہ نمائی کس طرح سے ہوگی۔

ہم جو جماعت احمدیہ سے تعلق خاطر رکھتے ہیں دکھی انسانیت کے گھمبیر مسائل کے حل کے لئے وہی آزمودہ نسخہ تجویز کرتے ہیں۔اور ایسے ہی نسخہ کا استعمال ہر قسم کے نقصان سے مبرا اور ہر قسم کے فائدہ کی یقین دہانی کرواسکتا ہے جس کی روزِ تخلیق آدم سے لیکر آج تک سب کے سب مذاہب ہر زمانہ میں اس سے استفادہ کرنے کے بعد اس کے نافع الناس ہونے کی تصدیق کرتے آئے ہیں۔

الغرض خلافتِ راشدہ اولیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تیس سالہ زمانہ خلافت سے لیکر جماعت احمدیہ مسلمہ کی اسلامی خلافت کے قائم ہونے والے سال 1908 تک کے درمیانی عرصہ ،تقریباً 1300 سال، میں جو مسلمانوں کی مختلف ممالک میں حکومتیں بنتی رہیں ہیں انکی اسلامی اور مذہبی ساکھ کے بارہ میں کافی وشافی عمومی تبصرہ جس کے بے لاگ

ہونے اور ہر قسم کے شبہ سے بالا ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہیں ہوسکتا وہی ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے برنگ پیشگوئی فرما دیا ہے اور جس کے راوی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی ہے کہ اس عرصہ کے تمام حاکم اور ان کے حوالی موالی آنحضرت ﷺ کے خلیفہ کا شرف ہونے سے سراسر محروم تھے اور ان کے اندر وہی بادشاہی رنگ و بو پائی جاتی رہی جو ایک غیر عادل بادشاہ میں پائی جاسکتی ہے۔ جس کے ہاتھوں ان کے اپنے ہی خدا رسیدہ مسلمان بھائی بند ظلم و ستم کا شکار ہوتے آئے ہیں۔

آج کے مسلمانوں کی حکومتیں اور ان کے گلے بندھے بھی اسی اسلامی روحانی اور مذہبی روح کے فقدان سے دوچار ہیں جس طرح ان سے پہلے کی حکومتیں تھیں اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی بعض حکومتیں اپنے آپ کو "اسلامی حکومت" کے مقدس مقام کا درجہ دے رہی ہیں مگر حقیقت میں انہیں کسی نوع سے بھی ہرگز ہرگز "اسلامی خلافت" کا درجہ نہیں دیا جاسکتا اور ان پر بھی حدیث رسولؐ کے الفاظ میں مُلکاً جبریۃً کے لفظ کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے انہیں "اسلامی خلافت" تو درکنار "اسلامی حکومت" بھی کہنا درست نہیں ہوسکتا۔ ہاں انہیں مسلمانوں کی علاقائی یا قومی حکومت کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ دین اسلام ایک عالمی اور آفاقی مذہب ہے جو جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے اور اسلامی حکومت کا ایک وقت میں ساری دنیا کے لئے صرف ایک ہی واجب الاطاعت امام، یا حاکم یا خلیفہ ہوسکتا ہے۔ اگر ایسی اسلامی حکومت موجود ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے وہ خواہ دنیا کے کسی کونہ میں مقیم ہو وہ اس اسلامی حکومت کے معزز شہری ہونے کا برابر کا حق رکھتا ہے۔ مگر آج کی مسلمانوں کی دنیا میں عملاً ایسا ہونے کا کوئی دور کا امکان بھی موجود نہیں۔ حالت یہ ہے کہ اس وقت کہنے کو جو چند اسلامی حکومتیں ہیں اور بظاہر قومی اور فقہی مسلک کی بنیاد پر قائم ہیں مگر باوجود اپنی قوم اور اپنا مسلک کا نام استعمال کرنے کے وہ اپنے سب ہم قوم اور سب ہم مسلک کے لوگوں کو بھی اپنی حکومت کی اجارہ داری میں شامل نہیں کرتیں۔ مثلاً آل سعود کی بادشاہت جو ایک عرب قبیلہ کی بادشاہت ہے اور مذھباً توضحیات سلفیہ کے مسلک پر (جنہیں وہابیہ بھی کہا جاتا ہے) قائم ہے مگر کیا سعودی عرب کی حکومت اپنی تمام عرب قوم کو دولت آل سعودیہ میں برابر کے شریک کرنے کو تیار ہیں اور کیا ہر اہلِ سلفیہ یا وہابی، خواہ کہیں بھی مقیم ہو، حکومت سعودیہ کا برابر کا شہری بن سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسے ہی ایران کی کہنے کو اسلامی حکومت دراصل ایران ہی کے اثنا عشریہ اہل تشیع فرقہ کی حکومت ہے جو فقہہ جعفریہ پر قائم ہے۔ کیا ایران سے باہر کے تمام اثنا عشریہ اس کے مساوی شہری بن کر ان کے تیل کی دولت میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

آج اگر صرف سعودی عرب کی "اسلامی حکومت" اور ایران کی "اسلامی حکومت" اپنے تیل کے ذخائر کی دولت کو اگر وہ واقعی اسلامی حکومت ہے تو ساری دنیا کے مسلمانوں میں حق با حق دار تقسیم کردیں تو مسلمانوں کو دَر دَر کی غیروں سے بھیک مانگنے کی ضرورت نہ رہے۔

ایسی مزعومہ اسلامی حکومتوں کا ساری دنیا کے مسلمانوں کو بلا تفریق رنگ و نسل و فرقہ برابر کا حقِ شہریت دینا تو درکنار یہ حکومتیں اپنے ہی ایک ہم مکتب اور ہم قوم لوگوں کو بھی جو اِن کے ملک کی حدود سے باہر مجبوراً دشمنوں کے خود ساختہ مصنوعی جغرافیائی حدوں میں تقسیم کرنے کی وجہ سے ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں ان کو بھی اپنی دولت اور سلطنت میں شریک کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ حد تو یہ کہ اپنے ملک کے اندر بھی اپنی ہی حکومت میں حقوق کی تقسیم میں برابری کے روادار نہیں۔

ایسے ہی افغان سرداروں اور مَلکوں کی سرداریاں جو پنچایت یا جرگہ یا چند مزعوم شرعی سزاؤں کے تکلف سے قائم ہیں انہیں اسلامی نظام سے تعبیر کرنا یا طالبان کے تشدد کو شریعتِ اسلامی قرار دینا سراسر تعلیم اسلامی کی توہین ہے۔ انہیں تو رسولِ خدا ﷺ نے ملکاً جبریۃً قرار دیا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے یہ سب خود ساختہ نظام کسی طریق سے بھی

اسلامی حکومت یا خلافت راشدہ کے نظام خلافت کی متبادل نہیں ہیں۔ ان تمام مذکورہ بالا نام کی اسلامی حکومتوں سے بالکل جدا اور مختلف مگر عین اور ہو بہو خلافتِ راشدہ اولیٰ کی نہج پر قائم ہونے والی خلافت جو حقیقت میں وہی خلافت ہے جو خلافت علیٰ منہاج النبوت تھی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کی خلافتِ راشدہ بھی خلافت علیٰ منہاج النبوت کے رنگ اور خو بو میں 1908 میں خدا کے اذن سے قائم ہوئی تھی اور اب اسے قائم اور مستحکم ہوئے ٹھیک سو 100 سال کا عرصہ گذرنے پر شکرانے کے طور پر خدا کی حمد وثنا میں جماعت احمدیہ عالمگیر سجداتِ شکر و سپاس بجالا رہی ہے۔ اور آج کے مبارک تاریخ ساز سال سارا عالم احمدیت ایک غیر معمولی جشن تشکر کے جلو میں اپنے خدا کے حضور صبح و مساسجدہ کناں ہے۔

خلافت احمدیہ مسلمہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے متعلق کلام الٰہی یعنی قرآن مجید سے سند حاصل کرنا ہوگا پھر اس کی تشریح اور عملی وجود کی وضاحت کے لئے بانیٔ اسلام حضرت رسول کریم ﷺ کی دی گئی ہدایات کی طرف رجوع کرنا ہوگا کہ آپ ﷺ نے اپنے وصال کے بعد کس نوع کی خلافت راشدہ کے قیام کی بشارت دی اور پھر امت محمدیہ کا ایک لمبا عرصہ اس سے محرومی کا انتباہ فرمایا اور پھر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے پھر سے خلافت راشدہ ثانی کے قیام کی بشارت دی اور پھر کن وجوہ کی بنا پر یہ سمجھا گیا کہ خلافت احمدیہ مسلمہ کا قیام ملکی سیاست سے بالا، کسی دنیوی حکومت کے تعاون کے بغیر، کسی دنیوی حکومت پر جبری تصرف کے بغیر، بغیر کسی جنگ وجدال اور محاذ آرائی کے عمل میں آئے گا۔

پھر قرآن مجید کی مقدس مقدس ترین شہادت کے بعد اور حضرت رسول پاک ﷺ کی عظیم المرتبت پیشگوئیوں کے بعد آپ ﷺ ہی کی قوت قدسیہ اور التفات خسروانہ کے فیض سے پروردہ آپؑ ہی کے روحانی فرزند بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مقدس تحریریں بھی خلافت احمدیہ حقہ کے سمجھنے میں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ کیونکہ آپؑ ہی کے موعود ظہور کے نتیجہ میں آپؑ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ احمدیہ مسلمہ نے وجود میں آنا تھا اور آپؑ ہی کے مقدس ہاتھوں سے اسلام کی احیائے نو ازل سے مقدر تھی اور خلافتِ احمدیہ کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آلہ کار بنایا جانا تھا۔

اسلام میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہونے کا وعدہ قرآن مجید کی سورۃ نور 24:56 میں ہے اور امید ہے کہ یہ مضمون سمجھنے کے لئے فی الحال یہ ایک آیت ہی کفایت کرے گی۔ چنانچہ سورۃ النور کی آیت 56 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O (النّور: ٥٦)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ قیام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا وعدہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور وہی اپنے وعدہ کے مطابق از خود جیسا کہ پہلی امتوں میں خلافت کو قائم کرتا چلا آیا ہے اور اب بھی جب چاہے گا اور جس کو چاہے گا خود ہی اس کو خلیفہ اور اسکی خلافت قائم فرمائے گا اور اس کے سوا کوئی اور انسان خواہ کتنا ہی عظیم المرتبت ہو یا کسی جماعت کا انبوہ کثیر، یا دنیا کی طاقتور حکومت خود خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرنے کی مقدرت نہیں رکھتی ہوگی۔ اس حقیقت کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"سارا عالم مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحب تقویٰ سمجھتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ 2 اپریل 1993)

اور جس چیز کو خدا خود بناتا ہے دنیا کا کوئی انسان یا سب انسان مل کر بھی اس کی مثیل لانے پر قادر نہیں ہوتے اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اس آیت استخلاف کی روشنی میں خدا کی اس عظیم الشان قدرت کا مظہر ہوتی ہے جسے کوئی انسان اکیلا تو کیا دنیا کی سب حکومتیں اور ان کے سب حوالی موالی مل کر بھی اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہ تو اس جیسی خلافت کی مثیل لانے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی ماں نے ایسا لعل جنا ہے کہ وہ خدا کی خلافت حقہ کو عطا کردہ تمکنت اور استحکام کے کس بل کا کوئی توڑ پیدا کر سکے۔

بنا نہیں سکتا اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نُورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

اس آیت کریمہ کے ابتدائی لفظوں میں جن مومنین سے دوبارہ قیام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ ایسے مومنین کو "وہ لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے" کے الفاظ سے مخاطب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جن سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ لوگ مومن تو پہلے ہی سے تھے مگر یہاں ان کے ایمان لانے سے مراد اس خاص قسم کا ایمان کا ہے اور وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر ایمان ہے۔ اگر ان کے دل و دماغ اس مخصوص ایمان سے منور ہوں گے تو ان ہی خاص لوگوں سے، ہر کس و ناکس سے نہیں، قیام خلافت کا خدا تعالیٰ وعدہ کر رہا ہے۔ مگر خدا کے اس وعدہ کا انعام پانے کے لئے صرف اس پر ایمان لانا ہی کافی نہیں ہوگا۔ اس ایمان کے ساتھ خلافت کے تقاضوں کے مطابق مناسبِ حال اعمال کا عمل دخل بھی ضروری ہوگا۔ اور یہ بالکل اسی طرح سے جس طرح سے ابتدائے آفرینش میں خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیفہ کے منصب عالی پر متمکن فرماتے ہوئے سب کے سب جن و اِنس کو حتیٰ کہ ملائکہ کو بھی ایمان لانے کا حکم دینے کے ساتھ حضرت آدم کے پیش فرمودہ ہر امرِ معروف کے سامنے سجدۂ اطاعت بجالانے کا حکم بھی دیا۔ پس عمل صالحہ سے مراد اس آیت کریمہ میں دراصل خلیفۂ وقت کے امرِ معروف کے سامنے سجدہ اطاعت گذارنا ہی ہے۔ اور ایک واجب الاطاعت خلیفہ کی آواز پر ہزار جان سے لبیک کہنے والی جماعت ان دونوں کا نام ہی خلافت ہے۔ اس آیت کریمہ میں ایسی جماعتِ مؤمنین کے ساتھ خلافت کا وعدہ کیا جارہا ہے۔

آیت استخلاف میں جن سابقہ خلافتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن کی مثل اور مشابہہ، مگر اس سے مرتبہ میں بڑھ کر اور بہتر خلافت کا امت محمدیہ سے وعدہ کیا جارہا ہے۔ ایسی سب خلافتوں کی بنیادی اینٹ کسی نبی اور مامور خلیفہ کے بابرکت ہاتھوں سے ہی ہمیشہ رکھی جاتی رہی ہے اور ایسی خلافت کبھی کسی شخصِ واحد، خود ساختہ ادارہ یا حکومت کی رہینِ منت نہیں رہی۔ اس لئے احتیاط کے طور پر امت مسلمہ میں موعود خلافت کے تعلق میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے الفاظ یہ واضح کر دینے کے لئے بار بار لکھے جارہے ہیں کہ مامور خلیفہ ہمیشہ باذن اللہ خدا کی وحی کے ذریعہ مبعوث کیا جاتا رہا ہے۔ وہ خود سے یا کسی کے کہنے کہلانے میں آکر کھڑا ہونے والا نہیں ہوتا۔ اور جسے خدا خود مامور فرماتا ہے اس کے قیام کے لئے آسمان سے اپنے فرشتے نازل فرما کر اسکی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اور پھر اس مؤیدمن اللہ مامور کی قوت قدسیہ کے طفیل قدوسیوں کی جو جماعت تیار ہو جایا کرتی ہے اُن کے بڑوں کو خود اجازت دیتا ہے کہ اب تم اس بات کے اہل قرار دیئے جاتے ہو کہ اپنے مامور امام کی وفات کے بعد، اس مامور کے اعلیٰ مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے اور ان کی تکمیل کے لئے اس کے محبین صادق سے کسی اتقیٰ کو اس مامور کے بطور نمائندہ اور خلیفہ کے طور پر منتخب کرلیں۔ پھر ایسے غیر مامور خلیفہ کے انتخاب کے وقت، محض اپنے فضل سے، قدوسیوں کے پاکیزہ اور مطہر دلوں کو اپنے مقدس ہاتھ میں لے کر، اگرچہ اس سے پہلے ان کا طبعی رجحان ممکن ہے کسی اور شخص کی طرف بھی ہو پھر بھی، اپنے القا کے ذریعہ ایسا تصرف فرماتا

ہے کہ مومنین کے دل اس خاص شخص کی طرف پھر جاتے ہیں جو اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لئے اُس کے علم میں سب سے زیادہ اہل ہوتا ہے۔

ایسے آڑے وقت میں جبکہ جماعت مومنین اپنے محبوب از جان امام کی وفات کے صدمہ سے چُور اور آئندہ نامعلوم خدشات کے بوجھ سے دل گرفتہ ہوتی ہے اور دوسری طرف ان کا دشمن اس بدظنی سے خوشی سے بغلیں بجارہا ہوتا ہے کہ اب کے یہ جماعت گئی ہی گئی۔ کہ اچانک غیب سے خدا کی رحمت اپنے کمزور بندوں کے لئے جوش میں آکر اس خلیفہ کی تائید میں اپنی نصرت کے نشان پر نشان دکھا کر اور اسے اس کی دینی مہمات میں کامیابی پر کامیابی عطا فرما کر مومنین کے دلوں کو ڈھارس اور حوصلہ عطا کرتی ہے اور خلیفۂ وقت کو اس کے اعلیٰ مقاصد میں تمکنت بخشتی ہے اور خلیفۂ وقت اور اس کے متبعین سے خدا کے پیار کا یہ غیر معمولی سلوک دشمن کی توقعات پر بجلی بن کر گرتا ہے اور اس کے زعم باطل کو بھسم کر کے خاک میں ملا دیتا ہے۔

خلافت احمدیہ مسلمہ حقہ کی تائید میں قرآن مجید کی آیت استخلاف پیش کرنے کے بعد اب اس عظیم الشان حدیث کے مضمون اور اس کے مضمرات کی طرف آتے ہیں جس میں حضرت رسول کریم ﷺ نے ایک رنگ میں امت مسلمہ کے روز اول سے روز قیامت تک کی مرحلہ وار مکمل تاریخ یا آپ بیتی بلاکم وکاست بیان فرما کر اُمت پر مزید یہ بہت بڑا احسان فرمایا کہ خلافت راشدہ اولیٰ کی عظمت شان بیان فرما کر دورِ آخریں میں اس نہج پر دوبارہ خلافت کے قیام کی بشارت دیتے ہوئے خلافت حقہ اور اس کے مقابل پر نام نہاد خلافت کے کھوٹے اور کھرے ہونے کی علیحدہ علیحدہ پہچان ایک سچے مسلمان کے لئے بہت آسان فرمادی۔ اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآ ءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً'' عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآاللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تُكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآاللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً'' عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ. (مسند احمد ص ۴/۲۷۳. مشكوة باب الانذار والتحذير)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دوبارہ قائم کئے جانے کی بشارت بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ کا ایک معنی خیز سکوت فرمانا بھی ایک ایسا غیر معمولی اہمیت کا حامل فعل تھا کہ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں تبصرہ کئے بغیر نہ رہ سکے۔ آپ ﷺ کے اس غیر معمولی سکوت میں بھی کئی گہرے امور مضمر ہوں گے جو اپنے اپنے وقت پر آشکارہ ہوتے رہیں گے۔

مگر ایک بات تو واضح ہے کہ سلسلہ ہدایت و رُشد حضرت آدم کی خلافت سے ہوا تھا اور سلسلہ رشد وہدایت کا اختتام بھی بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

جس طرح ابتدائے آفرینش کے سلسلہ نبوت کو خلافت کا نام دیا گیا اسی طرح دورِ آخرین کا آغاز اور اس کی انتہا کی تان بھی جا کر حسب روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خلافت پر ہی جا کر ٹوٹتی نظر آتی

ہے۔

دوسرے یہ کہ دورِ آخرین میں قائم ہونے والی خلافت کا انعام اور اس کی برکات کا سلسلہ صرف خلافت راشدہ اولیٰ کی طرح صرف تیس سال تک ہی محدود نہیں رہنا تھا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خلافت اولیٰ کے متعلق پیش از وقت خدا سے اطلاع پا کر فرمادیا تھا کہ:

"الخلافة ثلاثون عاماً ثم يكون بعد ذلك الملك"۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 220) کہ خلافت راشدہ اولیٰ صرف تیس سال کے اندر اندر خدا کے فضل سے اپنے تمام مقاصد کو پالے گی پھر اس کے بعد ایک لمبا عرصہ کے لئے ملوکیت کا دور مسلط رہے گا۔ مگر دور آخرین کی خلافت کو اپنے تمام مقاصد کی تکمیل کے لئے لمبا عرصہ درکار ہوگا جیسا کہ سورۃ الفتح 48:30 سے واضح ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پلان تدریجاً بدرِ کامل کے مراحل طے کر پائیگا۔ اور دورِ آخرین کی خلافت کی مزید تفصیلات جاننے کے لئے آپ ﷺ کے پیارے مہدی، اس وقت کے امام الزماں اور المسیح الموعود آپ ﷺ ہی کی قوت قدسیہ سے فیض پا کر اپنے متبعین کو مطلع فرمائیں گے۔ چنانچہ اس تعلق میں اب ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس تحریرات اور مبارک ملفوظات کی طرف رجوع کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہاں آپؑ کو خدا تعالیٰ نے دور آخرین کی خلافت جسے ہم خلافتِ احمدیہ کے نام سے جانتے ہیں کے متعلق کیا تفہیم بخشی ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک کلام سے جماعت احمدیہ میں قائم ہونے والی خلافت کے متعلق جستہ جستہ چند اقتباسات پیش ہیں:

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اور اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اَشرف و اَولیٰ ہیں، ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ. اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا نبیوں اور رسولوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راست بازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے 1) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ 2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی ..... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو

اب ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی .... وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے .... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے ..... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔" (رسالہ الوصیت صفحہ 6-10، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-307)

خلافت احمدیہ مسلمہ حقہ کے عظیم مقاصد کو واضح کرنے کے لئے دور آخریں کے امام آخرالزمان اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بنیادی اغراض و مقاصد کو الم نشرح اور عین مناسب حال خدا تعالیٰ کی طرف سے جن القابات اور خطابات سے نوازا گیا ہے ان خاص مقدس ناموں میں "المھدی المعہود" کے لقب کے بعد سب سے زیادہ معروف خطاب "المسیح الموعود" کا مبارک خطاب ہے۔اس خطاب کی وجہ سے جماعت احمدیہ مسلمہ کے خلفاء بھی "خلیفۃ المسیح" کے مبارک خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

"مسیح موعود" کا خطاب اور پھر "مسیح موعود" کے خلیفہ اور جانشین کے لئے "خلیفۃ المسیح" کا خطاب اس بات کی علی الاعلان ضمانت دے رہا ہے کہ یہ مسیح محمدی، اور اس کا خلیفہ "خلیفۃ المسیح" اور ایسے خلیفہ کے سب مبائعین ہر قسم کی ادنیٰ سیاسی مقاصد سے بالاتر ہیں۔نہ ہی ان کا تعلق کسی ملکاً عاضاً سے ہے نہ ہی کسی "ملکاً جَبْریۃً" کو کسی خاطر میں لانے والے ہیں، ان کا کسی زمینی بادشاہت سے تعلق نہیں۔ان کی بادشاہت آسمانی بادشاہت ہے اور یہ اپنے ہم صفات حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوۃ والسلام کی خُوبُو پر اسلام کی اعلیٰ اقدار کو بغیر کسی جبر و اکراہ کے قائم کرنے والی خلافت ہے۔

اب بالآخر خلاصۃً خلافت احمدیہ مسلمہ حقہ کا تعارف یہ ہے کہ نبی کا سب سے بڑا کام توحید کی تخم ریزی ہے۔اور اس نبی کے خلیفہ اور جانشین کا اوّلین فریضہ یہ ہوتا ہے کہ اس توحید کے بیج کی آبیاری کرے۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سورۃ النور کی آیت استخلاف کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"نبوت کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہے۔چنانچہ خلافت حقہ کی بھی یہی نشانی رکھی گئی ہے کہ اس کا آخری مقصد توحید کا قیام ہوگا "۔
(اردو ترجمہ قرآن مجید صفحہ ٦٠٦)

یہ ہمارے دل سے نکلی ہوئی دعا، اور ہمارا پختہ ایمان اور یقین ہے کہ توحید کے قیام سے ہی بالآخر پھر ساری دنیا محسن انسانیت سید ولد آدم حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے آ کر دین واحد پر انشاء اللہ العزیز جمع ہو کر رہیگی۔

ان اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے خلافت احمدیہ مسلمہ حقہ جو طریق کار اختیار کر رہی ہے اور کرتی رہیگی وہ بانی احمدیت علیہ الصلوۃ و السلام کے الفاظ میں یہ ہیں۔

" سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے "۔(رسالہ الوصیت صفحہ ۸ روحانی خزائن جلد ۲۰)

خلافت خامسہ کی فتوحات

مکرم فراست احمد راشد صاحب
متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ

وہ جو سالاری دیں پہ مامور ہے
ساتھ اس کے خدا ہے وہ مسرور ہے

نورؓ، محمودؓ، ناصرؒ و طاہرؒ کے بعد
جانشینِ مسیحؑ ابن منصورؒ ہے

خدائے ذوالعجائب، سچے وعدوں والے خدا کے احسانات اس قدر جماعت احمدیہ پر ہیں جن کا تصور کر کے ہماری ناقص عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اور پھر ہمارے وجودوں کا ذرہ ذرہ خدا کی حمد وثنا اور اس کے شکر کے ترانے گانے لگتا ہے۔ وہ آواز جو قادیان کی گمنام بستی سے اٹھی تھی اب شش جہات میں بجلی کی سی تیزی کے ساتھ پھیلتی چلی جارہی ہے۔ آج جماعت احمدیہ جو ترقیات کے سنگ میل طے کررہی ہے تو یہ محض خلافت ہی کی برکات ہیں جن سے ہم بہرہ ور ہورہے ہیں۔ آج سے ایک صدی قبل حضرت امام الزماں مہدی دوراںؑ سے خدا تعالیٰ یوں گویا ہوا۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَامَسْرُوْرُ۔ کہ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہمارے پیارے امام قدوسیوں کے سردار حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتِ والاصفات میں اپنی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے اور خلافت خامسہ کے دورِ مبارک میں ہونے والی غیر معمولی ترقیات ہمارے امام ہمام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی معیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خلافت خامسہ کا اغاز ہی جماعت احمدیہ کے لئے ترقیات لامتناہی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ عیسائیت کے ظلمت کدہ میں اللہ مساجد کی تعمیر کے ذریعہ سے طاغوتی طاقتوں کو شکست دینے کی ایک مہم کا آغاز کر دیا گیا۔ جن کا مختصر سا خاکہ زیر نظر مضمون میں پیش کیا جارہا ہے۔

قدرت ثانیہ کے دور خامس کا مبارک آغاز

22/اپریل 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وصال ہوا۔ وصال پر تین دن مکمل ہو رہے تھے اور ایک جم غفیر ایک خاص اعلان کی ساعت کے لئے مضطرب تھا۔ کہ اچانک لندن میں گیارہ بج کر چالیس منٹ پر مکرم ومحترم عطاء المجیب صاحب راشد سیکرٹری مجلس انتخاب خلافت ایم ٹی اے کی پردۂ سکرین پر نمودار ہوئے اور اعلان فرمایا کہ مجلس انتخاب خلافت نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خلیفۃ المسیح الخامس منتخب کیا ہے۔ اس آواز نے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا کیا جو اس نے اپنی پیاری جماعت کے ساتھ کیا تھا کہ:

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ

اور اپنے مسیح کو جو الہام دسمبر 1907ء میں فرمایا تھا کہ:۔

''میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں، اِنِّیْ مَعَکَ یَامَسْرُوْرُ یعنی اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔''

بڑی شان وشوکت کے ساتھ پورا فرمایا۔ اور اس طرح خلافت خامسہ کے بابرکت دور کا آغاز ہوا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا پہلا خطاب عام (مورخہ 22/ اپریل 2003ء)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر سا خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آجکل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین''

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 25/ اپریل 2003ء)

خلافت خامسہ کا قیام کیا تھا خدائی وعدہ کے صدق و وفا کا ایک نمونہ تھا کہ جو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو دکھایا تھا اور پھر یہ نشان عظیم اپنے ساتھ ہزار ہا برکات لے کر آیا کہ جس کا اعتراف اپنے تو اپنے غیر بھی کرنے سے انکاری نہیں۔

یہ خلافت خامسہ کی ہی برکت ہے کہ خلیفہ وقت کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ ساتھ کا ساتھ زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ ہی اس کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔ پھر اسی طرح گذشتہ خلفاء کے ارشادات بھی زیر طبع لائے جا رہے ہیں۔ اور ان کے ارشادات سے دنیا کا متمتع کیا جا رہا ہے۔ دنیا جہاں میں جماعتی ترقی روحانی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں سے ان برکات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

خلافت خامسہ کے ظہور کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کو بالکل ویسی ہی محبت مظہر خلافت خامسہ سے ہو گئی جیسا کہ اس کے قبل خلفاء سلسلہ کے ساتھ تھی اور اس کی مثالیں ہم اپنے ماحول کثرت کے ساتھ پاتے ہیں۔

روحانیت میں ترقی اور خلیفہ وقت سے محبت کے نظارے

جہاں خلافت کی اور بہت سی برکات ہیں وہیں پر یہ برکت بھی ہے کہ اس کے ذریعہ لوگ روحانیت میں ترقی کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ خلافت خامسہ میں بھی یہ نظارے ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں اور یہ ان برکات میں سے ایک برکت ہے کہ جو خلافت سے ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ ایک پیارا اور سخی وجود ہمارے لئے ابر باراں کی طرح ہمارے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

گزرے حاتم کی سخاوت کا کِیا کرتے ہیں ذکر
وقت کے حاتم کی خود ہم نے سخاوت دیکھ لی

اب ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اپنے الفاظ میں ان عقیدت رکھنے والے نفوس کا تذکرہ پیش کرتا ہوں جو محبت خلافت میں کمال درجے تک بڑھے ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اب افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ائرپورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعے سے گئے تھے تو وہاں لوگ اردگرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر

اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتا تا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردد کوئی دنیا داری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 10 تا 17 جون 2005ء)

''یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کر مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 10 تا 17 جون 2005ء)

اسی طرح بیان فرماتے ہیں:۔

''جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی میں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا دنیا دکھاوے کے لیے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگا لے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے، کسی کے کہنے پہ تو نہیں آ سکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے اردگرد

لوگ جو اکٹھے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچے کو اس لیے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفۂ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لے کر آئے ہو۔''

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 20)

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے۔ آج پوری دنیا میں سوائے اس جماعت کے اور کہیں یہ اظہار نہیں مل سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اس دور میں یہی نشان کافی ہے لیکن 'گر دل میں ہو خوفِ کردگار'۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی جماعت کو جب اگلے جہان میں جنت کی بشارت دیتا ہے تو اس کے نظارے صرف بعد میں ہی کروانے کے وعدے نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں بھی اخلاص، وفا اور پیار کے نمونے دکھا کر آئندہ جنتوں کے وعدوں کو مزید تقویت دیتا ہے۔ اس کے نظارے روزانہ ڈاک میں آجکل میں دیکھ رہا ہوں۔ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفۂ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے۔ ایک بجلی کی رو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں۔ الحمدللہ، الحمدللہ۔''

(خطبات مسرور جلد نمبر 1 ,2003ء صفحہ 17)

''اسی طرح فرانس کا جلسہ بھی اپنے لحاظ سے الحمدللہ بہت کامیاب تھا۔ یہاں کے کارکنان بھی شکریہ کے مستحق ہیں اور یہاں کے جلسے کی جو سب سے بڑی خوبی تھی وہ یہ ہے کہ یہاں کافی بڑی تعداد ایسی ہے۔ جو غیر پاکستانی احمدیوں کی ہے جن میں افریقہ، الجیریا، مراکو فلپائن وغیرہ کے لوگ شامل ہیں اور سب نے اسی جوش و جذبہ سے ڈیوٹیاں ادا کی ہیں اور بڑی خوش اسلوبی سے ادا کی ہیں اور اس طرح ادا کر رہے تھے جس طرح بڑے پرانے اور ایک عرصہ سے تربیت یافتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں برکت عطاء فرمائے۔ ان لوگوں کی بھی خلافت اور جماعت سے محبت ناقابل بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہے اور اثبات قدم عطا فرمائے۔''

(خطباب مسرور جلد اوّل صفحہ 322)

''انڈونیشینز کا میں ذکر کر رہا تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اللہ تعالیٰ۔ اور ہر جگہ یہی نظارے دیکھنے میں آئے ہیں خطبہ کے بعد جس میں خطبہ کا ذکر کر رہا تھا سنگاپور کے، آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگ کر روتے تھے یہ لوگ۔ اور اس بات پر قائم تھے کہ اللہ تعالیٰ انکی حالت بدلے گا۔ اور وہ مزید تائیدات کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاءاللہ

سنگاپور میں ملائیشیا اور انڈونیشیا کے علاوہ جنکی بڑی تعداد وہاں آئی ہوئی تھی بعض دوسرے ملکوں کے بھی چند لوگ آئے تھے، فلپائن، کمبوڈیا، پاپوانیو گنی، تھائی لینڈ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے والے تھے۔ بعض چند سال پہلے کے احمدی تھے، مرد بھی اور خواتین بھی۔ لیکن خلافت سے تعلق اور وفا کے جو اظہار تھے وہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ وہاں آنے کا بھی کافی خرچ انکو کرنا پڑا، کافی دور کے بھی علاقے ہیں، کرایہ خرچ کر کے آئے تھے، ٹکٹ وغیرہ کافی مہنگا ہے۔ ان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ وہ خدا کے گروہ ہیں جنکو خدا آپ سنبھال رہا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 19 مئی 2006ء بیت الفتوح لندن)

تحریکات خلافت خامسہ

فتوحات میں سے ایک چیز تحریکات بھی ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے افراد جماعت میں ایک خاص جوش وجذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ زیادہ کوشش سے خدا تعالیٰ کے پاک راستے میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مرزا مسرور احمد صاحب مورخہ 22 اپریل 2003ء کو خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے دور کی متعدد بابرکت تحریکات میں سے صرف چند ایک بالاختصار تحریر ہیں۔

1- دعوت الی اللہ کے لئے عارضی وقف کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جون 2004ء میں فرمایا۔

''دنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کرلے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے''۔

(مشعل راہ جلد پنجم (حصہ دوم)۔ص 28)

2- زیادہ سے زیادہ وصایا کرنے کی تحریک

حضورؓ نے یکم اگست 2004ء جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر فرمایا:۔

''چونکہ 2005ء میں نظام وصیت کے سو سال پورے ہو جائیں گے اس لئے کم از کم پچاس ہزار وصایا ہو جائیں۔ اس طرح 2008ء تک خلافت جوبلی کے اظہار خوشنودی کے طور پر لازمی چندہ دہندگان میں سے کم از کم پچاس فیصد موصی ہو جائیں۔''

(مشعل راہ جلد پنجم (حصہ دوم)۔ص 79,78)

اس تحریک پر بھی افراد جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور محض خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کی رپورٹ کے مطابق اس وقت تک آخری مسل 71 ہزار 700 ہو چکی تھی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

صد سالہ خلافت جوبلی

2008ء میں خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر استحکام خلافت اور اظہار خوشنودگی کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء میں مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ اور اس صد سالہ خلافت جوبلی کے لئے ایک روحانی پروگرام عطا فرمایا۔ اس کی تفصیل تحریر ہے۔

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جائے۔
2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔
3۔ سورۃ فاتحہ، (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)
4۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِی نُحُوْرِ ھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ. (روزانہ کم ازکم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ:۔اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ (روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ:۔میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ اور آپ کی آل پر۔

9۔ مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم ازکم 33 مرتبہ پڑھیں)

(ماہنامہ ''خالد'' جولائی 2005ء)

مختصر تذکرۂ فتوحات

اب ذیل میں چند اہم فتوحات کا تذکرہ جلسہ سالانہ کی رپورٹس کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔ پھر چند ایک فتوحات جو کہ خاص سال سے تعلق رکھتی ہیں کا ذکر سال کی ترتیب سے ہوگا۔

نئے ممالک میں جماعت کا پودا

2003ء کیوبا۔ نیز جزیرہ MARTNIQUE اور PERU میں پھل حاصل ہوئے مگر با قاعدہ جماعت کا قیام عمل میں نہ آیا۔

2004ء 2 نئے ممالک (سینٹ کٹس اور مارٹینق) ہیں جن کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روشنی کو قبول کی توفیق ملی۔

2005ء تین نئے ممالک میں احمدیت کا پودا لگا۔ جبرالٹر (Gibralter)، بہاماز (Bahamas) سینٹ ونسنٹ (Saint Vincent)۔

2006ء 4 نئے ممالک میں احمدیت کا پھل لگا۔ ان ممالک میں اسٹونیا (Estonia) انٹی گوا، برموداا اور بولیویا شامل ہیں۔

2007ء 4 نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ جن میں گواڈے لوپ (Guadeloupe)، سینٹ مارٹن (Saint Marten)، فرنچ گیانا (French Guyana) اور ہیٹی (Haiti) شامل ہیں۔

نئی جماعتوں اور مقامات پر جماعت کا قیام

(یہ اعداد وشمار پاکستان کے علاوہ ہیں۔)

2003ء 518 نئی جماعتیں اور 452 مقامات۔ مجموعی طور پر 1060 نئے علاقوں میں جماعت کا نفوذ ہوا۔

2004ء 354 نئی جماعتیں، 188 نئے مقامات۔ ٹوٹل 542 نئے علاقوں پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔

2005ء 488 نئی جماعتیں، 497 نئے مقامات۔ مجموعی طور پر 985 علاقوں پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔

2006ء 945 نئی جماعتیں، 589 نئے مقامات۔ ٹوٹل 1534 نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

2007ء 653 نئی جماعتیں، 631 نئے مقامات۔ ٹوٹل 1286 نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

پھلوں کا حصول

2003ء

2004ء 231 قوموں کے تین لاکھ چار ہزار نو سو دس (304910) افراد نے احمدیت میں شمولیت کی توفیق پائی۔

2005ء امسال109 ممالک کی290 قومیتوں سے تعلق رکھنے والے 2لاکھ 9ہزار799افراد نے قبولیت احمدیت کی توفیق پائی۔

2006ء امسال 102 ممالک سے270 قوموں کے 2لاکھ93ہزار881افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

2007ء امسال146 ممالک سے365 قوموں کے 2لاکھ 61ہزار969افراد کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

بیوت الذکر

2003ء 226مساجد جماعت کو حاصل ہوئیں۔121 نئی تعمیر کی گئی اور105 بنی بنائی عطا ہوئیں۔۔

2004ء 74نئی اور88بنی بنائی۔اس طرح ٹوٹل162

2005ء 184 نئی،135بنی بنائی ہوئی بیوت الذکر۔ٹوٹل 319

2006ء 171نئی جبکہ188بنی بنائی ہوئی بیوت الذکر۔ٹوٹل 359

2007ء 169نئی جبکہ130بنی بنائی ہوئی بیوت الذکر۔ٹوٹل

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز

2003ء 281نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔نیز ''بستان احمد'' اور ''باغ احمد'' بھی اسی سال میں حاصل ہونے والی برکات ہیں۔

2004ء 159 کا اضافہ ہوا۔

2005ء 189 کا اضافہ ہوا۔

2006ء 96 کا اضافہ ہوا۔

2007ء 186 کا اضافہ ہوا۔

قرآن کریم

2003ء سپین میں بولی جانے والی زبان ''کتلان'' میں پہلی بار مکمل ترجمہ شائع ہوا۔ برمی، تھائی اور جاونیز Javanes (انڈونیشیا کی زبان) میں دس دس پارے کے ترجمے شائع ہوئے۔

2004ء ہندوستان کی زبان کنڑ ڈا زبان میں ترجمہ طبع ہوا۔Kannada کی زبان میں ترجمہ شائع ہوا۔

2005ء 2تراجم کا اضافہ ہوا۔(1) کریول، ماریشس کی زبان (2)ازبک زبان

2006ء ایک ترجمہ کا اضافہ ہوا جبکہ تھائی لینڈ کی زبان تھائی میں ترجمہ قرآن کی دوسری جلد (پارہ نمبر11 تا20) شائع کی گئی۔

2007ء برکینا فاسو کی زبان مورے اور گیمبیا کی تین زبانوں میں ترجمہ شائع کیا گیا۔

دیگر لٹریچر کی اشاعت

2003ء ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا چیک زبان میں ترجمہ کروایا گیا۔ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دس جلدوں کو پانچ جلدوں میں شائع کروایا گیا۔16 زبانوں میں 66 کتب و فولڈرز تیار کروائے گئے۔رقیم پریس اسلام آباد سے امسال100229 جبکہ افریقہ کے پریسوں سے100270 کی تعداد میں کتب و جرائد شائع ہوئے۔

2004ء 26زبانوں میں 84 نئی کتب اور فولڈرز تیار ہوئے۔رقیم پریس سے اسلام آباد سے 2لاکھ 10 ہزار جبکہ افریقہ کے پریسوں سے 2لاکھ 71 ہزار کتابیں اور پمفلٹ شائع ہوئے۔

2005ء 18زبانوں میں58 کتب اور فولڈرز تیار ہوئے۔رقیم پریس اسلام آباد برطانیہ سے 2لاکھ 11 ہزار کی تعداد میں لٹریچر شائع ہوا۔جبکہ افریقہ کے پریسوں سے 3لاکھ سے 9ہزار500 کی تعداد میں لٹریچر شائع ہوا۔

2006ء مختلف زبانوں میں 74 کے قریب تیار کئے گئے۔

2007ء مختصر زبانوں میں لٹریچر اور فولڈر شائع کئے گئے۔ نیز مختلف کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ شائع کیا گیا۔

نمائش و بک سٹال

2003ء 174 نمائشوں اور 755 بک سٹال اور بک فیئرز کا انعقاد کیا گیا۔ ان کے ذریعے بالترتیب اندازاً 1 لاکھ 73 ہزار اور 5 لاکھ 3 ہزار افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ الحمدللہ

2004ء 252 نمائشوں کے ذریعہ سے 5 لاکھ 13 ہزار افراد تک جبکہ 2 ہزار 936 بک سٹالز میں حصہ لے کر 10 لاکھ 40 ہزار افراد تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔

2005ء 257 نمائشوں کے ذریعہ سے پانچ لاکھ زائد جبکہ 2 ہزار 755 بک سٹالز اور بک فیئرز کے ذریعے 19 لاکھ افراد تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔

2006ء 267 نمائشوں کے ذریعہ سے 2 لاکھ 71 ہزار افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

2007ء 273 نمائشوں کے زریعہ 3 لاکھ سے زائد جبکہ 2 ہزار 861 بک سٹالز اور 55 بک فیئرز کے ذریعہ 8 لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

دیگر ٹی وی اور ریڈیو پروگرامز

2003ء امسال 1022 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ قریباً 1440 گھنٹے وقت ملا اور 3 کروڑ 20 لاکھ افراد تک پیغام اسلام پہنچا۔

2004ء جماعت کو 1227 گھنٹے تک ٹیلیویژن پروگرام پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

2005ء ایم ٹی اے کے علاوہ ٹیلی ویژن چینلز پر ایک ہزار 86 ٹی وی پروگرامز کے ذریعہ 805 گھنٹے کا جماعت کو وقت ملا۔ یہ پروگرامز اندازاً 7 کروڑ افراد نے دیکھے۔

2006ء ایم ٹی اے کے علاوہ دوسرے ٹیلی ویژن چینلز پر ایک ہزار 243 ٹی وی پروگرام دکھائے گئے جو 508 گھنٹے پر مشتمل تھے۔ اس کے ذریعہ 7 کروڑ افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔ ریڈیو پروگرام بھی 12 ہزار 249 گھنٹے پر مشتمل ہیں۔ ان کے ذریعہ سے 5 کروڑ افراد تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔

2007ء ایم ٹی اے کے علاوہ دوسرے ٹیلی ویژن چینلز پر ایک ہزار 398 پروگرامز کے ذریعہ 813 گھنٹے وقت ملا۔ اور اس ذریعہ سے 8 کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔ مختلف ممالک کے ریڈیو سٹیشنز پر 11 ہزار 873 گھنٹوں پر مشتمل 6 ہزار 664 پروگرامز نشر ہوئے جس کے ذریعہ سے 6 کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

دیگر برکات سال کی خصوصیت کے لحاظ سے

2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کے مطابق جامعہ احمدیہ کی بلڈنگ تعمیر کی گئی۔ امسال اس کی تکمیل ہوئی۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے 12 ممالک میں 36 ہسپتال اور کلینک مصروف خدمت ہیں۔ نیز 8 ممالک میں 373 ہائر سیکنڈری سکولز، جونیئر سکولز، پرائمری سکولز اور نرسری سکولز کام کر رہے ہیں۔

ایم ٹی اے: 23 جون 2003ء سے Asia Sat 3 کے ذریعے سے MTA کی نشریات کا آغاز ہوا۔

اخبارات میں کوریج: امسال 228 اخبارات میں جماعت کے آرٹیکل شائع ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب کو انڈیکس کے ساتھ DVD پر محفوظ کیا گیا۔ چند ایک کتابیں اردو اور انگریزی زبان میں آڈیو CD پر محفوظ کی گئیں۔

قرآن کریم ترجمہ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی آڈیو CD، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سوال و جواب کی CD نیز ترجمۃ القرآن کی 65 کلاسوں کی آڈیو CD تیار کی گئی ہے۔

2004ء

وقف نو: 2000 کا اضافہ ہوا ہے اس طرح 28 ہزار 300 سے زیادہ تعداد ہو چکی ہے۔

ہومیو پیتھک: 55 ممالک میں 632 شفاخانے اور کلینک کام کر رہے ہیں۔ امسال 1 لاکھ 57 ہزار سے زائد لوگوں کا مفت علاج کیا گیا۔ ان میں 26 ہزار سے زائد لوگ غیر از جماعت بھی تھے۔

2005ء

انٹرنیٹ: عربی زبان میں جماعت کبابیر کی تیار کردہ پہلی ویب سائٹ شروع ہوئی۔

وقف نو: 3 ہزار 689 نئے واقفین کا اضافہ ہوا ہے۔

ہومیو پیتھی: طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ سے ایک لاکھ 2 ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔ 40 ہزار سے زائد غیر از جماعت تھے۔

ہیومینیٹی فرسٹ: انڈونیشیا، انڈیا اور سری لنکا میں تقریباً 9 لاکھ ڈالرز اکٹھے خرچ کئے گئے۔ 2 لاکھ 85 ہزار کلوگرام کا سامان بھجوایا گیا۔ 43 مچھیروں کو نئی یا مرمت شدہ کشتیاں دی گئیں۔ 400 طلباء کو انڈونیشیا میں کتابیں دی گئیں۔

نظام وصیت: امسال 16148 نئے موصیان کی درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔

2006ء

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ: فضل عمر ہسپتال ربوہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی نئی عمارت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بن گئی۔

ہومیو پیتھی: امسال 31 ڈسپنسریاں سے 37 ہزار 412 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ طاہر ہومیو پیتھک ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ایک لاکھ 21 ہزار 390 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

2007ء

وقف نو: امسال ایک ہزار 621 کا اضافہ ہوا۔ کل تعداد 34 ہزار 811 ہو گئی ہے۔

ہیومینیٹی فرسٹ: کشمیر کے زلزلہ زدگان کے لئے 26 ہزار کلوگرام وزن پر مشتمل سامان مہیا کیا گیا۔ پھر مظفر آباد کے ہسپتال کے لئے ساڑھے چھ لاکھ پونڈ کی مالیت سے ایک جدید ترین ریڑھ کی ہڈی کے علاج کے لئے نیورو سرجن کو ایک یونٹ لگا کر دیا گیا۔

اب اسی سے ہے وابستہ فتح و ظفر
ساتھ تائیدِ حق اس کے بھرپور ہے

دورِ خلافت خامسہ پر ایک اجمالی نظر

(یہ اعداد و شمار مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شائع کردہ کتاب ''معلومات'' سے اخذ کئے گئے ہیں۔)

22/اپریل 2003ء: بیت الفضل لندن میں نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس ہوا اور لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات (پاکستانی وقت کے مطابق 23/اپریل 2003ء کو صبح 3:40 بجے) حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلیفہ

منتخب ہونے کا اعلان ہوا۔

25/اپریل2003ء :حضورانور نے پہلا خطبہ بیت الفضل لندن سے دیا۔

3 مئی2003ء بروز ہفتہ:حضورانور نے پہلی چلڈرن کلاس لی۔

6 تا8جون2003ء:خلافت خامسہ کی پہلی مشاورت جرمنی میں منعقد ہوئی۔

7جون2003ء:حضورانور نے چلڈرن کلاس میں بچوں سے خطاب کرتے ہوئے ربوہ کے اطفال کے نام اپنا پہلا پیغام دیا۔

26جولائی2003ء:طاہر فاؤنڈیشن کا قیام فرمایا۔

14 تا16/اگست2003ء :خلافت خامسہ کی پہلی صنعتی نمائش خدام الاحمدیہ پاکستان منعقد ہوئی۔

19/اگست2003ء :حضورانور اپنے پہلے غیر ملکی دورہ پر19/اگست2003ءکولندن سے روانہ ہوکر20 تاریخ کو بذریعہ بیلجیم جرمنی پہنچے اور8 ستمبر کوفرانس سے لندن واپس تشریف لے آئے۔

22 تا24/اگست2003ء :خلافت خامسہ کا پہلا جلسہ جرمنی میں منعقد ہوا۔

7 ستمبر2003ء :کومسی ساگا کینیڈا میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کا افتتاح ہوا۔

12 ستمبر2003ء:حضورانور نے ڈاکٹرز،وکلاءاور ٹیچرز کو وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔

21 ستمبر2003ء بروز اتوار:حضورانور کے دور میں آئرلینڈ نے اپنا دوسرا جلسہ سالانہ منعقد کیا۔

3/اکتوبر2003ء :حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ذریعہ بیت الفتوح کا افتتاح فرمایا۔

13 مارچ2004ء تا13/اپریل2004ء:حضورانور نے اپنا پہلا دورہ مغربی افریقہ فرمایا۔اور درج ذیل ممالک میں تشریف لے گئے۔ غانا، بورکینافاسو،بینن،نائیجیریا۔ان ممالک میں سے بورکینا فاسو اور بینن وہ ممالک ہیں جہاں پر پہلی دفعہ کسی خلیفۃ المسیح کے مبارک قدم پڑے۔

19مارچ2004ء :غانا سے براہ راست کسی بھی خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ نشر ہوا۔

22مارچ2004ء :حضورانور نے غانا میںWA میںLIMAMYIRI کے مقام پر نوتعمیر شدہ بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔

25مارچ2004ء بروز جمعرات :حضورانور بورکینا فاسو پہنچے۔

26مارچ2004ء :بورکینا فاسو میں کسی بھی خلیفۃ المسیح کا پہلا خطبہ جمعہ تھا۔یہ خطبہMTA پر ٹیلی فون لائن کے ذریعہ نشر کیا گیا۔

26 تا28مارچ2004ء :خلافت خامسہ کی پہلی مشاورت پاکستان میں ربوہ میں ہوئی۔

31مارچ2004ء :حضورانور نے بیت ھدیٰ(Kaya) کا بورکینا فاسو میں افتتاح فرمایا۔

3/اپریل2004ء :احمدیہ ہسپتال واگا ڈوگو بورکینا فاسو کا افتتاح فرمایا۔

4/اپریل2004ء :حضورانور بینن پہنچے۔

5/اپریل2004ء :حضورانور نے بیت احمدیہPortonovo کا سنگ بنیاد رکھا۔

7/اپریل2004ء :احمدیہ بیت الذکر''بیت العافیہ''کا سنگ بنیاد رکھا۔

7/اپریل2004ء :حضورانور نے بینن کے جلسہ میں شرکت فرمائی۔822لوگوں نے حضورانور کے ہاتھ پر اجتماعی بیعت کی۔

9/اپریل2004ء :حضورانور نے بیت التوحید کا افتتاح فرمایا۔

11/اپریل2004ء :حضورانور نائیجیریا کے دورے کے لئے تشریف لے گئے۔

11/اپریل2004ء :حضورانور نے نائیجیریا میں حافظ کلاس کے ہوسٹل کی بنیاد رکھی۔

22/اپریل2004ء :ایم ٹی اے ٹو(MTA2) کا آغاز ہوا۔

21جون تا5جولائی2004ء :حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا پہلا دورہ کینیڈا فرمایا۔

25جون2004ء :حضور انور نے کینیڈا میں بمقام مسی ساگا اونٹاریو سے اپنا پہلا خطبہ بحیثیت خلیفۃ المسیح فرمایا۔کینیڈا کے وان شہر کی چابیاں حضور انور کو پیش کی گئیں۔

2004ء :دورہ یورپ میں آپ ہالینڈ، بیلجیم، جرمنی، سوئٹزرلینڈ کے ممالک میں تشریف لے گئے۔

یکم اکتوبر2004ء :حضور انور نے برمنگھم(U.K) میں بیت کا افتتاح فرمایا۔

5نومبر2004ء :حضور انور نے دفتر اوّل کے مجاہدین کے کھاتوں کو زندہ رکھنے کی تحریک۔

5نومبر2004ء :حضور انور نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے دفتر پنجم کا آغاز فرمایا۔

یکم جنوری2005ء سے **16جنوری2005**ء :حضور انور نے اپنا پہلا دورہ سپین فرمایا۔

9جنوری2005ء :حضور انور نے سپین کے ملک کے بچوں کی کلاس لی۔

11جنوری2005ء :سپین کے ہمسایہ ملک جبرالٹر کے لئے حضور انور روانہ ہوئے۔

28جنوری2005ء :حضور انور نے سپین میں وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔

18فروری2005ء :حضور انور نے تمام دنیا کی جماعتوں کو انٹرنیٹ پر نظر رکھنے اور اس پر اسلام اور آنحضورؐ پر ہونے والے گندے اعتراضات کا جواب دینے کی تحریک فرمائی۔

26/اپریل2005ء سے **25 مئی2005**ء :حضور انور نے پہلا مشرقی افریقہ کا دورہ تک فرمایا۔اور کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا کے ممالک میں تشریف لے گئے۔

27مئی2005ء :خطبہ جمعہ کے دوران خلافت جوبلی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

3جون2005ء :خطبہ جمعہ کے دوران مریم شادی فنڈ، بیت ویلنسیا اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے مالی تحریکات فرمائیں۔

24/اگست2005ء :جرمنی (ورزبرگ) میں بیت العلیم کا افتتاح فرمایا۔

24/اگست2005ء :جرمنی (آفن باخ) میں بیت الجامع کا سنگ بنیاد رکھا۔

25/اگست2005ء :جرمنی(Bensheim) میں بیت بشیر کا سنگ بنیاد رکھا۔

6ستمبر2005ء :ڈنمارک کے دورے کے لئے تشریف لے گئے۔

7ستمبر2005ء :ڈنمارک کے شاہی چرچ کے اہم مذہبی رہنما آرچ بشپ سے ملاقات کی۔

11ستمبر2005ء :حضور انور سویڈن کے دورے کے لئے روانہ ہوئے۔

16ستمبر2005ء :سکینڈے نیوین ممالک کا جلسہ شروع ہوا۔

یکم اکتوبر2005ء :حضور انور نے جامعہ احمدیہ U.K کا افتتاح فرمایا۔

2005ء:نظام وصیت کے نظام کو قائم ہوئے ۱۰۰ سال مکمل ہوئے۔

7/اکتوبر2005ء :مونگ (منڈی بہاؤالدین) میں احمدیہ بیت الذکر میں فجر کی نماز کی ادائیگی کے وقت نامعلوم افراد نے فائرنگ کے ذریعہ 8 احمدیوں کو شہید کر دیا۔

11نومبر2005ء :حضور انور نے انصاراللہ U.K کے خرچ سے تعمیر ہونے والی بیت الناصر ہارٹلے پول کا افتتاح فرمایا۔

28 نومبر2005ء : حضور انور ماریشس پہنچے۔

29 نومبر2005ء : ماریشس میں حضور انور نے صدر مملکت سے ملاقات کی۔

2 دسمبر2005ء : ماریشس کے جلسہ سالانہ میں حضور انور نے شرکت فرمائی۔

11 دسمبر2005ء : حضور انور بھارت تشریف لائے۔

12 دسمبر2005ء : حضور انور نے بھارت کے سپیکر نیشنل اسمبلی سے ملاقات فرمائی۔

15 دسمبر2005ء : خلافت کے بعد حضور انور پہلی دفعہ قادیان تشریف لے گئے۔

26 دسمبر2005ء : حضور نے جلسہ سالانہ قادیان میں افتتاحی خطاب فرمایا۔

جنوری2006ء: حضور انور نے جامعہ احمدیہ قادیان کی صد سالہ جوبلی میں شرکت فرمائی۔

8 جنوری2006ء : حضور انور ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

10 فروری2006ء : خطبہ جمعہ میں حضور انور نے نوجوانوں کو جرنلزم میں آنے کی تحریک فرمائی۔

4/اپریل2006ء تا15 مئی2006ء : حضور انور نے اپنا پہلا مشرق بعید کا دورہ فرمایا۔ اور سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ اور جاپان کے ممالک میں تشریف لے گئے۔

5/اپریل2006ء : حضور انور اپنے پہلے دورے میں سنگاپور پہنچے۔

7/اپریل2006ء : حضور انور نے بحیثیت خلیفۃ المسیح اپنا پہلا خطبہ سنگاپور سے ارشاد فرمایا۔

11/اپریل2006ء : حضور انور آسٹریلیا پہنچے۔

17/اپریل2006ء : حضور انور نے آسٹریلیا میں واقفین نو کی کلاس لی۔

25/اپریل2006ء : حضور انور اپنے پہلے دورے میں فجی پہنچے۔

28/اپریل2006ء : دنیا کے کنارے (فجی) سے حضور انور کا براہ راست خطبہ نشر ہوا۔

23 مارچ2007ء : حضور انور نے احمدیہ چینل MTA 3 العربیہ کا اجرا کیا۔

میں اپنے اس مضمون کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام پر کرتا ہوں جو آپ نے 11 مئی2003ء کو احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ نے فرمایا:۔

''جان سے پیارے احباب جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اچانک وصال پر ایک زلزلہ تھا جس نے سب احباب جماعت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری آنکھیں اشکبار اور دل غمگین اور محزون ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل کی آواز اور ہماری روح کی پکار اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہی ہے۔ ہم سب خدا کی امانتیں ہیں اور اس کی طرف سے آنے والے اس بھاری امتحان کو قبول کرتے ہیں۔

ہمارا رب کتنا پیارا ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمانؑ کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلنے والی ہے۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ305)

یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا۔ پس دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرت ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

''قدرت ثانیہ'' خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:-

''جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا''۔

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

لندن 11رمئی 2003ء''

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003 صفحہ 1)

پیارے خلفاء کی حسین یادیں

مکرم انور احمد رشید صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ میں ایک تو بہت کمسنی اور دوسرے بیرونِ ملک رہنے کی وجہ سے زیادہ باتیں یاد نہیں سوائے اس کے کہ ہم ابرہ مسقط عمان میں ہوتے تھے اور ان دنوں ایک بہت ہی واضح دُمدار ستارہ روشن ہوا تھا اور امی جان نے مجھے بھی رات کو دکھانے کے لئے اٹھایا تھا اور اس ضمن میں ذکر کیا تھا کہ یہ ہمارے پیارے خلیفہ ثانیؓ کے فوت ہونے پر نمودار ہوا ہے۔ اس وجہ سے یہ بات ابھی تک یاد ہے۔ اس کے علاوہ یہ شرف بھی حاصل ہے کہ ہم سب بھائیوں کے نام حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھے۔ انس کی پیدائش کے موقع پر جب نانا جان مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظرِ دیوان نام رکھوانے گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ کیا بار بار آتے ہو اور تین نام بتا دیئے کہ اب ان میں سے رکھ لینا۔ ایک انس تھا دوسرا قمر اور تیسرا اختر۔ اس طرح قمر کو بھی جس کی پیدائش حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے کافی عرصہ بعد ہوئی یہ اعزاز بفضل تعالیٰ حاصل ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے وقت میں ہم نے اپنا بچپن ربوہ میں ہی گذارہ۔ حضور کو سیاہ مرسیڈیز میں جمعہ پر آتے جاتے، اجتماعات، جلسہ جات اور گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ پر دیکھ دیکھ کر جی خوش کر لیتے تھے۔ حضورِ انور کا چہرہ انتہائی پُرنور تھا جس پر نظر نہیں ٹھہرتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ جب حضورِ انور مسجد کے اندر تشریف لاتے تو حضورِ انور کا چہرہ پُرنور اور بڑی سی سفید براق پگڑی اور سیاہ چشمہ دیکھ کر اور حضورِ انور کی دلرُبا آواز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سُن کر دِل خوشی سے بھر جاتا۔

ایک دفعہ ہم عید کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے کواٹروں کی طرف لاری اڈہ کی طرف سے ہو کر آ رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی کار بہشتی مقبرہ سے نکل کر قصرِ خلافت کی طرف جا رہی تھی۔ سڑک پر دونوں کاروں کا آمنا سامنا ہو گیا اور سامنے نانا جان بیٹھے تھے جن کو حضور نے ہاتھ ہلا کر سلام کیا اور اس طرح ہماری عید کی خوشیاں دوگنا چوگنا ہو گئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے چند ملاقاتیں بھی یاد ہیں۔ ایک مرتبہ جب میں بہت چھوٹا سا تھا تو اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ ملاقات کے لئے گیا تھا۔ دوسری مرتبہ جبکہ ہمارے چچا لیفٹیننٹ کرنل ثروت احمد 1971 کی جنگ کے بعد انڈیا سے رہائی پا کر آئے تو ان کے اور والدِ محترم ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے ہمراہ حضور کی ملاقات کو گئے۔ اس ملاقات میں ایک بزرگ میجر صاحب بھی تھے جو کہ انڈیا سے ہی آئے تھے۔ حضور ان سے تمام حالات پوچھتے رہے اور اس طرح یہ ملاقات ختم ہوئی۔ قصر خلافت میں سب کو حضور کی طرف سے چائے پیش کی جاتی تھی جس کے لئے خالص دودھ حضور کے اپنے فارم کا ہوتا تھا۔

ایک دفعہ میں اور میرا بھائی انس چھٹیوں کے ختم ہونے پر واپس جا رہے تھے تو خیال آیا کہ حضورِ انور سے ملاقات کی جائے۔ درخواست دینے پر وقت مل گیا اور ہم ملاقات کے لئے قصرِ خلافت چلے گئے۔ نمبر آنے پر جب کمرے میں داخل ہوئے تو باہر کھڑے مکرم عبداللطیف عرف ننھا صاحب نے اونچی آواز سے کہا کہ حضور یہ چوہدری صاحب کے نواسے ہیں۔ اس پر حضور نے پوچھا کہ یہ نواسے کیا کرتے ہیں جس پر دونوں نے بیک وقت جواب دیا کہ پڑھتے ہیں۔ اس پر حضور نے پوچھا کہ کہاں پڑھتے ہو۔ بتانے پر کہ کیڈٹ کالج حسن ابدال اور خاکسار پبلک سکول ایبٹ آباد پڑھتا ہے تو حضور نے پوچھا کہ آپ کے پرنسپل کون ہیں۔ انس کے پرنسپل N.D. Hassan صاحب تھے اور خاکسار کے پرنسپل کا نام S.A. Rehman تھا۔ حضور نے بتایا کہ وہ ان دونوں صاحبان کو ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ حضورانور کے اس وسیع دائرہ ملاقات پر ہم

دونوں حیران رہ گئے۔اس ملاقات کے ضمن میں ایک واقعہ جو کہ تربیتی پہلو رکھتا ہے اور اس کا ذکر حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ صاحب نے اپنی کتاب حیاتِ قدسی میں کیا ہے وہ یہ کہ جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کو جاتے تھے تو کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتے تھے۔ جب ہم ملاقات کو جانے لگے تو نانا جان نے ہمیں بلا کر دو علیحدہ علیحدہ لفافے دیئے جس میں کچھ نقدی تھی کہ یہ حضور کو پیش کرنا۔

مجھے حضور کی افریقہ کے کامیاب دورے کے بعد واپسی پر استقبال کا منظر بھی یاد ہے۔ ربوہ میں انجمن اور تحریکِ جدید والی سڑک پر خوبصورت گیٹ بنائے گئے تھے اور جن میں سے حضور پر پھولوں کی پتیاں بھی نچھاور کی گئیں۔حضورِانور نے واپسی کے بعد پہلے خطبہ جمعہ میں افریقہ کے حالات بیان کئے۔اس موقع پر حضور نے ایک ریڈیو اسٹیشن نیٹ ورک کے لئے بھی خواہش کی تھی۔اسی طرح مجھے ایک بات بہت خصوصیت سے یاد کہ حضورِانور نے ایک افریقن بچے کا بھی ذکر کیا جس نے حضور کا کئی گھنٹے کا خطاب بڑی مستقل مزاجی سے کھڑے ہو کر سنا۔اس پر مجھے بہت رشک آیا اور میں نے اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ کم از کم اس بچے کی طرح حضور کے خطبات ہر حال میں سننے کی کوشش کروں گا خواہ حالات اس سے بھی سخت ہوں۔

حضورِانور مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ایوانِ محمود میں ہونے والی کھیلوں کے ٹورنامنٹ کے اختتام پر انعام دینے کے لئے بھی تشریف لائے تھے۔میری بھی خوش قسمتی تھی کہ میں نے ٹیبل ٹینس میں مقابلہ جیتا تھا۔لہٰذا مجھے بھی حضورِانور سے انعام وصول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔اس موقع پر حضور نے سینیئر گروپ کے ونر کے ساتھ ٹیبل ٹینس بھی کھیلی۔

حضور انور رحمہ اللہ سے آخری ملاقات کا جو موقع بنا وہ اس طرح کہ عہدیداران احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن لاہور کی حضور سے ملاقات تھی۔خاکسار بھی اپنے کالج کی نمائندگی میں اس گروپ میں شامل تھا۔عصر کے بعد قصرِ خلافت کے ساتھ وہ کوٹھی جس میں حضور اپنے آخری سالوں میں قیام پذیر رہے کے صحن میں ملاقات تھی۔اس موقع پر پُرتکلف چائے کا انتظام تھا اور ہر قسم کے لوازمات میسر تھے۔ حضورِانور نے اس موقع پر طلباء سے سوال کیا کہ ان نئی ایجادات میں سب سے زیادہ نقصان ابھی تک انسان کو کس چیز سے پہنچا ہے۔جس پر مختلف جوابات دیئے گئے۔آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ مصنوئی کھاد نے اس وقت تک انسان کو سب سے زیادہ نقصان پہچایا ہے۔ اس ملاقات میں حضورِانور نے تیراندازی کے بارہ میں تفصیلات بتائیں کہ تندی میں کھنچاؤ کے بعد کتنی طاقت ہوتی ہے اور ایک تیر کتنی تیز رفتاری سے سفر کرسکتا ہے۔

ایک دفعہ ربوہ میں بطور زائر حضورِانور کی زیرِ صدارت ہونے والی مجلسِ شوریٰ میں شرکت کی۔اس موقع پر ایک دوست کو کسی تجویز پر حضورِانور کی طرف سے خاصی ڈانٹ پڑ گئی جس کا اگلے روز میں نے اپنے نانا جان سے ذکر کیا۔جس پر نانا جان نے بتایا کہ حضورِانور نے اجتماعی کھانے میں ان دوست کو اپنے پہلو میں بٹھایا تھا اور اس بات کا ازالہ کر دیا تھا۔اس واقعہ سے میرے دل میں ہمیشہ کے لئے یہ تاثر گڑھ گیا کہ اگر خلیفہ وقت کسی کو ڈانٹ دیں یا سزا دیں تو اس کی بڑی تکلیف خود انہیں ہوتی ہے اور وہ بہت اعلیٰ رنگ میں تالیفِ قلب بھی کر دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ خلافت سے قبل حضور ہر شام ایوانِ محمود میں بیڈمینٹن کھیلنے تشریف لاتے تھے۔بعض اوقات آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی بیٹیاں بھی ہوتی تھیں۔ایک دفعہ حضور کھیلتے ہوئے گر گئے تھے اور سر کے پچھلے حصہ میں چوٹ لگی تھی۔

ایک دفعہ ہم نے لاہور جانا تھا اور جماعت کے ڈرائیور محمد اسمٰعیل صاحب اور میں انجمن والی سڑک پر جا رہے تھے۔محمد اسمٰعیل صاحب نے حضرت میاں صاحب کو پیدل جاتے دیکھ کر لفٹ کی پیشکش کی جسے حضرت میاں صاحب قبول کرلیا۔راستہ میں ان سے پوچھنے لگے کہ کدھر جا رہے ہو اور ساتھ کون ہے۔مکرم اسمٰعیل صاحب نے

تعارف کروایا کہ یہ مکرمی چوہدری ظہور احمد صاحب کے نواسے ہیں تو فرمانے لگے ہیں! چوہدری صاحب کے نواسے اتنے بڑے ہو گئے ہیں۔

اسی طرح حضور کے جلسہ سالانہ کے چند واقعات یاد ہیں۔ ایک دفعہ میری ڈیوٹی نظامت گوشت میں تھی۔ ایک دفعہ قصابوں کے دو گروپس کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور بات یہاں تک بڑھی کہ فریقین نے ٹوکے چھریاں اُٹھا لیں۔ ہم چند خدام جو ڈیوٹی پر تھے اپنے خیمے میں اکٹھے ہو گئے۔ حضور نائب افسر جلسہ سالانہ ہوتے تھے اور کسی کام سے لنگر خانہ نمبر 1 میں تشریف لائے تو شور سُن کر ہمارے احاطہ میں تشریف لے آئے اور استفسار فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حضور کو تمام صورتحال بتائی۔ تمام معاملہ سُن کر حضور بے دھڑک ان کے درمیان تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بس جھگڑا فوراً ختم کریں اور اپنا اپنا کام کریں۔ حضور کی بات کا دونوں فریقین پر اتنا اثر ہوا کہ تمام جھگڑا ختم کر کے کام کرنا شروع کر دیا۔

چند سال خاکسار کو ریزرو 1 میں ڈیوٹی دینے کا اتفاق بھی ہوا۔ ریزرو 1 میں احمدی مہمانانِ خصوصی قیام کرتے تھے۔ حضور دورانِ جلسہ ایک شام باقاعدگی سے وہاں تشریف لاتے اور سوال و جواب کی مجلس کرتے جو کہ رات گئے تک چلتی تھی۔ اس دوران حضور کی ہدایت ہوتی تھی کہ انہیں قہوہ ملتا رہے۔ چنانچہ مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہیں قہوہ بنا کر پیش کرتا رہا۔

حضور کا ہر جلسہ پر خطاب بھی ہوتا تھا اور اپنی ذات میں جلسہ سالانہ پر خطاب کی تیاری بھی ایک بڑا کام ہے مگر یہ دیکھ کر میں حیران ہوتا تھا کہ حضور میں اسقدر بے پناہ توانائی کہاں سے آئی ہے کہ رات کے دو بجے سائیکلوں پر اچانک ریزرو 1 میں تشریف لاتے ہمارا جائزہ لینے کہ آیا ہم جاگ رہے ہیں اور مہمانوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں۔ ساتھ میں عموماً جامعہ کے دو افریقی طالبعلم ہوتے (ان میں سے ایک حافظ بیربل سعید صاحب آف گھانا مجھے یاد ہیں)۔ حضور جس سُرعت سے آتے اسی برق رفتاری سے دوبارہ اندھیرے میں غائب ہو جاتے۔

ایک دفعہ احمدیہ سٹوڈینٹ ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام ایوانِ محمود میں اجتماع تھا اور حضور مہمانِ خصوصی تھے۔ مکرمی صدر صاحب ایسوسی ایشن نے مجھے کہا کہ میں مکرمی میاں صاحب کو کار پر جا کر لے آؤں۔ میں نے پروگرام کی مناسبت سے ایک وقت کا اندازہ کیا کہ اتنے بجے لینے کے لئے نکل پڑوں گا اور حضرت میاں صاحب کو گھر سے لے آؤں گا۔ جب میں اس مناسبت سے ایوانِ محمود سے نکل رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں صاحب اپنے سائیکل پر ہال کے گیٹ میں داخل ہو رہے ہیں۔

ہماری ممانی جان گیمبیا میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں اور اُن کی میت کراچی سے فیصل آباد آ رہی تھی۔ جہاز کچھ لیٹ ہو گیا اور اسی مناسبت سے جنازہ کا پروگرام بھی۔ گھر کے تمام بڑے تو فیصل آباد گئے ہوئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس دوران حضرت میاں صاحب تشریف لاتے اور پوچھ کر چلے جاتے کہ آیا میت پہنچ گئی کہ نہیں۔ یقیناً انتہائی ضروری کام چھوڑ کر جون کی چلچلاتی گرمی میں سائیکل پر تشریف لاتے تھے اور کم از کم تین دفعہ اس مقصد سے تشریف لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کے دو ہفتہ بعد ہمارے نانا جان وفات پا گئے۔ خطبہ جمعہ میں ذکر خیر فرمایا اور بعد نماز جمعہ نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد پیشانی پر بوسہ دیا اور ماتھے پر انگوٹھی مبارک حضرت مسیح موعود لگا کر مختصر دُعا فرمائی۔ اس کے بعد تدفین کا پروگرام پوچھا نیز فرمایا کہ میں خود آؤں گا۔ چنانچہ ازراہِ شفقت تدفین پر تشریف لائے اور دُعا کروائی اور معاً بعد گھر تشریف لا کر محترمہ نانی جان سے تعزیت کی۔

بعد ازاں حضورِ انور کو حالات کی مجبوری کی وجہ سے ربوہ کو خیر باد کہہ کر ہجرت کرنا پڑی اور اس طرح جماعت کی ترقیوں کے نئے باب کھلے۔

حضور انورؒ سے سویڈن میں پہلی ملاقات 1987 میں ہوئی جب حضور انورؒ نے دورہ سویڈن کے دوران مالمو میں مشن ہاؤس کا افتتاح

فرمایا۔اس کے بعد اگلی ملاقات 1989 میں حضورؒ کے دورہ کے موقع پر گوتھن برگ اور پھر دوبارہ کالمار میں ہوئی۔حضورؒ سے ملاقات کے وقت تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ حضور آپ ہمارے نانا جان کو تو جانتے ہونگے جس پرحضورؒ فرمانے لگے کہ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ انکو کون نہیں جانتا۔حضورؒ کا ملاقات کا انداز ایسا اپنائیت کا ہوتا تھا کہ ہر شخص کا دل موہ لیتے تھے۔میری اہلیہ سے فرمانے لگے کہ آپ اپنا تعارف کروائیں آپ تو بالکل اپنی لگتی ہیں۔اسی طرح ہماری بیٹی انیقہ کو جو کہ اپنی امی کی گود میں تھی۔گود سے لے کر اٹھایا اور تصویر کھینچائی۔

اس کے بعد حضورؒ کالمار تشریف لے گئے۔وہاں پر بھی اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ ملاقات کا موقع مل گیا۔اس موقعہ پر حضورؒ ابو جان کو فرمار ہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب آپ کو یاد ہے کہ میں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آپ کے گھر آیا تھا۔اللہ اللہ کیا شان ہے کہ آقا اپنے غلام کو یہ بات بتا رہا ہے۔ابو جان کی صحت بڑی کمزور تھی اور صرف حضورؒ سے ملاقات کے لئے اصرار کر کے کالمار کا سفر کیا۔ کالمار میں نماز کے دوران ابو جان کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔نماز کے بعد حضورؒ کے اُٹھنے پر ابو جان اُٹھنے لگے تو حضورؒ فوراً آگے بڑھے اور فرمانے لگے کہ ڈاکٹر صاحب اُٹھنے کی زحمت نہ کریں اور کرسی پر بیٹھے رہیں۔

حضور انورؒ کو ناروے بہت پسند تھا اور حضورؒ کے ناروے آنے جانے کی وجہ سے سویڈن میں بھی حضورؒ کا ورود مسعود ہوتا رہتا تھا۔ یہ حضورؒ کی ناروے کے قدرتی حسن سے محبت ہی تھی جس نے ہمیں بھی بارہا ناروے کی سیر پر اکسایا۔ جب بھی ناروے جاتے ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یاد ہمیشہ آتی ہے۔ایک دفعہ حضورؒ ناروے تشریف لائے اور پھر سویڈن کے راستہ واپسی کا پروگرام تھا۔ جمعہ کے بعد حضورؒ کی اوسلو سے روانگی کا پروگرام تھا۔ سویڈن سے امیر صاحب کی معیت میں ایک گروپ حضور انورؒ کو لینے کے لئے اوسلو گیا جس میں خوش قسمتی سے میں بھی بحیثیت صدر خدام الاحمدیہ شامل تھا۔ وہاں حضورؒ کے پیچھے پہلی صف میں نماز جمعہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

اس خطبہ میں حضورؒ نے ناروے کے قدرتی حسن کا ذکر فرمایا تھا اور جماعت کو تلقین کی تھی کہ وہ ناروے کے باسیوں کی اس حسن کے خالق کی طرف توجہ کروائیں۔

ایک واقعہ جو مجھے یاد ہے۔ہوا یوں کہ نمازِ جمعہ کے لئے اذان شروع ہوئی ہوئی ہی تھی کہ حضور انورؒ کا ایک نواسہ سائیڈ والے دروازے سے آ کر صف میں بیٹھ گیا مگر اسکے سر پر ٹوپی نہیں تھی۔حضورؒ اذان کے دوران ممبر کے پیچھے تشریف فرما تھے۔حضورؒ نے اپنی جیب سے ایک رومال نکالا اور اس کے چاروں سروں پر گانٹھ لگا کر وہ رومال اپنے نواسہ کو دیا کہ وہ اس کو ٹوپی کے طور پر استعمال کرے۔حضورؒ نے اس طرح ایک فوری ضرورت بھی خاموشی سے مہیا کر دی اور نواسے کو بھی احساس دلا دیا کہ ٹوپی نماز کے لئے بہت اہم ہے۔

حضورؒ کے خلیفہ بننے سے پہلے کی ایک عادت کا میں بھی گواہ ہوں جس سے حضورؒ کی احتیاط پسندی کا پتا چلتا ہے۔ میں چھوٹا تھا اور نانا جان کے ساتھ نماز پڑھنے مسجد مبارک گیا۔ جہاں میں نے دیکھا کہ میاں صاحب تشریف لائے ہیں اور آپ نے اپنا ایک بوٹ ایک ستون کے ساتھ رکھا اور دوسرا دوسرے ستون کے ساتھ۔ اس معمولی سی احتیاط کے باعث یقیناً انسان ایک بڑی پریشانی سے بچ جاتا ہے۔

اسی طرح حضور انورؒ کے ساتھ لندن میں ایک ملاقات کے دوران ایک امر پر گفتگو کے دوران میں نے حضورؒ سے ایک شخص کا اس نام سے جس سے وہ عرف عام میں مشہور ہیں ذکر کیا کہ آیا ہم ان سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔حضورؒ اگرچہ اس شخص کو بہت اچھی طرح جانتے تھے مگر وہی نام دہرا کر پوچھا کون صاحب۔جس پر خاکسار نے ان صاحب کا مکمل نام لیا تو حضورؒ نے اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔اس امر سے بھی حضورؒ کی احتیاط پسندی کا اظہار ہوتا کہ پورا نام لیا جائے تا بعد میں کسی قسم کے ابہام کی گنجائش نہ رہے۔

ایک دفعہ حضور انورؒ کا ڈنمارک سے سویڈن اور پھر ناروے کا پروگرام تھا۔ یہ دورہ خاکسار کے لئے بہت اعزاز کا باعث بنا کہ مکرمی امیر صاحب نے اس دورہ کی پلاننگ ونگرانی کی ذمہ داری خاکسار کے

ذمہ کر دی۔ حضور انورؒ نے مالمو میں جمعہ کی نماز ادا کرنی تھی۔ ان دنوں MTA کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا اور ابھی 24 گھنٹے کی نشریات جاری نہیں ہوئی تھیں۔ اس موقع پر دل میں یہ خواہش شدت سے ابھری کہ حضورؒ کا خطبہ اگر Live نشر ہو جائے تو مزہ آ جائے۔ حضور انورؒ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے لکھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں تین خدام نے حامی بھری کہ وہ اس کا انتظام کرنے کی کوشش کریں گے اور اخراجات بھی ادا کر دیں گے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر انس رشید صاحب اور خصوصاً مکرمی احسان اللہ واہلہ صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنہوں نے ان نشریات کو Live بھجوانے کے لئے انتھک محنت و رابطے کئے۔ اس سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے ساتھ ایسی تائیدی ہوائیں چل رہی ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ معجزانہ رنگ میں بعض مشکل اور ناممکن امور کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ Live نشریات بھجوانے کے اخراجات بہت زیادہ تھے اور اسوقت تک سرکاری TV کے نیٹ ورک کے ادارہ Teracom کی مکمل اجارہ داری تھی۔ جب احسان صاحب نے ان سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ مالمو سے انہی ایام میں ٹینس کے Davis cup کا فائنل ہو رہا تھا جو کہ پوری دنیا میں دکھایا جانا تھا اور ان کا پورا سٹاف وہاں مصروف ہوگا۔ جب احسان صاحب نے دوبارہ رابطہ کیا تو وہ چیف کہنے لگا کہ سارا سٹاف مصروف ہے اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ میں خود ہی سٹاک ہولم سے مالمو آؤں۔ چلو میں ایسے کر لیتا ہوں اس بہانے میں Davis Cup کا فائنل بھی دیکھ لوں گا۔ آپ یہ جان کر حیران ہونگے کہ ہم نے اس Live ٹرانسمیشن کے جو اخراجات ادا کئے وہ ایک ہزار پاؤنڈ سے کم تھے۔ MTA کی تاریخ میں اسوقت تک پہلی بار ہوا تھا کہ لندن سے MTA کا سیٹلائیٹ سے رابطہ منقطع کر کے مالمو سے براہ راست سگنل سیٹلائیٹ کو بھیجا گیا۔ حضور انورؒ کی کوپن ہیگن سے آمد میں کچھ دیر ہوگئی اور جو خطبہ ایک بجے نشر ہونا تھا تقریباً دو گھنٹے لیٹ شروع ہوا۔ ہمیں یہ فکر تھی کہ کہیں Teracom کا سٹاف یہ نہ کہہ دے کہ بھئی آپ کا ایک گھنٹہ ختم ہوا اور ہم جاتے ہیں۔

خدا کا فضل ہے کہ ان کی طرف سے اس بات کا ذرا بھی اظہار نہ ہوا اور نہ ہی انہوں نے اس تاخیر کے کچھ چارجز لئے۔ اب ذرا ان خدام کی خوش قسمتی دیکھیں۔ حضور انورؒ کو بھی ان خدام کی خدمت کا علم تھا۔ لہٰذا آپؒ نے خطبہ کے آغاز میں جو پہلی بات کی کہ اس Live نشریات کے اخراجات چند نوجوانوں نے ادا کئے ہیں تمام احباب ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام دنیا کے احمدیوں کے منہ سے نکلے ہوئے آمین کے الفاظ جیسا انعام انتہائی خوش نصیبوں کے حصہ میں ہی آ سکتا ہے۔

مالمو سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کالمار کے لئے تشریف لے گئے۔ مختلف سیاستدانوں اور سویڈش احباب کو مل کر گوتھن برگ کی طرف روانگی ہوئی۔ دسمبر کا پہلا ہفتہ تھا اور موسم سرما میں سکنڈے نیوین ممالک میں دن بڑے ہی مختصر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اندھیرے میں ہی کالمار سے روانگی ہوئی۔ تین کاروں کا قافلہ کالمار سے روانہ ہوا۔ چوتھی کار کو کالمار میں سامان سمیٹنے میں کچھ وقت درکار تھا۔ ایک جگہ سڑک پر مڑنا تھا اور مڑنے کے بعد احساس ہوا کہ تیسری کار ساتھ نہیں۔ چنانچہ پہلی آنے والی پارکنگ میں رک گئے اور حضورؒ نے فرمایا کہ پیچھے جا کر چیک کریں۔ اب ہماری عقل کہ ہم نے گاڑی اس طرف دوڑا دی جس طرف وہ کار سیدھی جا سکتی تھی اس خیال سے کہ شاید وہ سڑک کے کنارے رک گئے ہوں۔ پندرہ بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد واپس آئے اور بتایا کہ ہم نے تعاقب کیا ہے مگر کچھ پتا نہیں لگا ہے۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا کہ میں نے کب کہا تھا کہ ان کے تعاقب میں پیچھے جاؤ بلکہ جہاں سے ہم گذر کر آئے ہیں ادھر پیچھے جاؤ کہ خدانخواستہ کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو۔ چنانچہ ہم دوبارہ پیچھے گئے اور پندرہ کلومیٹر تک کا جائزہ لے کر آئے اور پھر رپورٹ دی کہ کچھ نہیں ملا۔ اس امر کی تسلی ہونے پر کہ کار میں ایک مقامی خادم بھی موجود ہے حضورؒ نے آگے چلنے کا ارشاد فرمایا۔ تیس چالیس منٹ تک حضورؒ سڑک کے کنارے گھپ اندھیرے میں تشریف فرما رہے۔ اس اندھیرے کا اندازا اس سے لگائیں کہ کالمار سے جس کار نے MTA کا سامان

سمیٹ کر چلنا تھا وہ بھی وہاں سے گزری اور انہوں نے بھی ایک کار رکی دیکھی مگر وہ بھی پہچان نہ سکے اور رُکے بغیر سیدھے نکل گئے۔ اپنے خدام کا حضورؒ کو اتنا خیال تھا کہ جب حضورؒ کے گوتھن برگ پہنچنے پر علیحدہ ہو جانے والی کار کے اراکین نے حضورؒ کا استقبال کیا تو حضورؒ کی خوشی دیدنی تھی۔

گوتھن برگ قیام کے دوران تمام اراکین قافلہ معہ سیکیورٹی عملہ حضورؒ کی اجازت سے ایک جگہ سیر کے لئے گئے تو اس دوران خدام الاحمدیہ سویڈن کو حضورؒ کی سیکیورٹی کی مکمل ڈیوٹی دینے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس دوران حضورؒ رہائش گاہ سے مسجد میں نماز پڑھانے بھی تشریف لائے۔ الحمداللہ علیٰ ذلک

اسی دورہ کے دوران خاکسار کو حضور انورؒ کے جوتے پالش کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حضورؒ کے عملہ کے رکن یہ کام کر رہے تھے۔ خاکسار نے ان سے درخواست کی کہ یہ سعادت اگر مجھے کرنے دیں تو ممنون ہوں گا اور یہ ان کا احسان تھا کہ انہوں نے مجھے اس کی اجازت دے دی۔

حضور انورؒ کے قیام کے دوران خاکسار ڈیوٹی دینے والے ایک خادم کے ساتھ دفتر کے دروازہ کے باہر کھڑا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور کیا دیکھتے ہیں کہ حضورؒ کھڑے ہیں اور اندر آنے کا اشارہ کیا۔ جب میں دفتر کے اندر گیا تو فرمانے لگے کہ میں ٹیلیفون کرنا چاہتا ہوں یہاں سے فون کرنے کا کیا طریق ہے۔ جس پر میں نے حضورؒ کو فون کرنے کا طریق بتایا۔ جن احباب نے پرانی مسجد میں دفتر دیکھا ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ بمشکل پانچ چھ مربع میٹر کا کمرہ تھا۔ جس میں سے سیڑھیاں رہائش گاہ میں بھی جاتی تھیں اور خصوصاً آفس چیئر والی طرف دو آدمی بمشکل کھڑے ہو سکتے تھے۔ فون کرنے کا طریقہ بتانے کے بعد خاکسار اس انتظار میں تھا کہ حضورؒ پیچھے کی طرف ہوں اور میرے نکلنے کا رستہ بنے تو میں جاؤں۔ مگر حضور انورؒ نے اسی طرح کھڑے کھڑے فرمایا کہ اب جاؤ۔ چنانچہ اس حکم کے ارشاد میں اسی مختصر سے فاصلے میں سے گزرنا پڑا وہ اس طرح کہ میرا تمام بدن حضور انورؒ کے مبارک بدن کے ساتھ رگڑتا ہوا گذرا۔ میں اپنی اس خوش قسمتی پر نازاں وخراماں کمرے سے باہر آ گیا۔

حضور انورؒ کے ساتھ مختلف اوقات میں ہونے والی ملاقاتوں کی چند یادیں قارئین کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ ہر ملاقات کے وقت حضورِانور کی کوئی کتاب دستخط کروانے کے لئے لے جاتا جس پر حضور انورؒ محبت بھرے کلمات درج فرما دیتے۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر حضور انورؒ کی ایک تصویر لے کر ملاقات کے دوران دستخط کے لئے درخواست کی۔ حضور انورؒ نے ازراہ شفقت دستخط ثبت فرما دیئے اور پوچھا کہ تم نے یہ تصویر کیوں چنی ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور نے اس تصویر میں حضرت مسیح موعود کا کوٹ زیب تن کیا ہوا ہے۔ جس پر حضور انورؒ نے فرمایا کہ "میں بھی یہی سننا چاہتا تھا۔" اسی طرح ایک ملاقات کے دوران فرمایا کہ سویڈن میں نوجوانوں کو تبلیغ کریں اور اسی طرح فرمایا کہ مغربی ممالک کے چرچز میں سے اسلام کے خلاف سب سے زیادہ متعصب سویڈش چرچ ہے۔

خلیفہ وقت سے جدائی کی گھڑی بھی بڑی بھاری ہوتی ہے۔ وہ خوشیاں اور برکتیں جو اس وجود کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں ایکدم آپ کو اداس کر کے رخصت ہو جاتی ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے دعا کہ اللہ تعالیٰ ان بابرکت وجودوں کو جنہوں نے اللہ کی توحید اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور ہر دم اس جہاد میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگ وجودوں کو اعلیٰ علیین میں بلند سے بلند مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ کے لئے

خلافت کی اہمیت

مکرم ڈاکٹر محمود احمد شرما صاحب

خلافت کی اطاعت میں حیات جاوداں سمجھو
خلافت ہی میں پوشیدہ متاعِ آسماں سمجھو

نبوت کے بعد خلافت حقہ ہی وہ نورِ آسمانی ہے جو قلب و روح کو شمع نبوت کی روشنی سے منور رکھتا ہے اور اس کی مقدس نورانی تعلیمات سے دلوں کو فروزاں رکھتا ہے۔ ایسا نور کہ جس کی محبت قلب و روح کو گداز کر کے اطاعت اور وفاداری کے جذبوں سے معمور کر دیتی ہے اور شمعِ خلافت کے پروانے اپنی وفا کے جذبات سے سرشار ہر آن اس پر قربان ہونے کو تیار رہتے ہیں۔

خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آفتاب نبوت کے ظاہری غرب کے بعد ماہتاب نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے۔ سورۃ نور، آیت استخلاف میں اللہ جلہ شانہٗ فرماتا ہے۔ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ ۔ کہ نبوت کے بعد دین کی ترقی کا سرچشمہ خلافت ہو گی۔

خلیفہ کا وجود محبت، اخلاص، اتحاد، یکجہتی اور باہمی تعاون کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ہمیں چاروں طرف گونجتی ہوئی مختلف آوازوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو یا فسق و فجور اور شرک و گمراہی سے بچاؤ کے لئے ڈھال کی ضرورت ہو۔ ہمیں اپنی زندگی میں روحانی راہنمائی کی ضرورت ہو یا دنیاوی مسائل میں سہارے کی ضرورت ہو۔ ان تمام مسائل کا بہترین حل خلافت سے وابستگی میں ہے۔

میرے الفاظ میں اتنی طاقت نہیں کہ خلافت کے حقیقی مقام اور جماعت احمدیہ کے لئے اس کی اہمیت کو اجاگر کر سکوں۔ چنانچہ میں خلفائے احمدیت کے اقتباسات میں سے چند آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خلافت کے متعلق بصیرت افروز نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ تم اس حبل اللہ کو اب مضبوط پکڑ لو۔ یہی خدا کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے۔ بس اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو"۔

پھر فرمایا:

"تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعے تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی برکت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔"

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حقائق القرآن میں فرماتے ہیں: "تم خوب یاد رکھو تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلے میں ناکام و نامراد رہے گی۔"

ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو۔ اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم اپنے امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو تم اللہ

تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا اور تمہارا چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دعائیہ خطوط لکھنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے تو اس کے لئے دعائیں سنی جائیں گی بلکہ اس کی اپنی دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔ "

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خلافت سے وابستگی اور اطاعت کے بارہ میں اپنے پیغام میں جو فرمایا وہ انتہائی قابلِ غور ہے۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو وہ محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔"

پس ہم سب کو چاہئے کہ ہمیں یاد رہے کہ جماعت یا اجتماعیت کی ضد انتشار ہے اور قوموں کی زندگیوں میں انتشار کبھی بھی کامیابی اور ترقی کا ذریعہ نہیں بنا۔ آج کل کے دور میں جب کہ خود مسلمان بہتر (72) فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور سخت انتشار کا شکار ہو چکے ہیں اور ایک خلیفہ کی ضرورت کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خلیفہ تو خدا بناتا ہے اور اس کا تعلق نبوت کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بے حد احسان اور فضل ہے جماعت احمدیہ پر کہ اس کو خدا تعالیٰ نے اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز کر رکھا ہے۔ حضرت صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ خلافت سے وابستگی کی خواہش اپنے اشعار میں یوں بیان فرماتی ہیں:

خدا کرے کہ صحبت امام بھی ہمیں ملے
یہ نعمت خلافت مدام بھی ہمیں ملے
خدا کرے اطاعتِ امام ہم بھی کر سکیں
خدا کرے کہ معرفت کا جام بھی ہمیں ملے

خلافت بلاشبہ زندہ خدا کا ایک حقیقی انعام ہے۔ کیونکہ خلافت کے دم سے ہی قومیں زندہ رہتی ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم اس رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، کوئی آندھی، کوئی طوفان، کوئی آمر اور کوئی شیطان ہم کو خلافت سے جدا نہ کر سکے۔ اگر ہم خلافت کے ساتھ چمٹے رہے اور اس محبت کا دم اپنے عمل سے بھرتے رہے تو نہ صرف ہماری دنیا بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ہماری آخرت سنور جائے گی۔ آئیں اور ہم سب مل کر دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان خلافت کی نعمتِ عظمیٰ کو تا قیامت قائم رکھے۔ اَللّٰھُمَّ ایِّد امامنا **بروح القدس و بارک لنافی عمرہ و امرہ. آمین یارب العالمین.**

خلافت کا قیام اور اسکی برکات

مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف خان صاحب

خلافت حقہ ایک نہایت عجیب وغریب روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص تصرف کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور گو اس میں نبوت کے قیام کی طرح خدا تعالیٰ اپنی وحی جلی (براہ راست وحی) کو کام میں لاکر منظر عام پر نہیں آتا مگر اس کی وحی خفی کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر تصرف کر کے ان کی رائے کو اس شخص کی طرف جسے خدا تعالیٰ خلیفہ بنانا چاہتا ہے اس طرح مائل کر دیتی ہے کہ وہ اس کے سوا کسی اور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔ یہ حقیقت جو خلافت کے فلسفہ کی جان ہے اسلام اور احمدیت کی تاریخ سے اس وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ کوئی دانا شخص جو غور اور تدبر کا مادہ رکھتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن، حدیث اور خلفاء راشدین کے اقوال اور حالات اور پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور آپؑ کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ کے ارشادات سب کے سب اس حقیقت کی طرف وضاحت کر رہے ہیں کہ گو خلفاء کے انتخاب میں بظاہر مومنوں کی زبان چلتی ہے مگر حقیقتاً تصرف خدا کا ہوتا ہے اور ایک نبی یا سابقہ خلیفہ کی وفات پر آسمانی چرواہے کا مخفی عصاء مومن بھیڑوں کو جو اس وقت انتشار کی حالت میں ہوتی ہیں گھیر گھیر کر ایک محفوظ احاطہ میں جمع کر دیتا ہے۔

مسئلہ خلافت کے بارے میں قرآنی تعلیم:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بارہ مختلف مقامات پر خلافت کا ذکر فرماتا ہے۔ ان میں سے بعض میں انفرادی خلافت مراد ہے اور بعض میں مخلوط مضمون ہے پھر انفرادی خلافت میں بعض جگہ مامور خلیفہ مراد ہے مگر ان سب مقامات میں بلا استثناء ہر جگہ خلافت کو خدا تعالیٰ نے، خواہ وہ کسی قسم کی ہو، خود اپنی طرف منسوب کیا ہے..... اس جگہ صرف آنحضرت ﷺ کی امت میں انفرادی اور قومی خلافت کے قیام کے سلسہ میں قرآنی تعلیم پیش کی جاتی ہے جس کا تعلق موجودہ خلافت احمدیہ سے بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ نور آیت ۵۶ میں فرماتا ہے۔

"یعنی اے مسلمانو! خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے کی وہ ضرور ضرور انہیں دنیا میں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ اس نے اس سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے ذریعہ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے دنیا میں مضبوط اور مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔"

یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی تصنیف شہادۃ القرآن میں اپنی خدا داد خلافت کے متعلق اور رسالہ الوصیت میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق اسی قرآنی آیت سے استدلال فرمایا ہے اور یہی حال دوسری آیت کا ہے جن میں بلا استثناء ہر جگہ خدا تعالیٰ نے خلفاء کے تقرر کو لازم اپنی طرف منصوب کیا ہے۔ (صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاب رسالہ خالد اکتوبر ۵۶)

رسالہ الوصیت میں اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "جب حضرت محمد ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو کھڑا کر کے دوبارہ اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو

قدرتیں دکھلاتا ہے سوممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کوترک کردے۔

میں خدا تعالیٰ کی مجسم قدرت ہوں میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (رسالہ الوصیت)

اس سے قطعی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بھی خلفاء کا سلسلہ چلے گا جنہیں خدا خود قائم فرمائے گا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے تو اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اور اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بھی بڑھا دیتا ہے۔(رسالہ خالد اکتوبر ۵۶)

خلافت کے قیام کے ساتھ جو برکات وابستہ ہیں ان میں سے سب سے افضل کا ذکر خدا تعالیٰ نے اس آیت استخلاف میں کر دیا ہے ۔فرمایا ہے: " خلافت کے ذریعہ اس دین کو جو اس نے بندوں کے لئے پسند کیا ہے تمکنت اور مضبوطی عطا فرمائے گا اور ان کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔"

جماعت احمدیہ نے اس انعام اور الٰہی وعدہ کو ایک خلافت کے بعد دوسری خلافت کے قیام پر گذشتہ ایک سو سال کے دوران بڑی شان سے پورا ہوتا دیکھا ہے الحمد اللہ۔ خدا کے نظام کے ساتھ وابستہ ہونے سے جو قربانی ایثار اور اطاعت کا جذبہ افراد جماعت میں پیدا ہوتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے خلیفہ المسیح الثانیؓ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں: " خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی پر تیار ہیں میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ تیار ہو جائیں گے۔" (خطاب ۱۲ مارچ ۱۹۴۴)

خلافت سے محروم لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ۔ ہمیں خلافت کے بابرکت نظام کے ذریعے خدا تعالیٰ نے خلیفہ المسیح کے وجود میں وہ وجود عطا فرمایا ہے جو ہمیشہ ہماری دستگیری اور رہنمائی کے ساتھ ہماری ہر خوشی اور غم میں شریک ہوتا ہے وہ اس وقت بھی ہمارے لئے دردمند دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مصروف ہوتا ہے جب ہم سو رہے ہوتے ہیں مادر مہربان کی طرح ہمارے غموں میں گھلنے والا اور ہمارے دکھوں کو اپنا دکھ سمجھنے والا وجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خلیفہ المسیح کی ہمارے حق میں زیادہ سے زیادہ دعائیں قبول فرمائے۔ آخر میں حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ للہ تعالیٰ کے ارشاد پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یاد رکھو وہ سچے وعدوں والا خدا ہے وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اس طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں پورا کرتا رہا ہے وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح وہ پہلے نوازتا رہا ہے اور انشااللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے اور اپنی عاقبت خراب نہ کرے پس دعائیں کرتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانے پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو اپنے ہاتھ میں ڈالے رکھیں تو کوئی بھی آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (خطابات مسرور جلد ۲)

سکونِ قلب

مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب

ہر جاندار وجود میں دل ہے اگر دل حالت سکون میں ہے تو آرامِ جان ہے ورنہ صرف بے چینی، بے آرامی اور بے لذتی ہے۔ حیوان درند، چرند پرند اور کیڑے مکوڑے تک بھی اپنے اپنے رنگ میں اپنے محدود رنگ شعور کے مطابق عمل کرتے ہوئے سکون قلب حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ بعض چیر پھاڑ میں اپنی لذت کا سامان کرتے ہیں تو بعض امن، غریبی اور مسکینی سے اپنا وقت پُرسکون کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

بعض اوقات ان حیوانات سے بھی ایسی ایسی مثالی کاروائی سرزد ہو جاتی ہے کہ جن کے مشاہدہ سے انسان بھی جس کو کہ اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے اپنی حالت کا موازنہ کر کے شرمندہ سا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر جانوروں کی دوڑ جو شے اچھی لگی اسے پالینے کی جستجو تک ہی محدود ہوتی ہے۔ دوررس نتائج کا ان کو کوئی شعور نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے خالق المخلوقات نے انہیں ان کے اعمال کا جوابدہ ٹھہرایا ہے۔ اس کے برعکس انسان کو اس نے اچھے بُرے کی تمیز کرنے کا شعور عطا فرمایا کیونکہ اُس نے انسان کو اشرف المخلوقات اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے بنایا۔ جائز و ناجائز کی پہچان کے شعور کا بیج اس میں رکھا۔ اچھے یا برے عمل کو عملی رنگ پہنانے سے قبل اس کے دل میں ایک وارننگ سگنل لگا دیا جو اس کے اچھے عمل کے نتیجہ میں سکینت اور برے عمل کے نتیجہ میں ملامت کرتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ان اعمال کو کرنے سے پہلے خبردار بھی کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے علاوہ باقی تمام جانداروں کا عمل اور نتیجہ اعمال اسی دنیا تک محدود رکھا ہے۔ یہ شرف اس نے صرف انسان کو عطا کیا کہ وہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا دوطرفہ رشتہ استوار کرے اور سدا بہار ترقیات حاصل کرے اور اس کا انعام اس نے صرف اسی محدود حیات تک نہیں رکھا بلکہ اس دنیا کے بعد پھر ایک نئی حالت کی زندگی کا وعدہ فرمایا جو کہ اس دنیا میں کئے اعمال کے نتیجہ میں وجود پائے گی۔ اس طرح وہ اعلیٰ لذات جن کے حصول کا شعور بھی اسی ذات نے عطا فرمایا اور اس کے لئے مسلسل راہنمائی کے سامان بھی بہم پہنچا دیئے تاکہ انسان اپنی نادانی کی وجہ سے اس رحمٰن و رحیم ذات کو موردالزام نہ ٹھہرا سکے۔

اس نے انسان کے شعور کو اعلیٰ ترقیات کے حصول کی طرف گامزن کرنے کے لئے ایسے انسانوں کو چنا جو کہ اپنی پاکیزگی اور ہمدردی مخلوق میں اس حد تک بڑھ گئے کہ خدا نے ان کو اپنا خلیفہ بنا کر انسانوں کو برے بھلے کی تمیز سکھائی اور ان رستوں پر چلایا جو کہ خالق حقیقی کی پسندیدہ راہیں تھیں اور جن پر چل کر انسان سہولت سے اپنے رب کا ادراک پا سکتا تھا۔ یہ اس ذات پاک کا نسل انسانی پر سراسر رحم کا سلوک تھا یہ وہ پیار تھا اپنی اس خاص مخلوق سے کہ وہ اسی راہ پر چلے جس پر چلنا اس کے لئے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ اس مقصد کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک دو نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار برگزیدہ وجود اپنا رسول بنا کر اس نسل انسانی کی راہنمائی کے لئے بھیجے جو کہ انسان کو بتدریج ترقیات کے مدارج طے کروانے پر مامور ہوئے۔ یہاں تک کہ نسل انسانیت خدا کے اس عظیم الشان وارفع ترین رسولؐ کی لائی تعلیمات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے اعلیٰ قرب کے لئے

تیار ہوگئی۔ یہ عالی وجود ہمارے آقا سرور دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کی خاطر اس نسل انسانی کی بنا رکھی گئی۔ ان ﷺ کی اعلیٰ اور ارفعیٰ تعلیمات پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خدا کے قرب کا وعدہ کیا گیا۔ ایسا قرب جو اس سے پہلے کسی کے نصیب میں نہ تھا۔ ان کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل کرنے کے نتیجہ میں انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں نبی، صدیق، شہید اور صالح کے اعلیٰ درجات کا وعدہ کیا۔ جہاں یہ وعدہ کیا گیا وہیں یہ بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ اس نبی پاک ﷺ کے نام لیوا اپنی نادانی سے اس کی راہ سے بتدریج ہٹتے چلے جائیں گے اور یہاں تک کہ ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔ اس اندوہناک پیش خبری میں جہاں یہ وعید ہے، جس کو سن کر انسان کی روح لرز کر رہ جاتی ہے، وہیں یہ خوشخبری بھی ہے کہ نسل فارس سے ایک جری اللہ ایمان کو ثریا سے اُتار لے آئے گا۔ ایسا وہ اپنے پیارے آقا و رسول ﷺ کی مکمل اطاعت و عشق میں فنا ہو کر اس کے ظِلّ کا درجہ پا کر کرے گا۔ یہ وہی موعود مہدی علیہ السلام ہوگا جس کا وعدہ اس امت سے کیا گیا اور جس کے بلند مرتبہ کا ذکر ہمارے رسول عربی ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء نے بھی بڑی عقیدت و احترام سے کیا۔ اپنے اس عاشق صادق کو اس نبی پاک محمد مصطفیٰ ﷺ نے سلام بھجوایا اور اپنے ماننے والوں کو اس تک پہنچنے کی اتنی تاکید فرمائی کہ اگر برف کے پہاڑوں پر گھسٹتے ہوئے بھی اس موعود مہدی علیہ السلام تک پہنچنا پڑے تو پہنچو کہ وہیں سے فلاح و نجات پاؤ گے کیونکہ باقی سب دروازے بند ہیں۔

ہماری خوش قسمتی کہ ہمیں اپنے رسول پاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہدایت کی روشنی میں اس عظیم الشان مصلح کو پہچاننے کی توفیق ملی۔ اگرچہ اپنے بشری تقاضوں کی وجہ سے وہ پاک وجود بنفس نفیس ہم میں موجود نہیں جو کہ خدا کی مجسم قدرت اور حجت کے طور پر ظاہر ہوا مگر اس کی نصائح تصنیفات و ملفوظات کی شکل میں محفوظ ہیں جن کا مطالعہ انسان کو زمین کی پستیوں سے اُٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی خدا کے پیارے و برگزیدہ وجود نے اپنے رب سے علم پا کر اپنے ماننے والوں کو خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کی خوشخبری سے نوازا جو کہ تا قیامت ہماری ہدایت و راہنمائی کی خاطر ہمیں عطا کی گئی۔ یہ صرف اور صرف اس ذوالجلال والاکرام خدا کی ہم پر سراسر رحمت ہے کہ یہ نعمت ہم پر نازل فرمائی۔ ایسے وجودوں کی صورت میں جو ہمارے درد کو ہم سے زیادہ محسوس کرتے ہیں اور ہمارے لئے راتوں کو جاگ جاگ کر خدا کے آستانہ پر جھکے رہتے ہیں تا ہم سکون کی نیند سو سکیں اور شیطان کے ہر شر سے محفوظ رہیں۔

جہاں خدا تعالیٰ نے ہم پر یہ فضل و احسان کیا کہ ہم میں اپنی اس نعمت عظمیٰ کو جاری و ساری رکھا وہیں ہم پر بھی یہ فرض ہے کہ ہم اس نعمت کی قدر و حفاظت اپنے دل و جان سے کریں۔ اس نعمت کی قدر صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم ان بزرگ ہستیوں کے ارشادات پر مکمل طور پر اطاعت کرنا اپنا فرض اولین بنا لیں کیونکہ اس میں کسی اور کی نہیں بلکہ خود ہماری ہی بہتری ہے۔ ان نصائح پر عمل کرنے کی صورت میں نہ صرف سکون قلب حاصل ہوگا بلکہ اپنے رب کا قرب پانے کی حقیقی مسرت و سکینت بھی حاصل ہوگی۔ خدا کرے کہ ہم اس کے رحم و فضل سے یہ توفیق پائیں اور اپنے امام الوقت کی اطاعت میں ایسے ہی ہو جائیں جیسا کہ نبض دل کی اطاعت کرتی ہے۔ آمین

تحدیث نعمت

ڈاکٹر انس احمد رشید

انسان کی زندگی میں کچھ لمحات، چند واقعات ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اندر ایسی لطافت رکھتے کہ ان کی لذت وقت کے ساتھ ساتھ بجائے گھٹنے کے بڑھتی چلی جاتی ہے اور انسان ایسے لمحات کی یادوں میں معطر پوری زندگی ہنسی خوشی گذار دیتا ہے۔ ایسے ہی چند نا قابلِ فراموش لمحات اپنی زندگی میں آئے اور زندگی کو حسین کر گئے۔ چونکہ یہ سب وارداتِ قلبی صرف ذاتی نوعیت کی ہی نہیں ہے بلکہ اجتماعی ہے اور اب کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ احساس جاگزیں ہو گیا ہے کہ یہ سب بیان نہ کرنا خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کی ناشکری ہوگی جو کہ اُس نے ہم پر کئے۔

یہ واقعات ہیں ستمبر 2005ء کے جب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سویڈن تشریف لانا تھا اور اس موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق سیکینڈے نیوین جلسہ سالانہ کا انعقاد ہونا تھا۔ اپنے کام میں کچھ تیزی لانے کے لئے دو ہفتہ کے لئے کام سے چھٹیاں لے لیں نیز افسرانِ جلسہ کو بتا دیا اور درخواست بھی گوش گزار کر دی کہ بندہ ان دنوں مکمل طور پر آپ کے ڈسپوزل پر ہے جہاں چاہے استعمال کریں۔

10 ستمبر کو مجھے امیر صاحب نے مسجد بلایا اور فرمایا کہ مالمو جانا ہے چونکہ ہمارے استقبالیہ گروپ میں ایک ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے۔ دوسری طرف افسر صاحب جلسہ سالانہ نے ڈیوٹی یاد کرواتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ کی ذمہ چونکہ فوٹوگرافی کا شعبہ بھی ہے اس لئے اپنا کیمرہ بھی رکھ لینا۔

اگلے روز قافلہ تیار ہونے پر امیر صاحب نے پُرسوز دُعا کروائی اور ہمارے مالمو کی طرف سفر کا آغاز ہوا کیونکہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈنمارک کے انتہائی کامیاب دورے کے بعد بذریعہ کار مالمو کے رستہ تشریف لا رہے تھے۔ مالمو میں بیت الحمد کو احبابِ جماعت نے سجا دیا ہوا تھا۔ تمام انتظامات سے مطمئن ہو کر احباب جماعت سے گفت وشنید میں وقت گزرنے کا احساس یہ نہیں ہوا۔ مسجد میں عید کا سا سماں تھا اور سب اس دلفریب خیال سے گہری فرحت میں تھے کہ اگلے روز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لا رہے ہیں۔ اس خوش نصیبی پر جو کیفیت ہوتی ہے اس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔

فجر کے بعد کچھ ٹھنڈ تھی مگر مطلع صاف تھا اور چند لمحوں بعد سورج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اُس بزرگ ہستی کے استقبال و دیدار کے لئے کرنوں کی مالا پہنے نکل آیا۔ بارڈر کے اس طرف کسٹم اتھارٹی کے ایریا کے پچھلی طرف حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کا انتظام تھا۔ وہاں پہنچ کر انتظار کی لمبی گھڑیاں شروع ہوگئیں ہمارے درمیان ایک مکمل سکوت تھا اور سب اپنے خیالات میں مگن تھے۔ کچھ ہی دیر بعد اچانک حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی نظر آئی اور دل اس تیزی سے دھڑکنے لگا جیسے آج سینے سے باہر ہی آ جائے گا۔ تیزی سے ہی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی ہمارے قریب پہنچ کر رک گئی دروازہ کھلا اور ایک ایسا نورانی چہرہ وا ہوا کہ جس کی چکاچوند کے مقابل سورج کی روشنی بالکل ماند پڑ گئی۔ وہ چہرہ! آفتاب نبوت کے نور کا پرتو! ایسا دمک رہا تھا کہ ہزار سورجوں کی روشنی بھی اس کے مقابل ماند پڑ جائے۔ ہم سب اس کشش میں جذب ہو کر بالکل مبہوت سے ہو کر رہ گئے تھے۔ چند لمحوں کے بعد شعور جاگا تو امیر صاحب نے بھاگ کر مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ ساتھ ہی مجھے بھی ہوش آیا اور اپنا کیمرہ سیدھا کیا۔ اس کے بعد مکرمی مربی صاحب مشرف بہ مصافحہ ہوئے اور اس کے بعد دیگر سب احباب۔ بندہ حسب توفیق تصویریں کھینچنے میں مصروف تھا۔ جب سب احباب مصافحہ کا شرف حاصل کر کے پیچھے ہٹ گئے تو میری نظریں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظروں سے چار ہونے کی گستاخی کر گئیں۔

اچانک یوں لگا جیسے ان آنکھوں نے مکالمہ شروع کر دیا ہو۔ ان آنکھوں نے انتہائی شفقت سے کہا کہ تم کیوں پیچھے کھڑے ہو آ ؤ اور آ کر مصافحہ کا شرف ولطف اُٹھا لو۔ ان مسکراتی آنکھوں کی اجازت پا کر مصافحہ کا شرف پایا۔ ہاتھ ملاتے ہی ہوں لگا جیسے پورے جسم میں ایک بجلی سی سرایت کر گئی ہو اور ایک عجیب کیفیت اس کے علاوہ کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس شرف کے بعد دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے ایک خواہش پیدا ہوئی کہ حضور کی قریب سے تصویر لی جائے۔ ایسے لگا جیسے میرے خیالات کا علم حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بغیر میری طرف دیکھے ہی ہو گیا اور انہی بولتی

آنکھوں نے انتہائی وضاحت سے ایک پُرشفقت مسکراہٹ کے ساتھ اجازت مرحمت فرمادی۔ پانچ چھ تصویروں کے بعد جب بندہ خود ہی کچھ شرم سے رک گیا تو ان آنکھوں نے کہا کہ ٹھیک بس اب کافی ہے۔اس کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوبارہ گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور بیت الحمد مالمو کی طرف سفر شروع ہو گیا۔

مسجد کے لان میں بچے و بچیاں جمع تھے اور حضورِانور کی تشریف آوری کی خوشی میں والہانہ انداز میں نظمیں پڑھ رہے تھے اور تمام افرادِ جماعت خوشی سے پُرنم آنکھوں کے ساتھ موجود تھے۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر ازراہ شفقت ان بچوں کے پاس کھڑے رہے اور پھر تمام موجود احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔اس کے بعد حضور مسجد کے اندر تشریف لے گئے تو یوں لگا جیسے باہر کے تمام رنگ ایک دم اپنی رعنائیاں کھو گئے مگر اس بابرکت وجود کے قرب کا احساس اتنا شدید تھا کہ کوئی بھی اس جادوانہ کیفیتِ لذت سے باہر نہ تھا۔لجنہ کے اپنے ہال کے اندر جاتے ہی باہر موجود احباب فرطِ مسرت سے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے بغلگیر ہونے لگے۔یہ ایک ایسی خوشی تھی جس میں تمام برابر کے شریک تھے اور کون زیادہ خوش تھا اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں نمازِ ظہر و عصر پڑھنے کی توفیق ملی۔جن خوش قسمت احباب کو یہ سعادت نصیب ہو چکی ہے وہ جانتے ہیں کہ اس دوران بندہ کون و مکاں کی حدود سے آزاد ہو کر کہیں اور ہی پہنچ جاتا ہے جہاں صرف ایک ہی شیریں آواز سنائی دے رہی ہوتی ہے اور یونہی محسوس ہوتا ہے جیسا کہ تمام کائنات اس آواز کی اقتدا میں سجدہ ریز ہو گئی ہو۔اس رب العزت کا بے انتہا شکر و حمد ہے کہ جس نے اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران سوائے دو نمازوں کے سب نمازوں میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔ نماز کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈنمارک کے قافلہ کو شرفِ معانقہ عطا فرما کے رخصت فرمایا۔اس کے کچھ دیر کے بعد احبابِ جماعت مالمو کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انفرادی و فیملیز کے ساتھ ملاقات تھی۔مسجد میں تو ویسے ہی تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اس لئے ہم تو باہر چلے گئے۔کچھ دیر کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکریٹری مکرمی مولانا منیر جاوید صاحب کا پیغام آیا کہ فوری طور پر آئیں کچھ کام ہے۔یہ پیغام سنتے ہی ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ یااللہ! خیریت ہو۔خیر بھاگم بھاگ پہنچا تو الحمدللہ ہر لحاظ سے خیریت تھی بس اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی کرم مجھ پر ہی کرنا تھا۔کونے میں ایک کرسی پر مجھے بٹھا دیا گیا۔ملاقاتوں سے فارغ ہونے کے باہر جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باہر تشریف لائے تو مکرمی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے خاکسار کا تعارف کروایا۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بندہ ناچیز سے مصافحہ فرمایا اور خود ہی پوچھنا شروع کر دیا کہ اچھا تو چوہدری ظہور احمد صاحب کے نواسے ہو۔ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے بیٹے ہو۔کیا کرتے ہو اور کیا سپیشلٹی ہے وغیرہ۔اس دوران ہاتھ اپنے ہاتھ میں ہی رکھا۔اپنی جو حالت ہو رہی تھی وہ تو بیان نہیں ہو سکتی ہر سوال کا جواب جی حضور تک ہی محدود تھا اور آواز تھی کہ حلق سے باہر نہیں نکل رہی تھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ڈاکٹرز تو بہت بولتے ہیں آپ کیسے ڈاکٹر ہیں۔اس کا جواب بھی نہیں تھا۔وہاں کسی ڈاکٹر کا وجود کہاں رہ گیا تھا وہ تو ایک موم کا پُتلا تھا جو کہ اس ہاتھ میں آ کر پگھل کر رہ گیا تھا اور اس نئی ہیئت پر کہ جہاں اپنا وجود ختم ہو کر رہ گیا تھا انگشتِ بدنداں و نازاں تھا۔

کچھ دیر بعد نمازِ عشاء کا وقت ہو گیا اور ایک دفعہ پھر لذاتِ روحانیہ کا لطف نصیب ہوا۔نماز فجر کے کچھ دیر بعد روشنی ہونا شروع ہوئی اور ہم مسجد کے لان میں مختلف چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں کھڑے گپ شپ کر رہے تھے۔چائے کی فراوانی بھی تھی غرض کہ کسی شے کی کمی نہ تھی۔بندہ مکرمی سید کمال یوسف صاحب کی دلربا گفتگو سے محظوظ ہو رہا تھا کہ اچانک مسجد کے دروازہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلوہ افروز ہوئے اور پتہ چلا کہ پیدل سیر پر تشریف لے جا رہے ہیں۔چند لمحے اسی کشمکش و پیچ میں رہے کہ آیا ساتھ جانے کی اجازت ہے کہ نہیں۔وہاں اجازت کس سے لیتے۔دل نے کہا کہ ایسا شرف پھر کہاں حاصل ہونا ہے ساتھ ہو جا۔اسی بے خودی میں پیچھے پیچھے چل دیئے اور کوشش یہی رہی کہ جس جگہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کہ قدم پڑیں اسی جگہ قدم پڑے۔اس سیر کا جو انداز تھا کہ جس طرح عشاق اس پیارے برگزیدہ وجود کے دائیں بائیں اور پیچھے چل رہے تھے اس نے خیالات کے پردہ پر قادیان دارالامان میں ہونے والی ان سیروں کی یاد تازہ کر دی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا کرتے تھے اور عشاق کا ایک ہجوم اس مبارک وجود کا ایک ایک لفظ سننے

کے لئے بیتابی سے دائیں بائیں چلا کرتا تھا۔ اس سیر میں ان خیالات نے ایک عجیب بے خودی کا عالم طاری کر دیا اور دل خدا کی حمد و ثنا سے بھر گیا کہ جو دینے پر آئے تو اپنے خطا کار بندوں کو بھی بے حساب نواز دیتا ہے۔
اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ مقامی سے ازراہِ شفقت میٹنگ کی۔ اس موقع پر فوٹوگرافر کی حیثیت سے مجھے بھی بلا لیا گیا۔ جب تصویر کھینچنے کا موقع آیا تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ تفنن فرمایا تو اچھا آپ فوٹوگرافی بھی کر لیتے ہیں۔
اس کے بعد یوتھے بوری کی طرف روانگی تھی۔ اس دوران مالمو میں ایک مقام پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایک زمین دکھائی گئی جس کی خرید کے لئے کوشش کی جارہی تھی اور ملنے کی بہت امید تھی۔ مکرمی احسان اللہ صاحب نے اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مسجد کے نقشہ جات دکھائے جن کے ملاحظہ کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید کچھ ہدایات دیں۔ اسی موقع پر مکرمی احسان اللہ صاحب نے درخواست کی کہ مسجد کی زمین کی خرید کے سلسلہ میں تمام اخراجات وہ ادا کرنا چاہتے ہیں جس پر حضورِ انور نے اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے قبول فرمایا۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دُعا کی درخواست کی گئی تو حضورِ انور نے فرمایا کہ جب زمین خرید لیں گے تو پھر دُعا کریں گے۔ سبحان اللہ! ان بابرکت الفاظ میں جس پرلطیف انداز میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جہاں یہ اشارہ فرمایا کہ زمین کی خرید میں چستی دکھائیں وہیں یہ بھی اشارہ فرما دیا کہ اس کے بعد وہ ہمیں یہ سعادت بھی انشاءاللہ دیں گے کہ بنفسِ نفیس تشریف لا کر دُعا فرمائیں۔
اس کے بعد قافلہ یوتھے بوری کے لئے روانہ ہو گیا اور فرشتوں کی حفاظت میں بخیر و عافیت پہنچ گیا۔ وہاں مسجد کو سجایا گیا تھا۔ بچے و بچیاں والہانہ انداز میں استقبالیہ نظمیں پڑھ رہے تھے اور وہاں موجود ایک کثیر تعداد احبابِ جماعت و لجنہ کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا سب اپنے آقا کے دیدار کے لئے بے چین تھے۔ مکرمی امیر صاحب کے مقرر کردہ انچارج مکرم انور رشید صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنے کی سعادت پائی اور اسی طرح عزیزم و دود احمد رشید نے، جو کہ اس سال کے معیارِ صغیر کے بیسٹ وقفِ نو قرار پائے تھے، پھولوں کا گلدستہ پیش کرنے کا شرف پایا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام مسجد و دیگر انتظامات کا جائزہ لیا۔
یوتھے بوری میں چونکہ اب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قیام چند دنوں تک تھا جس میں سفر کے علاوہ ہر قسم کی دیگر مصروفیات بہرحال تھیں۔ اس دوران قافلہ کے دیگر ممبران سے تعارف ہوا۔ مکرمی مرزا وقاص صاحب بھی اس قافلہ میں تھے مگر ان کی طبیعت میں غالباً بہت خاکساری اور شرمیلا پن ہے جس کی وجہ سے ایک دو دن تک علم نہیں ہو سکا کہ وہ بھی اس قافلہ میں ہیں۔ وہ غالباً خاموش طبع واقع ہوئے ہیں اور ان کے احترام کی وجہ سے بھی ان سے زیادہ گفتگو نہ ہو سکی۔ مکرمی مولانا منیر جاوید صاحب تو ہر وقت ڈیوٹی پر ہی ہوتے تھے اور انتہائی مصروف۔ ان کو ہم نے تو انتہائی شفیق اور صرفِ نظر کرنے والا پایا۔ ہماری کوتاہیوں اور نالائقیوں کو ہمیشہ نظر انداز کرتے ہوئے صحیح راہنمائی فرماتے رہے۔ مکرمی مولانا عبدالماجد صاحب طاہر بھی اس قافلہ میں نمایاں تھے۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ رہتی تھی۔ لگتا تھا جیسے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہمیشہ مسکراتے رہنے کی تحریک پر پوری طرح کاربند ہیں۔ انتہائی صاحب علم بزرگ ہیں اور اسی حساب سے ہمیں ان کی طبیعت میں خاکساری نظر آئی۔ مکرمی مبارک ظفر صاحب جس طرح لندن میں مصروف ہوتے ہیں اسی طرح یہاں بھی مصروف نظر آئے۔ مگر چہرے پر مسکراہٹ سجائے نظر آئے مگر زیادہ بات چیت کرنے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی۔ مکرمی میجر محمود صاحب جو کہ شعبہ حفاظت کے انچارج ہیں ان کی شخصیت بھی ایسی دلربا ہے کہ بڑوں اور نوجوانوں میں یکساں مقبول۔ ہر لحہ الرٹ رہتے ہیں اور ہر شخص کو بچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہم سے نادانستگی میں غلطیاں ہو جاتی تھیں جس کی بہت سی وجوہات کے علاوہ صلاحیتوں کی کمی بھی تھی۔ انہوں نے جہاں دیکھا کہ غلطی ہونے لگی ہے فوراً نشاندہی کر دی تا غلطی نہ ہو۔ ان کے ساتھ میں نے ڈیوٹی پر موجود خدام کو انتہائی پیار و عقیدت کے ساتھ لپٹ لپٹ کر تصاویر کھنچواتے دیکھا۔ ان کے ہم بھی زیرِ احسان ہیں۔ ایک دن ہم مکرمی میر محمد احمد ناصر صاحب کو ان کے والدِ بزرگوار کا تعارف کروانے کی غلطی کرنے ہی لگے تھے اور انہوں نے بھی اس تعارف کے سننے میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا کہ میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی مکرمی میجر صاحب نے روک دیا یہ کہہ کر کہ وہ ان کے والد صاحب ہیں۔ یہ سنتے ہی کچھ اپنی خفت مٹانے کیلئے اور کچھ عقیدت سے مکرمی میر صاحب سے بغلگیر ہو گئے۔

الگ ہونے کے بعد مکرمی میر صاحب نے پھر یہ کہتے ہوئے بغلگیر کر لیا کہ ایک دفعہ پھر ملیں کہ میں ان کا بہت لاڈلا بیٹا ہوں۔ اس طرح ایک بزرگ باپ کے بیٹے نے انہی نقوش پر شفقت کا سلوک کیا۔ مکرمی میر صاحب کے متعلق بھی مختلف روایات سننے میں آئیں کہ جن سے ان کی الرٹ شخصیت پر روشنی پڑتی ہے۔ ہم نے انہیں دن اور رات کے مختلف حصوں میں بارہا دیکھا اور ہمیشہ چاک و چوبند پایا۔ سنا ہے کہ وہ کمر بستر پر نہیں لگاتے۔ ان کو دیکھ کر قرون اولیٰ کے ان مجاہدوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو کہ شہ سواری کے دوران ہی نیند پوری کر لیتے تھے۔ ان کی عقابی نظروں نے سنا ہے کہ جہاں سب عملہ حفاظت کو الرٹ کر دیا ہے وہیں مکرمی میجر صاحب کو پرسکون کر دیا ہے۔ ان کی عقابی نظروں کا ذاتی تجربہ بھی ہو گیا کہ ناروے سے واپسی پر بارڈر پر انہوں نے کہیں ذکر کیا کہ انہیں ایک ناروے کے جھنڈے والا چھوٹا سا بروچ اچھا لگا ہے۔ وہیں ایک اس قسم کے سوونیئرز کی دوکان تھی ہم ان کے منع کرنے کے باوجود وہاں چلے گئے۔ ہم تین بندے تھے اور بروچ نہ ملنے پر دوکاندار سے پوچھا مگر اس کو بھی نہ ملا۔ اندر جا کر اس نے اپنے سٹور میں بھی دیکھا اور کہا کہ ختم ہو گئے ہیں۔ ہم نے باہر آکر انہیں بتا دیا کہ ختم ہو گئے ہیں مگر آگے جا کر مل جائیں گے۔ آگے جا کر جب قافلہ نے پڑاؤ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے کوٹ پر وہ بروچ لگا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر نہ رہا گیا اور ان سے پوچھ ہی لیا کہ کہاں سے لیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی دوکان سے جہاں آپ کو نہیں ملا تھا۔ اس پڑاؤ کے دوران وہ ہمارے سامنے ہی رہے تھے اور ہم نے نہ تو انہیں اس دوکان میں جاتے دیکھا اور نہ ہی نکلتے دیکھا۔ پھر اپنی ذمہ داری کے لحاظ سے بھی وہ چند لمحوں سے زیادہ ادھر اُدھر نہیں ہوتے۔ یہ معمہ ہی رہے گا کہ وہ کس وقت تیزی سے جا کر وہ بروچ خرید لائے دوسری طرف یہ افسوس بھی رہے گا کہ یہ سعادت ہمیں نہ حاصل ہوئی۔

حضور انور کے دورہ سے قبل کئی ایک معاملات میں بات کی تان اس بات پر جا کر ٹوٹ جاتی تھی کہ یہ مکرم بشیر صاحب ہی بتائیں گے یا یہ کہ مذکورہ کام کے متعلق ان کے تھرو اجازت لی جائیگی۔ جس سے ان کی شخصیت کا جو تاثر بنا وہ ایک خاصی سخت گیر اور لے دے کے رہنے والے کی تھی۔ جب ان کو دیکھا اور ملاقات ہوئی تو یہ سب تاثر ایک لمحے میں ختم ہو گیا۔ ان کے اندر خلیفہ وقت اور اس کے اہل کے لئے جو محبت محسوس ہوئی ویسی محبت کم کم ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ ان کی شخصیت قرب خلافت میں رہنے کی وجہ سے ایسی ہو گئی ہے جیسے سُنبل کی نرمی اور ریشم سی ملائمت۔ ان کا ہمارے ساتھ بہت پیار و احسان کا سلوک رہا۔ باقی ممبران قافلہ جو کہ حفاظتی عملہ اور رضا کار ڈرائیوروں پر مشتمل تھا جن میں سے بعض اپنی گاڑی سمیت شامل تھے۔ ان سب سے کافی گپ شپ رہی اور تمام کے تمام کو میں نے خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت میں سرشار پایا۔ گویا یہ قافلہ کیا تھا مختلف خصوصیات سے متصف فرشتہ صفت انسانوں کا مجموعہ تھا کہ جن کو قریب سے دیکھنا از دیاد ایمان کا باعث بنتا ہے۔

اگلے روز فیملیز کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں تھیں اور ملاقات یوں لگا کہ چند لمحات میں ختم ہو گئی۔ اس کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت نیشنل مجلس عاملہ و ذیلی مجالس کی عاملہ جات کے ساتھ میٹنگ تھی جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح سے مستفید ہونے کی توفیق پائی۔ خاکسار کا اپنے کام (تعلیم و تربیت) کے سلسلہ میں یہ نظریہ تھا کہ کسی کو ایک بات تین دفعہ اپنے حساب سے اچھی طرح کہہ دینے سے بندہ بری الذمہ ہو جاتا ہے اور مزید کچھ کہنا بیکار ہے۔ خاکسار کو نصیحت فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تربیت کی خاطر اگر کسی کو چار ہزار مرتبہ بھی کہنا پڑے تو کہیں اور پھر بھی تھکنا نہیں بلکہ کہتے چلا جانا ہے۔ سبحان اللہ! کس طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے تو اس عہدہ دار کے غلط نقطہ نظر کی اصلاح فرمائی اور اصلاح کرنے کی فلاسفی کتنے آسان الفاظ میں بیان فرما دی۔ مجھے تو یوں لگا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک لبوں سے یہ بات خاص طور پر میری اور میرے جیسے دوسرے نام نہاد اصلاح کنندگان کی اصلاح کے لئے نکلوائی اور جماعت میں تربیت کرنے کی گراں قدر ذمہ داری نبھانے کا زریں اصول عین قرآنی اصول کے مطابق رائج فرما دیا۔

ایک دن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سیر کا پروگرام تھا جس میں یو تھے بوری کے میوزیم دیکھنا بھی شامل تھا۔ اس صبح مجھے بتایا گیا کہ میوزیم میں پہنچ جائیں، کیوں؟ نہ میں نے پوچھا اور نہ ہی بتایا گیا۔ وہاں پہنچے تو پتا چلا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میوزیم دیکھنے تشریف لا رہے ہیں اور اندر جا کر ایک جائزہ لے آؤ۔ میوزیم کے داخلے پر میوزیم کے دو

ڈائیریکٹرز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے کافی دیر سے موجود تھے۔ ان کا آفیشل کیمرہ مین بھی تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دلچسپی کے ساتھ اس میوزیم کو دیکھا ایک گائیڈ جو کہ اس میوزیم میں موجود نوادرات کی ایکسپرٹ تھی تفاصیل بتانے ساتھ ساتھ تھی۔ ایک ہیروی دستاویز حضور کی دلچسپی کا باعث بنا جس کی حضورِ انور نے خود مووی بنائی۔ ایک جگہ یوتھے بوری کا ماڈل تھا۔ حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ یوتھے بوری کا کل رقبہ کتنا ہے جس کا جواب وہاں موجود کوئی شخص نہ دے سکا (بعد میں تحقیق کے مطابق رقبہ 44500 ہیکٹر ہے)۔ بندہ کیمرہ کے پیچھے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصاویر کھینچنے کا شرف ولطف اُٹھا رہا تھا۔ اس کے بعد میوزیم کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک کافی کی دعوت کا انتظام تھا۔

اس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔ ہم آخری گاڑی میں تھے کہ اچانک مکرمی میجر صاحب کی طرف سے پوچھا گیا کہ انور صاحب کدھر ہیں۔ وہ بھی اسی گاڑی میں تھے۔ ان کو کہا گیا کہ اپنی گاڑی قافلہ کے آگے لے آئیں۔ اس کے بعد انہیں کہا گیا کہ ڈاکٹر انس صاحب کے گھر کے قریب سیر گاہ ہے وہاں چلیں۔ یہ پتہ چلنا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤں خوشی سے پھول گئے۔ اللہ! اللہ! کیا عظمت ہے اس کے پیارے خلیفہ کی کہ جس نے اپنے ادنیٰ ترین خادم کی درخواست قبول فرمائی۔ درخواست بھی اس طرح کہ فیملی ملاقات کا جب وقت ختم ہو گیا تو اس وقت ہمت کر کے کہا کہ ہمارے گھر کے پاس ایک بہت خوبصورت اور پُرسکون ساحل سمندر ہے جہاں سیر کی جاسکتی ہے۔ اس دوران مکرمی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اندر تشریف لا چکے تھے اور حضور انور کسی کام کے سلسلہ میں ان سے بات کرنا شروع ہو گئے تھے۔ نہ تو حضور نے اظہار ہونے دیا کہ انہوں نے بات سن لی ہے اور نہ ہی بندے نے اپنی بات سنوانے کے لئے کوئی بے ادبی کی۔ مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کرتے ہوئے اپنی خوش بختی پر نازاں کمرہ ملاقات سے باہر آ گئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو پین بھی عطا فرمائے جو کہ انہوں نے جزاکم اللہ کہتے ہوئے خوشی خوشی وصول کئے۔

سیر گاہ کی اندرونی طرف کی پارکنگ میں جب گاڑیاں کھڑی ہوئیں تو مکرمی میجر صاحب نے مجھے کہا کہ جائیں حضور کے پاس۔ حضورِ انور کے قریب جا کر بتایا کہ دو طرف ہم جا سکتے ہیں جس میں سے حضورِ انور نے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ والے رستہ کو پسند فرمایا نیز فرمایا کہ آگے آگے چلیں۔ اسی دوران ہمت کر کے حضور انور سے یہ درخواست بھی کر دی کہ حضور یہاں قریب ہی میری رہائش ہے اگر کچھ دیر کے لئے تشریف لے آئیں۔ الفاظ منہ سے بمشکل ادا ہو رہے تھے۔ حضور انور نے مشکل آسان کرتے ہوئے پوچھا کہ وہاں کیا ہے؟ جس پر بندہ ناچیز نے کہا کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے مگر حضور کے آنے سے برکتیں آجائیں گی۔ جس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسکراتے ہوئے درخواست قبول کر لی اور فرمایا کہ بس تھوڑی سی دیر کے لئے آجائیں گے۔ بندہ خوشی سے اس بچے کی طرح کہ جس کو اپنا من پسند کھلونا مل جائے خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ سیر کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے حسب وعدہ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ حضرت آپا جان اور ان کی بہو محترمہ بھی تشریف لائیں۔ ہماری جو حالت تھی وہ بیان کرنے کے لئے الفاظ ناکافی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام گھر کو اپنے مبارک قدموں سے بابرکت فرما دیا۔ زیادہ حصہ میں خاکسار کو آگے آگے گھر دکھانے کے لئے فرمایا مگر جب کچن کی باری آئی تو استفسار فرمایا کہ گھر والی کدھر ہے۔ بیگم نیچے حضرت آپا جان کے پاس برکتیں لوٹ رہی تھیں۔ حضور انور کے ارشاد پر وہ آئیں تو پھر حضور نے کچن میں داخل ہوئے۔ پیچھے لان میں بھی حضور انور نے دیکھا اور پھول سبزہ دیکھ کر پسند فرمایا کہ بہت اچھا ہے۔ اس موقع پر میرے بھائی انور رشید صاحب بھی ساتھ تھے انہوں نے حضور انور سے کہا کہ یہاں ہم باربی کیو کرتے ہیں بہت مزا ہتا ہے اگر حضور انور اس کی سعادت عنایت فرمائیں تو انتظام کریں۔ اس پر پیارے آقا نے انتہائی شفقت سے فرمایا نہیں اس دفعہ نہیں مگر اگلی دفعہ سہی انشاء اللہ۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دیدار مبارک ہر نماز پر ہوتا رہا۔ جمعرات کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ بچیوں اور بچوں کی ازراہ شفقت قرآن شریف کی آمین کروائی۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک میٹر سے بھی کم فاصلہ پر بیٹھنے کی اور تصاویر کھینچنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہماری سب سے چھوٹی بیٹی بجیلہ طوبیٰ کی خوش قسمتی اور اعلیٰ نصیب کے اللہ تعالیٰ نے اس کی تقریب آمین حضور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز سے کروائی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سعادت کے طفیل اسے قرآن سے سچا عشق نصیب ہو اور دل و دماغ اس کے نور سے روشن رہیں۔ آمین

جیسا کہ اس مضمون کے آغاز میں بیان کیا ہے کہ دو ہفتے اس موقع پر جلسہ سالانہ کے کاموں کے لئے وقف کئے تھے۔ اپنے شعبہ (پریس ریلیشنگ) کے سلسلہ میں کافی ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود کوئی رسائی نہ ہو رہی تھی مگر اس کے باوجود خدا گواہ ہے کہ بالکل ناامیدی اس مسبب الاسباب ذات سے نہیں تھی اور دوسری طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جو تائید و نصرت کی تیز ہوائیں چلتی ہیں ان پر مکمل بھروسہ تھا اور معجزات کے ذاتی مشاہدہ ہونے اور گواہ ہو جانے کی سعادت ملنے کا یقین بھی تھا۔ جیسے ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مقدس قدم یوتھے بوری کی سرزمین کو چھوئے ایسا لگا کہ ہوا کا رخ بدل گیا۔ یہاں کے نیشنل ریڈیو سٹیشن P1 کی صحافی کا فون آیا کہ وہ انٹرویو کرنے اور رپورٹ بنانے مسجد آنا چاہتی ہے۔ اس نے مکرمی امیر صاحب اور مربی صاحب سے معلومات حاصل کیں اور خاکسار کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا اور انٹرویو سمیت آدھے گھنٹے کا پروگرام دیا۔ بعد میں یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ لوگ ابھی تک ریڈیو بہت سنتے ہیں۔ اور زیادہ لوگوں نے مجھ سے ریڈیو انٹرویو کا ذکر کیا بہ نسبت ٹی۔ وی انٹرویو کے۔ یہاں کے دو نیشنل ٹی۔ وی چینلز نے نمایاں کوریج دی۔ ایک چینل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کے متعلق اور دوسرے چینل نے اپنے سیکنڈے نیوین جلسہ کی خبر کے متعلق پروگرام دیا۔ اس کے بعد TV4 نے ہماری مسجد کے حوالے سے ایک کافی لمبا پروگرام دکھایا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔ یہاں کی ایک بڑی اخبار Göteborg Posten، جس کی سرکولیشن 576,000 سے زیادہ ہے، نے دو صفحات پر پھیلی ہوئی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نمایاں تصویر کے ساتھ خبر شائع کی۔ ان کا صحافی خود آیا اور پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو کے لئے کئی دفعہ فون کیا جو کہ بعض وجوہات کی بناء پر نہ ہو سکا۔ یہ سب کچھ جس طرح ہوا اس میں انسانی کوشش کا کوئی دخل نظر نہیں آتا بلکہ یہ سراسر خدا تعالیٰ کا ایک زندہ نشان ہے جو کہ بہت سوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے کہ اس کی تائید و نصرت اپنے پیارے اور مقبول خلیفہ وقت کے ساتھ ہر لحظہ ہوتی ہے جس کو دیکھ دیکھ کر مومنین ایمان میں ترقیات کی منازل طے کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ معززین شہر کا ایک عشائیہ تھا جس کے انچارج مکرم انور رشید صاحب تھے اور خاکسار ان کی نیابت کر رہا تھا۔ اس فنکشن میں وزیر مملکت برائے تعلیم و مذہبی امور نے بنفس نفیس شرکت کی نیز حکومتی پارٹی کی پارلیمانی لیڈر بھی اس موقع پر موجود تھیں اور اس کے علاوہ 18 ممبر پارلیمنٹ جن میں سے اکثر کے پاس داخلی امور، فارن افیئرز نیز اور متفرق ذمہ داریاں تھیں، نائب میئر یوتھے بوری ور یوتھے بوری کی اکثریتی پارٹی کے سیکرٹری و مختلف سماجی مشہور کارکن اور یوتھے بوری یونیورسٹی اور میڈیکل کالج کے پروفیسرز وغیرہ شامل تھے۔ اس کے علاوہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ریجنل چیف اور یوتھے بوری کے سینئر افسران بھی اس عشائیہ میں شامل ہوئے۔ یہ عشائیہ اپنے شرکا کے لحاظ سے تاریخی نوعیت کا تھا اور اس قسم کا اجتماع اس سے پہلے یورپ کی تاریخ میں شاید ہی منعقد ہوا ہو۔ ان سب کی خوش قسمتی کہ انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پُر معارف خطاب سننے کی سعادت ملی۔ ہمارے مکرمی امیر صاحب جنہوں نے اس پروگرام کو کنڈکٹ کرنا تھا ان کا گلا اچانک شدید پکڑا گیا اور آواز بالکل بیٹھ گئی جس کی بنا پر خاکسار کو سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس فنکشن میں ایک پُرتکلف دعوت کا بھی انتظام تھا جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چند مہمانات کی ہاتھ ملانے کی درخواست ازراہ شفقت قبول فرماتے ہوئے نہ صرف ان سے بلکہ وہاں موجود تمام مرد حضرات کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ جس کا ایسا اثر ہوا کہ کئی ایک کی آنکھیں جذبات سے نم تھیں۔ اس ضمن میں ایک واقعہ کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے قریباً ایک ہفتہ کے بعد ایک پروفیسر صاحب مجھے ہاسپٹل میں ملے۔ وہ بیرون ملک ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہونے کی معذرت کر چکے تھے۔ ملنے پر پہلے تو اس فنکشن میں شامل نہ ہونے پر افسوس کیا اور پھر کہنے لگے کہ تھوڑا سا میرا ہاتھ بھی پاک ہو گیا ہے۔ میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ ایک اور پروفیسر جن کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی وہ کئی دن بڑے فخریہ انداز میں دوسروں کو یہ کہہ کر ہاتھ ملاتے رہے کہ ان ہاتھوں کو ایک خلیفہ کے ہاتھوں نے چھوا ہے۔ وہ صاحب جب مجھے

اس کے بعد ملے تو بہت جذباتی انداز میں شکریہ کیا کہ ان کو یہ موقع فراہم کیا گیا۔اسی طرح اورلوگوں نے بھی اپنے انداز میں شکریہ کیا۔چندخواتین جو کہ ہماری تعلیم اور فلاسفی سے صحیح واقف نہیں انہوں نے دبے الفاظ میں شکوہ بھی کیا کہ اتنے بڑے انسان سے ہاتھ ملانے کا انہیں موقع نہیں ملا۔ انہیں چونکہ پہلے سے ہی حفظ ماتقدم کےطور پر بتا دیا گیا تھا اس لئے انہوں نےصرف اپنی محرومی کا ہی اظہار کیا۔

بڑوں سے سن رکھا تھا کہ جب بھی بزرگوں کی ملاقات کو جاؤ تو باوضو ہو کر جاؤ۔اس دورہ کے دوران تہیا کیا کہ جہاں بھی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سامنا ہونے کا موقع ہوتو باوضو رہوں تو الحمداللہ خدا نے فضل کیا اوراس دوران ایک بھی موقع ایسا نہ آیا جب کہ حضور پر نظر پڑی اور وضو نہ ہو۔اللہ کرے کہ آئیندہ بھی اس پر عمل کرنے کی مسلسل توفیق ہو کیونکہ جوفوائداس سے حاصل ہوئے ناقابل بیان ہیں۔(آمین)

اس جلسہ سالانہ کے موقع پر امریکہ کے نائب امیر مکرم ڈاکٹرنسیم رحمت اللہ صاحب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر تشریف لائے اور ان کی میزبانی کا شرف بندے کو حاصل ہوا۔جس روز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ناروے روانگی تھی اس دن صبح کو چار پانچ بجے کے قریب مکرمی ڈاکٹر صاحب کی فلائیٹ تھی۔ناروے میں جس جگہ ناروے کے احباب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے آئے تھے اس جگہ کچھ دیر کے لئے پڑاؤ تھا جہاں سے سویڈن کے احباب کی واپسی تھی۔وہاں سب احباب پروانوں کی طرح اپنے آقا کے گرد جمع تھے۔اس موقع پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار سے پوچھا کہ ڈاکٹرنسیم رحمت اللہ صاحب خیریت سے چلے گئے۔جس پر مثبت جواب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ خود چھوڑ کر آئے تھے۔دوبارہ مثبت جواب ملنے پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔مکرمی ڈاکٹر صاحب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مہمان تھے اوراپنے مہمان کے آرام اور بخیریت روانگی کا حضورانور کو کتنا فکر تھا اس سے حضورانور کی اعلیٰ مہمان نوازی کا پتہ چلتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی نوازشات یہیں ختم نہیں ہوئیں بلکہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دورہ کے اختتام پر ناروے کے بارڈر تک اور پھر ناروے سے واپسی پر ناروے کے بارڈر سے مالموتک قافلے کی لیڈنگ گاڑی کی ڈرائیونگ کی سعادت ملی۔سفر واپسی میں ایک ریستوران کے لان میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر پڑھائی جس میں نہ جانے کیا ہوا۔ایسا لگا جیسے ہم اس عالم میں نہیں ہیں بلکہ کہیں ایسی جگہ ہیں جہاں صرف سکون ہی سکون اور ہر طرف ایک پر کیف سرور کی ہوا ہے جس میں صرف ایک سریلی آواز سنائی دے رہی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے وہ آواز ہمارے سامنے سے نہیں بلکہ اوپر خدا کے دربار سے براہ راست آرہی ہو۔اس کیفیت کا ذکر مکرم مربی صاحب اور دوسرے دوستوں نے بھی کیا۔الحمداللہ ثم الحمداللہ کہ اس نے مجھ جیسے خطا کار کو بھی یہ موقع نصیب فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب یوتھے بوری سے رخصت ہو رہے تھے تو الوداع کے لئے آئے ہوئے تمام مردحضرات نے تو کسی نہ کسی طرح اپنے جذبات پر قابو کیا ہوا تھا مگر آنکھیں نم تھیں۔وہاں آئی خواتین زاروقطار رورہی تھیں اوران کیساتھ بچے بھی۔ماحول اتنا اداس ہو گیا تھا کہ برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔یوں ہی تھا جیسے کوئی سینے سے دل نکال کر لے جا رہا ہو۔ہم اپنے بچوں کو ساتھ لے کر نہیں گئے تھے تا کہ مسجد میں زیادہ بھیڑ نہ ہو۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جانے کا انہوں نے بہت صدمہ محسوس کیا اور میری چھوٹی بیٹی جس کی آمین حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کروائی اوراس کے قرآن پر اپنی شفقت کے اظہار میں دستخط بھی ثبت فرمائے کئی دن تک چھپ چھپ کر روتی رہی۔اب کوئی بتائے کہ خلیفہ وقت کے لئے یہ محبت جو کہ ہمارے آقا اور روحانی باپ ہیں ان بچوں کے دلوں میں کس نے ڈالی۔کیا یہ اس بات کا زندہ ثبوت نہیں کہ وہ کامل قدرتوں والا خدا خود اپنے تصرف سے دلوں کو اپنے تائید یافتہ کی طرف پھیر دیتا ہے۔

نظم ... آمد حضور

مکرمہ شاہدہ متین سجاد صاحبہ

لب پہ آئی دعا پھٹ گیا آسماں
سن لی میری ندا تو نے اے مہرباں
بعد از ہشت برس کوئی آیا ادھر
تھے سبھی منتظر پیاسے دل سر بسر
مٹ گئے فاصلے یہ حسیں قافلے
ساتھ لایا حبیب جاگے اپنے نصیب
بانٹ لو برکتیں الفتیں چاہتیں
ہے عطائے مجیب آیا میرا حبیب
باغ احمد کی سرسبز شاخیں بنو
تاج تثلیث پر لا الہ چنو
دست مسرور پرعہد پختہ کرو
بیت ناصر میں قدسی پرندے بھرو
تم مسیحا کے خوابوں کی تعبیر ہو
تیرے ہاتھوں میں یورپ کی تقدیر ہو
ہو یہی مدعا ہے مری بس دعا
دین حق ہو یہاں نہ کوئی دوسرا
پیارے مسرور کے در کے ہوں ہم فقیر
پاسباں ہم غریبوں کا ہووے قدیر
جاگے اپنے نصیب آیا میرا حبیب
ہے عطائے مجیب آیا میرا حبیب

رودادِ سفرِ غانا

قریباً مارچ کے آغاز میں ایک میٹنگ میں سال رواں کے تبلیغی سفر کے سلسلہ میں مختلف تجاویز زیرِ غور تھیں۔ مکرمی صدر مجلس نے مشورہ دیا کہ اس سال جوبلی کا پہلا جلسہ غانا میں منعقد ہو رہا ہے جس میں شرکت کرنی چاہئے۔ اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا اور طے کیا گیا کہ اس جلسہ میں شامل ہونا ایک بہت بڑا اعزاز ہے اور اس کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اجازت ملنے کے بعد جانے کا پروگرام مرتب کرنا چاہئے۔

حضورِ انور کی خدمتِ عالیہ میں درخواست دینے پر حضورِ انور کی طرف سے ازراہِ شفقت اجازت مرحمت ہوگئی۔

تمام ضروری انتظامات مکمل کرنے کے بعد یہ قافلہ جو کہ نو انصار پر مشتمل تھا 12 اپریل بروز اتوار صبح سویرے بذریعہ بس کوپن ہیگن کے لئے روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں صدر مجلس مکرم مامون الرشید صاحب اور امیر صاحب مکرم محمود احمد شمس صاحب کے علاوہ مکرمان انور احمد رشید، محمود احمد وِرک، انور خان نیازی، عبدالرؤف ظفر، ندیم احمد، عبدالمجید ڈوگر اور ڈاکٹر انس احمد رشید صاحبان شامل تھے۔ کوپن ہیگن میں مسجد نصرت جہاں میں قیام کیا جہاں مکرمی امیر صاحب ڈنمارک اور ان کی ٹیم نے ہماری خاطر خواہ مدارت کی۔ اگلے روز صبح فجر کی نماز کے بعد ہماری فلائیٹ تھی جو کہ فرینکفرٹ سے تبدیل ہو کر سیدھا غانا کے دارالحکومت اکرہ جانی تھی۔ فرینکفرٹ ایئرپورٹ پر ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ ہوا یوں کہ جب ہم اگلی فلائیٹ کے لئے جہاز تک پہنچنے کے لئے بس میں سوار ہوئے تو ہمارے ساتھ ایک شریف النفس قسم کے افریقی نوجوان بھی کھڑے تھے۔ ہم نے سوچا کہ انہیں بتایا جائے کہ ہم کس لئے غانا جا رہے ہیں تو اسی بہانے کچھ تبلیغ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ہمارے بتانے پر اس نوجوان نے بتایا کہ وہ الحمدللہ خود بھی احمدی ہیں اور اسی مقصد کے لئے امریکہ سے غانا جا رہے ہیں۔ کچھ لمحے کے بعد انہوں نے بتایا کہ وہ مکرمی عبدالوہاب صاحب امیر جماعت غانا کے بیٹے ہیں۔ اکرہ پہنچتے ہی انہوں نے اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیئے اور ہمیں اپنی نگرانی میں امیگریشن ڈیپارٹمنٹ سے فارغ کروا کر لینے آئی ہوئی وین میں بٹھا کر الوداع کیا۔ ان کی ہمشیرہ جو کہ ٹرانسپورٹ کے شعبہ کی انچارج تھیں وہ بذاتِ خود ان انتظامات کی نگرانی کے لئے ایرپورٹ تشریف لائی ہوئی تھیں۔

اکرہ میں قدم رکھتے ہی جو احساس ہوا وہ یہ تھا کہ یہاں ہر جگہ احمدی موجود ہیں اور ایک احمدی کی یہاں بہت عزت ہے۔ امیگریشن، کسٹم وسیکیورٹی ڈیمارٹمنٹ میں کئی احمدی آفیسر نظر آئے۔ جن کا انداز ہمارے لئے انتہائی پرخلوص اور استقبالیہ تھا۔ ان کے چہروں پر ہمارے آنے پر جو خوشی نظر آتی تھی وہ ایسی تھی کہ جس کے سوتے دل کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہیں۔

ہمارے پہنچنے تک شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے اور حسبِ انتظام ہمیں ایک ہوٹل میں پہنچا دیا گیا جو کہ احمدیہ مشن ہاؤس سے سات آٹھ منٹ کی ڈرائیونگ پر تھا۔ صبح کو نماز کے بعد مکرمی امیر صاحب نے ہم سے ملاقات کی اور خود اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر پیش کی۔ ان کی شخصیت انتہائی جاذب ہے اور دلوں کو گھر کر لیتی ہے۔

اس کے بعد قریباً دس گیارہ بجے ہم پھر ان سے ملاقات اور معلومات حاصل کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ انہوں نے باوجود انتہائی مصروفیت کے ہمیں اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت دیا اور اس موقع پر تحائف کا تبادلہ بھی کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد شام کے وقت تھی اور اس وقفہ کو ہمارے حق میں بھرپور استعمال کرنے کے لئے مکرمی امیر صاحب نے ایک وین اور دو خدام کا انتظام فرما دیا تاکہ وہ ہمیں اکرہ کی سیر کروا دیں۔ ہم نے اس موقع پر غانا کے پہلے صدر جناب کوامے نکروما (Kwame Nkrumah) کے میوزیم اور مزار پر بھی گئے۔ برٹش کالونی سے آزادی دلوانے میں ان کا مرکزی کردار تھا۔ عوام الناس ان کو بہت عزت سے یاد کرتی ہے۔

اسی موقع پر ہم ایک مقامی مارکیٹ میں بھی گئے جہاں دکانداروں کا

انداز ایسا ہی ہے کہ پہلے ایک چیز کی قیمت پچاس سیڈی (Cedi) بتائیں گے اور پھر اگلے ہی لمحے دس سیڈی پر آ جائیں گے۔ ہم نے کچھ لکڑی کے ہینڈی کرافٹ خریدے اور اپنے خیال میں نہیں لٹے۔ اگرچہ غانا کی اقتصادی حالت زیادہ مضبوط نہیں اور زیادہ تر برآمد سونے، ہیروں، لکڑی، کوکوا اور معدنیات پر مشتمل ہے اور بیرونی امداد بھی حاصل کی جاتی ہے۔ پچاس فیصد آبادی کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی پر منحصر ہے۔ گذشتہ سال ایک قریباً تین بلین بیرل کا تیل کا ذخیرہ دریافت ہوا ہے جس سے اقتصادیات پر مثبت نتائج پڑنے کی امید ہے۔ ویسے اکرہ کو دیکھ کر ایک غریب ملک ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ ایک بہت بڑا جدید طرز کا ہارٹ سینٹر بنا ہے اور علاج معالجہ کا کم از کم اس شہر میں خاطر خواہ انتظام ہے۔

سارا دن شدید گرمی اور ناریل کے رس سے لطف اندوز ہونے کے بعد ہم دوبارہ ہوٹل میں آ گئے تاکہ شام کو حضورِ انور کے استقبال کے لئے تیاری کر لی جائے۔ ہم امیر صاحب کی ہدایت پر ایرپورٹ کی بجائے مشن ہاؤس چلے گئے جہاں عاشقین کا زیادہ اژدہام نہیں ہونا تھا۔ مشن ہاؤس کی کافی بڑی عمارت ہے اور ایک خاصی وسیع مسجد کے علاوہ ایک نیا تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤس ہے۔ لان میں پھول بوٹوں کے علاوہ ایک بہت بڑا آم کا درخت ہے جو کہ پھل سے لدا ہوا تھا۔ دن کے وقت اس کی ٹھنڈی چھاؤں میں ڈیوٹی پر موجود احباب مستفیذ ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اس کی چھاؤں بہت بھلی محسوس ہوئی۔ اس دوران مقامی احباب ہم سے اپنی گرمجوشی کا اظہار کرتے رہے اور وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاز مقررہ وقت پر پہنچ چکا تھا جہاں غانا کی حکومت کے وزراء و معززین شہر والہانہ استقبال کے لئے موجود تھے۔ آمد کے وقت کا اندازہ کر کے منتظمین نے ہمیں ایک لائن میں کھڑا ہونے کے لئے کہا اور ابھی لائنیں درست بھی نہیں ہوئی تھیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ گاڑی ہم سے صرف آدھے میٹر کے فاصلہ پر کھڑی ہوئی اور خدا کی شان کہ اس نے ہمیں اپنی جان سے پیارے خلیفہ کا دیدار انتہائی قریب سے کروا دیا پوری فضا پرجوش نعروں سے گونج اُٹھی۔ اس موقع پر خدام کے ایک گروپ نے حضورِ انور کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔ گروپ لیڈر موسیٰ انتہائی مخلص اور سعادت مند خادم ہیں اور جماعت کے سکول میں بطور ٹیچر کام بھی کرتے ہیں۔

اگلے روز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ تشریف لے جانا تھا جہاں جدید سہولیات سے آراستہ دو خوبصورت گھر بھی بنائے گئے ہیں۔ جلسہ گاہ جو کہ ایک وسیع و عریض قطعہ ارض جس کا رقبہ نصف ربوہ کے برابر ہے پر مشتمل ہے۔

جلسہ کے موقع پر ہماری رہائش کا انتظام جامعہ احمدیہ ایسارکیر (Essarkyir) میں تھا۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت سرسبز علاقہ ہے اور جماعت کی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں مکرمی و محترمی مہدی آپا صاحبؓ نے خود تحقیق فرما کر جماعت کا پتہ چلایا اور نہ صرف خود احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی بلکہ اپنے خرچ پر ایک مبلغ سلسلہ کو بلوانے کی درخواست حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں کی اور مبلغِ سلسلہ کے آتے ہی پانچ ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں۔ انہوں نے یہاں ایک مسجد بھی بنوائی جہاں ہم سب ممبرانِ قافلہ نے نوافل ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان بزرگ کا مزار بھی یہیں ہے جہاں تین خلفا بھی دعا کر چکے ہیں۔ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائی۔ اس جگہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہاں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ سال احمدیہ سکول میں بطور پرنسپل خدمات سرانجام دیں۔ سکول اور حضور کی رہائش گاہ کو باہر سے دیکھنے کی توفیق ملی۔

اس جگہ کی تیسری خصوصیت جامعہ احمدیہ ہے جو کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر یہاں تعمیر کی گئی ہے۔ جامعہ کے ساتھ ہی اناناس کا باغ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کا اناناس پورے غانا میں مشہور ہے۔ اس کے ہم سب معترف ہیں۔ اتنا مزے کا اناناس اس سے پہلے ہم نے

نہیں کھایا ہوا تھا۔
جامعہ کا ہوسٹل مہمانوں سے لبالب بھرا پڑا تھا۔ ہر طبیعت کے مہمان وہاں پر تھے مگر کیا مجال ہے کہ ہمارے میزبانوں کی پیشانی پر ذرا سی بھی شکن آئی ہو۔ وسائل کی کمی کے باوجود ہم سب کا اس طرح خیال رکھا گیا کہ کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ جامعہ کے طلبا کی قربانی کا یہاں ذکر نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ہوگی جنہوں نے مہمانوں کی خاطر اپنا ہوسٹل خالی کر دیا اور خود کھلے آسمان کے تلے سوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن جزا دے اور احمدیت کا کامیاب مجاہد بنائے۔ مکرمی محترمی پرنسپل صاحب جامعہ نے ہر مہمان کی ضروریات بہم پہنچانے کی مکمل ذمہ داری لی ہوئی تھی اور انہیں مل کر ایک خاص اپنائیت کا احساس ہوتا تھا۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ان کے علاوہ بھی وہاں اور وجود تھے جو انتہائی خلوص اور اپنائیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے۔ یہاں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا افتتاح حضورِ انور نے جلسہ کے بعد فرمایا۔
اب اس علاقہ کے قریب ایک بہت بڑا قطعہ زمین خرید لیا گیا ہے جہاں جوبلی کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔
وہاں پہنچتے ہی بسوں کا انتظام تھا جن کے ذریعہ جلسہ گاہ پہنچے کیونکہ وہاں حضورِ انور نے عشاء کی نماز پڑھانی تھی۔ احباب کے چہروں کی خوشی دیدنی تھی۔ کھلے آسمان تلے ایک وسیع وعریض میدان میں نماز کا انتظام تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں احمدی عشاق اپنے خلیفہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے لئے موجود تھے۔ یہ تعداد تھی کہ بڑھتی ہی چلی جارہی تھی۔ کھلا آسمان تھا اور گرمی کا زور ختم ہو چکا تھا اور مزے کی ہوا چل رہی تھی اور چاند نکلا ہوا تھا مگر ہم سب کو اپنے چاند کا انتظار تھا۔ حضور کی اقتدا میں نماز کا اپنا ہی ایک لطف ہے۔ افریقیوں کا آمین کہنے کی اپنی ہی ایک موسیقیت ہے جس سے وادی گونج اُٹھتی تھی۔ اس نماز کے عجب سرور سے مستفیض ہونے کے بعد واپس جامعہ آ گئے۔
اگلے روز جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس تھا جس میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب تھا۔ حضور کے جلو میں وہاں کے صدرِ مملکت بھی تشریف لائے اور تمام اجلاس میں تشریف فرما رہے اور کافی لمبی تقریر بھی کی۔ جلسہ کی انتظامیہ نے بیرونِ ملک کے مہمانان کی خوب عزت افزائی کی اور ہمیں سٹیج کے دائیں طرف بٹھایا گیا اور بائیں طرف مقامی معززین و چیف و بادشاہ وغیرہ تشریف فرما تھے۔ اس موقع پر کچھ عرصہ کے لئے فوٹوگرافی کی اجازت بھی مل گئی اور حضورِ انور کے بالکل سامنے سے تصاویر کھینچنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ الحمدللہ
ہم سب کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب بہت قریب بیٹھ کر سننے کا یہ موقع خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا جو کہ اس کا ہم پر ایک خاص فضل تھا جس کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔
جلسہ پر کئی احباب سے ملاقات کرنے کا موقع ملا ان میں سے اکثر دوسری یا تیسری نسل سے احمدی تھے اور ان سب کا احمدیت وخلافت سے اخلاص قابلِ رشک تھا۔ حضورِ انور کی شفقت ومہربانیوں کو پانے میں اس قوم کا خود بھی خدا کے فضل سے بہت ہاتھ ہے۔ ان کا خلوص بحیثیت قوم ایسا ہے کہ ہر ایک کو فوراً اپنا گرویدہ کر لیتا ہے۔
وہاں ڈیوٹیوں پر موجود خدام چلچلاتی دھوپ میں سارا سارا دن اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے تھے اور کیا مجال کے پائے ثبات میں لغزش آجائے۔
دوسرے دن جمعۃ المبارک کھلے میدان میں ادا کی جس میں کم از کم ایک لاکھ افراد موجود تھا۔ اس جلسہ نے تو ربوہ کے جلسوں کی یاد تازہ کر دی۔
اختتامی اجلاس میں غانا کے نائب صدر تشریف لائے۔
حضورِ انور کے اختتامی خطاب کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا اور یوں حسبِ معمول ایک عجیب اداسی چھا گئی۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ روزانہ حضور کی بصیرت افروز نصائح سنیں، ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور وقت کی رفتار تھم جائے۔
جلسہ کے بعد ہمارے اس گروپ کی واپسی سویڈن کی طرف ہوئی اور ہم سب ان محبتوں کے عطر سے ہمیشہ کے لئے معطر ہو کر واپس بخیریت پہنچ گئے۔
الحمدللہ کہ خدا نے یہ اعزاز ہماری مجلس کو عطا فرمایا کہ پورے یورپ بلکہ غالباً تمام دنیا سے واحد مجلس انصاراللہ تھی کہ جو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایک باقاعدہ وفد کی صورت میں اس جلسہ سالانہ میں شریک ہوئی۔

مجلس انصاراللہ سویڈن

مامون الرشید ڈوگر نیشنل صدر مجلس انصاراللہ سویڈن

ڈاکٹر انس رشید نائب صدر صف دوم

سجاد احمد قائد عمومی

انوراحمد رشید نائب صدر اول

بشیرالدین احمد زعیم اعلیٰ یوتھے بوری

امین الرشید زعیم مالمو

ڈاکٹر محمود احمد شرما زعیم سٹاک ہوم

مجلس انصار اللہ سویڈن

نیشنل مجلسِ عاملہ انصار اللہ سویڈن

مجلس عاملہ انصار اللہ مجلس مالمو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس عاملہ انصار اللہ ۲۰۰۵ کا ایک یادگاری گروپ فوٹو

مجلس انصار اللہ سویڈن کے تبلیغی سفر سپین کی جھلکیاں

بارسیلونا میں مکرمی مربی صاحب کو مسجد ناصر کی شیلڈ پیش کرتے ہوئے

مسجد بشارت میں مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب کے ہمراہ ایک گروپ فوٹو

مشن ہاؤس میڈرڈ میں مربی سلسلہ مکرم محبوب الرحمٰن صاحب کے ہمراہ

مسجد قرطبہ عقب میں

غرناطہ کے سفر کے دوران زیتون کے باغ میں وقفہ

غرناطہ کے محل کی ایک دیدہ زیب محراب

وفد مجلس انصاراللہ برموقع جلسہ سالانہ غانا

احمدی چیف کے ہمراہ

مسجد جامعہ احمدیہ غانا جس کا افتتاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب امیر صاحب جماعت غانا کو کمپیوٹر کا تحفہ دیتے ہوئے

نائب صدر صف دوم ایک احمدی بادشاہ سے مصافحہ کرتے ہوئے

نائب صدر صف دوم غانا کے نائب صدر آلیو مہاما سے مصافحہ کرتے ہوئے

جلسہ کے موقع پر تشریف لانے والی حاجیہ خواتین

غانا کے بابائے قوم کوامانکرما کے میوزیم ومزار کے باہر

چند یادگاری تصاویر

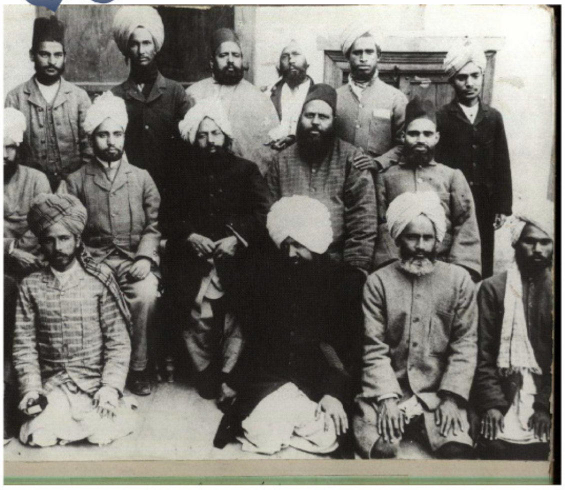

چند یادگاری تصاویر

چند یادگاری تصاویر

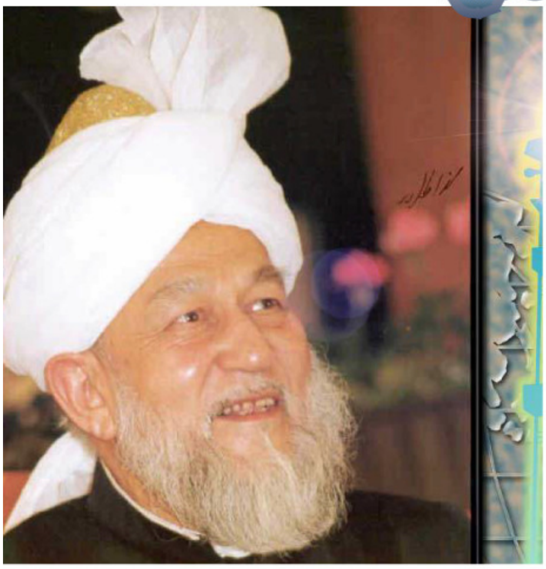

حضور انور کا دورہ سویڈن

مکرم امیر صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سویڈن کے بارڈر پر استقبال کرتے ہوئے

12 ستمبر 2005 سویڈن کی تاریخ کا ایک سنہری دن جب اس کی مٹی کو خلیفہ وقت کی قدم بوسی کا شر
نصیب ہوا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت الحمد مالمو میں تشریف آوری

مالمو کی مسجد کے لئے زیر غور زمین کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معائنہ فرماتے ہوئے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یوتھے بوری میوزیم میں ایک ہبروی تحریر کی فلم بناتے ہوئے

آخم کے ساحل سمندر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قدم بوسی کا شرف نصیب ہوا

حضور انور کا دورہ سویڈن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ کی طرف تشریف آوری

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر استقبال کا ایک منظر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ معززینِ شہر کا عشائیہ

وزیر مملکت برائے تعلیم و مذہبی امور کی مسجد ناصر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے موقع پر تصویر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت چند بچوں کی آمین کروائی

یوتھے بوری میوزیم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شہر کا ماڈل ملاحظہ فرماتے ہوئے